besturdubooks.wordpress.com

مومنوں کی ذہانت کے قصے

اردو ترجمہ

فراسۃ المومن

مصنف

ابراہیم بن عبداللہ حازمی

مترجم

مولانا محمد اصغر





دار الاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 021-2631861

فہرست عنوانات

عرض مترجم

خداوند قدوس کا فرمان عالی شان ہے لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ (بے شک ان کے واقعات میں عقل مندوں کے لئے عبرت کا بڑا سامان ہے۔ اللہ عزوجل کے فضل عظیم سے یہ انمول ذخیرہ بھی اس سلسلے کی بہت ہی خوبصورت لڑی ہے جس کو مولف نے بڑی عرق ریزی اور حسن انداز سے ذہانت کے دھاگے میں پرویا ہے اور بے شک حق ادا کر دیا ہے۔ یقیناً آپ مطالعہ کریں گے تو خوب جان لیں گے۔ اختتام کتاب تک دل کی یہی صدا رہے گی اے رہرو منزل چلتا رہ کہ بڑا ہی حسین سفر ہے۔ اگرچہ مقدمہ میں ذہانت کے متعلق چند تحقیقات ہیں جن سے شاید کہ عام اذہان اتنا لطف اندوز نہ ہوں جیسا کہ مقدموں کی شان ہوتی ہے لیکن اصل کتاب ہر عام و خاص کے لئے ایک بیش بہا عمدہ ذخیرہ ہے۔ جس کا علم آپ کو مطالعے کے بعد ہو گا۔ اسی لئے احقر مترجم نے دوران ترجمہ مولف کے مقصد کا پورا پورا خیال ملحوظ رکھا ہے۔ بنسبت لفظی ترجمے کے تاکہ ہر ایک اس سے نفع اٹھا سکے۔

والسلام

مترجم۔ احقر محمد اصغر (خیر پور میرس)



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

یہ کتاب ہدیہ ہے ان لوگوں کی خدمت میں جنہوں نے کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کے ساتھ اپنے ظاہر کو آراستہ کیا اور دائمی مراقبے اور صحیح توکل کے ساتھ اپنے باطن کو مزین کیا اور اپنے وجود کو خواہشات نفسانیہ سے روکا تو انشاء اللہ اس کی ذھانت کبھی غلطی نہ کرے گی۔

من جانب ابراہیم عبداللہ حازمی

اللہ اس کو معاف فرمائے اور لطف کے ساتھ معاملہ فرمائے

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے اور صلوٰۃ و سلام نازل ہوں ہمارے سردار محمد ﷺ پر اور ان کی پاکیزہ آل واصحاب تمام پر حمد و صلاۃ کے بعد عرض ہے کہ جب کتاب فراست المومن کی طبع مکمل ہو چکی تو لوگوں کی کافی جمعیت بے انتہاء اس کی طرف متوجہ ہوئی انہوں نے اپنی مختلف آراء اور فنون و علوم کے ساتھ اس کا استقبال کیا اور بہت سے احباب نے اطلاعات دیں کہ آپ کی مبارک تالیف مجالس و محافل میں پڑھی جانے لگی اور الحمد للہ چند ہی ہفتوں میں اس کے دس ہزار سے زائد نسخے ختم ہو گئے۔ اور یہ صرف اس عظیم ذات کا احسان ہے جس کے لئے تمام تعریفیں ہیں۔

اور میں ان احباب کا دل سے شکر گزار ہوں جنہوں نے رو برو یا تحریراً اس کی تعریف کی اور حوصلہ افزائی کی خواہ وہ خلیجی ممالک کے باشندے ہوں یا کسی اور ممالک کے اور انشاء اللہ العزیز عنقریب اسی سلسلے کا پانچواں حصہ بھی آپ کے سامنے آجائے گا (یہ کتاب چوتھا حصہ ہے) اور وہ سچے خوابوں کے بارے میں ہے، جس نے جو خواب دیکھا حقیقت بھی اس کے موافق ہوئی اور انشاء اللہ پھر سچے واقعات کا چھٹا حصہ بھی آئے گا۔ اللہ ہی پر بھروسہ ہے اور اسی سے مدد طلب کرتے ہیں۔

ابراھیم حازمی

اللہ اس کو معاف کرے اور اس کی خطاء کو درگذر کرے

سچے واقعات اور حکایات اللہ کی طرف رہنمائی کرنے والے ہیں اور اس کے اولیاء سے سرزد ہوتے ہیں۔ اور اولیاء کے دل ان سے قوی ہوتے ہیں۔

جیسے کہ ذات باری تعالیٰ کا فرمان وکلا نقص الایہ (ترجمہ) اور رسولوں کے بارے میں ہم نے آپ کو قصے بیان کئے جن کے ذریعے ہم آپ کے دل کو مضبوط کرتے ہیں۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ علماء کے قصے اور ان کے فضائل میرے نزدیک بہت سی فقہ سے زیادہ پسندیدہ ہیں کیونکہ وہ قوم کو آداب سکھلاتے ہیں۔

اور اس سلسلہ میں مکتبہ دار التشریف سعادت حاصل کر رہا ہے کہ آپ حضرات کے لئے سچے واقعات کا سلسلہ جاری کر رکھا ہے ہم اللہ جل شانہ سے امید رکھتے ہیں یہ سلسلہ آپ کی رضاء خوشنودی اور تعجب کو پائے گا۔

اور اس سلسلے کی چند مندرجہ ذیل کتابیں ہیں (جن میں سے ایک آپ کے ہاتھوں میں ہے بزبان اردو)

(۱) الشفاء بعد المرض
(۲) سختی اور تنگی کے بعد کشادگی
(۳) جس نے کسی چیز کو اللہ کی رضا کیلئے ترک کیا اللہ نے اس کو اس سے بہت بہتر عطا کیا
(۴) مومن کی ذہانت
(۵) جس نے جو خواب دیکھا حقیقت اس کے موافق ہوئی۔
(۶) اللہ کی طرف توبہ (رجوع) کرنے والے
(۷) پرہیز گاروں کا توشہ (سچے واقعات اور نوادرات اثر کرنے والی حکایات)
(اور یہ طبع ہو چکی ہیں)

اور اب عنقریب انشاء اللہ درج ذیل کتابیں بھی آئیں گی۔

(۱) نھایۃ الظالمین ظالمین کا انجام
(۲) نظر لگنا حق ہے (قصص)
(۳) والدین کے ساتھ احسان کی فضیلت

(درج بالا کتب سب عربی ہیں اور یہ ان کے ناموں کا ترجمہ ہے ان میں سے چوتھی

کتاب فراست المومن آپ کے ہاتھوں بزبان اردو میں ہے الحمد للہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بے شک تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اسی سے ہم مدد مانگتے ہیں اس کی تعریفیں کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں اور اللہ کی پناہ پکڑتے ہیں اپنے نفسوں کی برائیوں اور اپنے اعمال کی برائیوں سے بے شک جس کو وہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جس کو گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں معبود برحق وہی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے نہ اس کا کوئی شریک ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کے آل واصحاب پر درود وسلام نازل فرمائے۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد

بے شک اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی سینوں کے رازوں اور دلوں اور آنکھوں کی خفیہ باتوں کو خوب جاننے والا ہے جیسے اس ذات کا فرمان ہے۔

یعلم خائنۃ الاعین و ماتخفی الصدور (اللہ) جانتا ہے آنکھوں کی خیانتوں اور سینوں کے رازوں کو اور اسی وجہ سے وہ اپنے انبیاء اور اولیاء کے لئے وہ چیز بھی عیاں کر دیتا ہے جن کو لوگوں کے دل اور چہرے چھپاتے پھرتے ہیں۔

جیسے کہ جب آپ کسی جوان سے ملاقات کریں اور وہ کوئی چیز آپ سے طلب کرے تو بہر حال پر اس کا چہرہ اور منظر آپ میں کچھ اثر چھوڑے گا جس کے ساتھ آپ اس کے اخلاق اور حالات کے متعلق کچھ جان لیں گے اور آپ کے ذہن میں خود بخود بات آئے گی وہ ذہین ہے یا غبی مریض ہے یا تندرست، ست ہے یا چست اور اگر آپ سے پوچھا جائے کہ کس بات نے آپ کو یہ سمجھنے پر مجبور کیا تو آپ کہیں گے ایک دل ہے سینے میں اور اس لئے کہ الحمد للہ اللہ کی اطاعت کرتا ہوں۔

یا آپ کہیں گے کہ میں نے اس کی آنکھوں یا سر یا کسی اور چیز کی بناوٹ سے یہ حکم لگایا ہے۔

اور ایسا ہم میں کون ہوگا۔ جس کو کبھی اتفاق نہ ہوا ہو کہ اس نے کسی کو دیکھ کر اس میں ذہانت ذکاوت اور اچھی نیت وغیرہ کا حکم نہ لگایا ہو

اور کتنے لوگ ہیں کہ جب ہم ان کے سروں کھوپڑیوں (اور دوسری بناوٹ) کو دیکھتے ہیں تو ان کی بہادری اور شجاعت یا ان کی بزدلی اور ان کی ذہانت یا غباوت کا حکم لگائے بغیر نہیں رہ سکتے

اور اس کتاب میں ایسے واقعات اور دلائل ہیں جو ہماری درج بالا گفتگو پر شاہد ہیں اور خوب وضاحت کرتے ہیں چہ جائے کہ وہ بھی آثار ہیں جو قرآن وسنت میں بیان ہوئے اور الحمد للہ یہ ایسی کتاب ہے جس سے کوئی مستغنی (بے پرواہ) نہیں حاکم اپنے حکم میں امیر امارت میں عالم علم میں قاضی قضاء (فیصلے) میں مدرس درس میں داعی دعوت میں طالب علم مدرسہ میں منشی ملازم دفتر میں

اور کیسا حسین امتزاج ہے جو علامہ ماوردی نے اپنی کتاب ادب الدین والدنیا میں فرمایا کہ عالم کے لئے ذہانت ہونا ضروری ہے جس سے طالب علم کو پہچانے تاکہ اس کے حفظ وذہانت کی پہنچ اور طاقت کا اندازہ لگائے پھر اس کو زیادہ علم عطا کرے اگر وہ سنبھال سکے یا کم دے اگر وہ غبی ہے تو یہ عالم کے لئے سکون پہنچانے والی چیز اور طالب کے لئے نجات اور کامیابی پہنچانے والی چیز ہے۔

اور جب عالم طالب کا اندازہ لگا سکے اور اس کو پہنچان سکے تو اس کو کبھی پریشانی اور اکتاہٹ نہیں ہوگی اور اگر طالب کو پہچان نہ سکے اور ان کے احوال اس سے مخفی ہو جائیں تو وہ بھی اور طالب بھی بڑی مشقت اور اکتاہٹ میں ہوں گے کیونکہ بہرحال ان میں کوئی ذکی ہوگا جو زیادتی کا محتاج ہوگا اور کوئی غبی بھی ہوگا جو کمی کی طرف لوٹے گا تو ذکی تو کمی سے تنگ دل ہو جائے گا اور غبی زیادتی سے عاجز پریشان ہو جائے گا اور جس کے شاگرد کمزوری اور تنگ دلی کے درمیان متردد اور پریشان ہو جائیں تو سب اکتاہٹ میں پڑیں گے استاد بھی شاگرد بھی اور میں اللہ ہی سے سوال کرتا ہوں کہ وہ ہر جگہ اس کو قبول فرمائے اور خالص اپنی ذات کے لئے بنائے اور اپنے بندوں کو مشرق ومغرب تک اس سے نفع پہنچائے بے شک وہی اس پر قادر اور مالک ہے۔

اور ہم اللہ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔

ابو حمزہ ابراہیم بن عبداللہ حازمی اللہ اس کو معاف فرمائے اور اس کی خطاء کو درگذر فرمائے ریاض ۲۴/۸/۱۴۱۲ھ۔

(فراست)ذہانت کے معانی

لغۃً (الفراسۃ) اس قول سے ماخوذ ہے تفرست فیہ خیراً یہ کہ میں نے اس میں خیر جان لی او ھو یتفرس کہ وہ ذہانت سے معاملے کی تہہ کو پہنچ جاتا ہے۔

لہٰذا یہ ذہن کا تیزی سے حکم لگانا ہے معلوم بات سے مجہول پر بغیر کسی ذریعہ کے اور یہ معنی بھی بیان ہوئے ہیں کہ یہ اسی ذہنی بیداری پر طاقت وقدرت ہے جسے اللہ پاک چاہے اس کو عطا فرماتا ہے اور کہا گیا ہے فراست، الہام یا اندازے اور گمان کے ذریعے پہچاننا ہے اور کہا گیا ہے یہ خلق (بناوٹ) سے اخلاق پر حکم لگانا ہے۔

اور فراست اور فراست کے درمیان بھی فرق ہے (فراست) ذہنی قوت اور ذکاوت کے ساتھ چیزوں کو پہچاننا (فراست) شہسواری اور اس کے معاملات میں ماہر ہونا

اور کیا ہی حسین امتزاج ہوگا جب انسان دونوں فضیلتوں کو جمع کرے زبردست شہسوار بہادر بھی ہو اور لمحوں میں حقیقت کی تہہ تک پہنچ جانے والا بھی ہو

(فراست)ذہانت کی اقسام

ذہانت کی تین قسمیں ہیں

(۱) ایمانی ذہانت...... اس کا سبب وہ نور ہوتا ہے جو اللہ عزوجل دلوں میں ڈالتا ہے بندہ اس کے ذریعے حق وباطل اور صادق وکاذب کے درمیان فرق کر لیتا ہے۔

اور اس کی حقیقت اور ماہیت یہ ہے کہ وہ ایک ایسی تدبیر ہوتی ہے جو دل میں پے در پے وار ہوتی ہے اور اپنی ضد کو روکتی ہے اور دل پر اس طرح کود کر آتی ہے جیسے شیر اپنے شکار پر کودتا ہے۔ اور یہ فراست ذہانت ایمانی طاقت کے مطابق ہوتی ہے لہٰذا جس کی ایمانی قوت مضبوط ہوگی اس کی ذہانت بھی تیز ہوگی۔

ابو سعید خراز فرماتے ہیں جس نے نور فراست کے ساتھ دیکھا اس نے حق کے

ساتھ دیکھا اور اس کا مولد حق ہوتا ہے اس میں بھول اور غفلت نہیں ہوتی بلکہ وہ ایسا حق حکم ہے جو بندے کی زبان پر جاری ہوتا ہے۔

علامہ واسطی فرماتے ہیں فراست نور کی ایسی شعاعیں ہیں جو دل میں چمکتی ہیں اور جملہ غائب رازوں کو روشن کرتی ہیں اور اس طرح اشیاء کو حاضر کرتی ہیں جیسے سامنے کوئی حاضر چیز۔ پھر انسان ان کے ذریعے گفتگو کرتا ہے۔

اور دارانی نے فرمایا کہ فراست نفس کو کشف ہونا اور غیب کا معائنہ کرنا ہے اور یہ ایمان کے مقامات میں سے ایک مقام ہے۔

کسی سے فراست کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا وہ ایسی روحانی قوتیں ہیں جو غائب کو جھانکتی ہیں پھر مخلوق کے رازوں میں گفتگو کرتی ہیں اور گفتگو بھی مشاہدے والی یعنی یقینی نہ کہ اندازے اور اٹکل کی اور عمرو بن نجید نے فرمایا کہ شاہ کرمانی بڑی تیز ذہانت والے تھے ان کی ذہانت کبھی خطا نہیں کھاتی تھی وہ فرماتے تھے کہ جس نے محارم سے آنکھوں کی حفاظت کی نفس کو شہوات سے روکا باطن کو مراقبے کے ساتھ مزین کیا ظاہر کو سنت کے ساتھ آراستہ کیا حلال کھانے کا عادی ہوا انشاء اللہ اس کی فراست ذہانت کبھی خطا نہیں کرے گی ابو جعفر حداد نے فرمایا فراست دل میں آنے والی پہلی بات ہے جس کے دوسری بات دل میں مخالف نہ ہو اگر دوسری بات مخالف آجائے تو وہ حدیث نفس ہے یعنی وہم وخیال ہے۔

اور ابو حفص نیشاپوری نے فرمایا کسی کو ذہانت کا دعویٰ نہیں کرنا چاہئے بلکہ غیر کی ذہانت سے محتاط رہنا چاہیئے اس لئے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا اتقوا فراسة المومن فانه ینظر بنور الله کہ مومن کی فراست (ذہانت) سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ تو یہاں تفرسوا نہیں فرمایا کہ دعویٰ فراست کرو اور کیسے اس کو دعویٰ کرنا صحیح ہو سکتا ہے جبکہ خود فراست سے محتاط رہنے کا محتاج ہو اور احمد بن عاصم نے فرمایا جب نیک لوگوں کے ساتھ بیٹھو تو سچائی (والی گفتگو) کے ساتھ بیٹھو اس لئے کہ وہ حضرات دلوں کے جاسوس ہیں دلوں میں داخل بھی ہو جاتے ہیں اور نکل بھی جاتے ہیں لیکن تمہیں پتہ نہیں چلتا اور ایک مرتبہ حضرت جنید لوگوں سے وعظ فرما رہے تھے تو ایک نصرانی اجنبی کھڑا ہو گیا اور پوچھا نبی علیہ السلام کے اس قول کے کیا معنی ہیں اتقوا فراسة الخ (حدیث ابھی گذری ترجمہ متن کے ساتھ) تو حضرت نے سر جھکا لیا پھر سر اٹھایا اور فرمایا تیرے اسلام کا وقت قریب آگیا ہے تو وہ

مسلمان ہو گیا۔

قدیم کتابوں میں کہا گیا ہے کہ سچے آدمی کی ذہانت کبھی خطا نہیں کرتی

ابن مسعود نے فرمایا لوگوں میں سب سے زیادہ تین ذہین ہیں (تین موقعوں پر) عزیز مصر جب انہوں نے اپنی بیوی کو کہا اکرمی مثواہ عسی ان ینفعنا او نتخذہ ولداً اے (بیوی) اس (یوسف) کا ٹھکانہ اچھا بنا ہو سکتا ہے کہ ہمیں نفع دے یا ہم اس کو اپنی اولاد بنالیں۔

اور دوسرے حضرت شعیب کی صاحبزادی جب اس نے اپنے والد کو موسیٰ علیہ السلام کے متعلق کہا تھا کہ آپ ان کو کام پر رکھ لیجئے اور تیسری فرعون کی بیوی حضرت آسیہ نے جب کہا قرۃ عین لی ولک لا تقتلوہ عسی ان ینفعنا او نتخذہ ولداً یہ بچہ (موسیٰ) میری تیری آنکھ کی ٹھنڈک ہے اس کو قتل نہ کر شاید ہمیں نفع دے یا ہم اس کو بیٹا بنالیں

اور حضرت صدیق امت کے سب سے بڑے ذہین انسان تھے ان کے بعد حضرت عمر اور حضرت عمر کی ذہانت کے واقعات بڑے مشہور ہیں جب کبھی آپ نے فرمایا میرا اس کے متعلق یہ خیال ہے حقیقت میں بھی وہی ہوا اور آپ کی ذہانت کے لئے رب کائنات کا کئی جگہوں میں آپ کے مشورے کی موافقت کرنا ہی بہت کافی ہے۔

اور صحابہ کرام کی ذہانت سب سے سچی ذہانت ہے

اور اس کی اصل اور جڑ وہ ایسی حیات اور نور ہے جو اللہ اپنے بندوں میں جسے چاہے عطا فرماتا ہے پس وہ اس کے ساتھ زندہ اور منور ہو جاتے ہیں پس اس کی ذہانت خطا نہیں کرتی۔

فرمان باری ہے او من کان میتا فاحییناہ الخ وہ شخص جو مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ کیا اور نور عطا کیا جس کے ساتھ وہ لوگوں میں چلتا پھرتا ہے وہ اس کے جیسا ہو گا جو تاریکیوں ہی میں ہے ان سے نہیں نکل پاتا۔

تو آیت کریمہ میں کفر اور جہل کی وجہ سے مردہ فرمایا پھر اللہ نے اس کو ایمان اور علم کے ساتھ زندہ فرمایا اور قرآن اور ایمان کو نور (روشنی) بنایا جس کے ذریعے لوگوں میں سیدھے راستے پر چلتا ہے اور تاریکیوں میں روشنی حاصل کرتا ہے (واللہ اعلم) اللہ خوب جاننے والا ہے۔

ذہانت کی دوسری قسم

یہ خلوت ، بیداری مجاہدے اور بھوک کی ذہانت ہے اس لئے کہ جب نفس تعلقات سے الگ ہو تو بقدر خلوت (تنہائی) اس کیلئے ذہانت اور کشف ہوگا اور یہ ذہانت مشرک اور مومن دونوں کے درمیان مشترک ہے اور یہ ایمان اور ولایت پر دلالت نہیں کرتی اور بہت سے جاہل لوگ اس کے ساتھ دھوکہ کھا جاتے ہیں اور راہبوں کے اس باب میں بہت سے واقعات مشہور ہیں اور یہ ذہانت حق کو ظاہر نہیں کرتی اور نہ ہی سیدھے راستے کو بلکہ یہ ولیوں کی ذہانت کی ایک چھوٹی سی قسم ہے اور اطباء اور خوابوں کی تعبیر بتانے والوں کو بھی یہ حاصل ہوتی ہے اور حکماء کی اپنے فن میں یہ ذہانت مشہور ہے اور جو ان کو جاننا پسند کرے وہ ان کی تاریخ اور اخبار کا مطالعہ کرے اور یہی ذہانت آدھی حکمت کے قریب ہے جس سے تجربہ ہوتا ہے۔

واللہ اعلم

ذہانت کی تیسری قسم

ذہانت کی تیسری قسم پیدائشی ہے اس کے متعلق حکماء وغیرہ نے باقاعدہ تصانیف بھی فرمائیں ہیں اور خلق (بناوٹ) کے ساتھ اخلاق پر دلیل پکڑی ہے اس لئے کہ بتقاضائے حکمت الٰہی ان دونوں میں بڑا تعلق ہے جیسا کہ چھوٹا سر جتنا عام طور پر چھوٹا نہیں ہوتا یہ چھوٹی عقل پر دلالت کرتا ہے اور بڑا سر، کشادہ سینہ ، ابروؤں کے درمیان میں کچھ فاصلہ دلالت کرتا ہے اچھے اخلاق ، بردباری، اور کشادگی پر ان کی تنگی سے ان اخلاق کی تنگی پر ، اور تپلی آنکھیں ، باریک نظریں بیوقوفی اور حرارت قلب (دل) کی کمزوری پر دلالت کرتی ہیں اور آنکھوں کی سفیدی کا تیز ہونا کچھ کچھ سرخی کے ساتھ بہادری اور پیش قدمی اور ذہانت پر دلالت کرتا ہے اور آنکھوں کا بار بار گھومنا کچھ سرخی کے ساتھ خیانت ، مکر اور دھوکہ دہی پر دلالت کرتا ہے اور بڑی چیز جس کے ساتھ ذہانت کا تعلق ہے وہ آنکھ ہے اس لئے کہ وہ دل

کا آئینہ ہے اور دل کی باتوں کا عنوان ہے پھر دوسری بڑی چیز زبان ہے (کلام کرنا) اس لئے کہ زبان دل کی ترجمان اور قاصد ہے اور آنکھوں کا نیلگوں مائل بزردی ہونا کمینہ پن اور وحشت اور اندرونی فساد پر دلالت کرتا ہے اور بالوں کا سیدھا اور گھنا ہونا دلالت کرتا ہے عقل مندی پر اور اگر بالوں کی زیادتی ہو اور ٹیڑھے گھنے ہوں تو دلالت ہے شر پر اور بالوں کا معتدل ہونا یعنی درمیانہ ہونا یہ اعتدال پر دلالت ہے (جو اچھائی ہے) اور اس ذہانت کی اصل وہ اعضاء اور صورت کی بناوٹ کا معتدل درمیانہ ہونا ہے اس سے روح اور مزاج معتدل ہوتا ہے اور ان کے اعتدال سے اخلاق اور اعمال معتدل ہوتے ہیں اور اعضاء وصورت کی بناوٹ کا اعتدال سے ہٹنا اخلاق اعمال میں اعتدال سے ہٹنا ہے (جو برا ہے) اور یہ اس وقت ہے جب محض نفس اور طبیعت کو (باہر کے سیکھنے والے اخلاق تعلیم سے) خالی رکھا جائے ورنہ

معتدل اعضاء وصورت والا انسان برے لوگوں کے ساتھ بیٹھے اور انہی کے اعمال افعال اختیار کرے تو یہی لوگوں میں خبیث اور برا ہو جائے گا (اگرچہ اعضاء وغیرہ میں کمی نہیں ہے)

اسی طرح وہ شخص جو غیر معتدل اعضاء وصورت والا ہے اگر کامل لوگوں کی صحبت اختیار کرے اور اخلاق اعمال میں ان کے ساتھ میل جول کرے تو یہی اس کی طبیعت بن جاتی ہے اور اچھے اخلاق کا مالک ہو جاتا ہے۔

لہٰذا اس مقام پر خوب غور کرنا چاہئے محض ان چیزوں کو دیکھ کر فوراً فیصلہ نہ کرنا چاہئے ورنہ قاضی (فیصلہ کرنے والا) بہت غلطیاں کرے گا اس لئے کہ یہ چیزیں محض علامتیں ہیں نہ واجب کرنے والی چیزیں ہیں اکثر مرتبہ ان احکام کو پیچھے رکھا جاتا ہے شرائط کے نہ ہونے کی وجہ سے یا کسی اور رکاوٹ کی وجہ سے اور ذہین کی ذہانت عام طور پر تین چیزوں کے ساتھ متعلق ہوتی ہے آنکھ کان دل آنکھ کے ذریعہ علامتوں اور نشانیوں کو پہچانا جاتا ہے اور کان کے ذریعے کلام کو پھر اس کے مقصود کو اشارے کو مفہوم کو طنز کرنے کو لہجے کو اسی کے مثل دوسری چیزوں کو پہچانا جاتا ہے۔

اور دل کے ذریعے مقصد اور مطلب کو اور دیکھی ہوئی یا سنی ہوئی چیز سے اس کے مخفی معنی پر پہنچنا اور ظاہر سے آگے تک معلوم کرنا ہوتا ہے جیسے کہ سکے کو پرکھنے والا اوپر کی شکل اور سکے سے ہی اندر کے کھوٹ یا صحیح خالص ہونے کو پہچان لیتا ہے اس طرح ذہین دل

کے ساتھ ظاہری نقشوں اور علامتوں سے دل اور باطن کو پہچان لیتا ہے
تو ذہین کا ظاہری علامتوں سے بواطن (اندرونی اخلاق) کو پہچاننا ایسا ہی ہے جیسا سنہار کا سونے کی ظاہری شکل سے اندرونی خالص چیز کو پہچاننا اسی طرح محدثین بھی ظاہری متن اور حدیث کو دیکھ کر اس کے صحیح غلط ہونے کو جانتے ہیں جیسے زرگر ظاہری شکل سے چاندی کی اصل کو پہچان لیتے ہیں ایسے ہی ذہین کا سچے اور جھوٹے کے درمیان فرق کرنا بھی ہے۔

ذہانت کے متعلق جو کتاب وسنت میں وارد ہوا

فرمایا اللہ تعالیٰ نے

ان فی ذلک لا یت للمتو سمین (ترجمہ)(ان میں پہچاننے والوں کیلئے نشانیاں ہیں) مجاہد بن جبیر مکی تابعی فرماتے ہیں اس سے مراد ذہانت والے ہیں ابن عباس ہاشمی قرشی فرماتے ہیں مراد ناظرین ہیں یعنی دیکھنے والے اور ضحاک بھی یہی فرماتے ہیں قتادہ فرماتے ہیں عبرت پکڑنے والے مقاتل فرماتے ہیں فکر کرنے والے ابو عبیدہ فرماتے ہیں بصیرت رکھنے والے لیکن ان اقوال میں کوئی تضاد نہیں ہے اس لئے کہ جب دیکھنے والا کافروں کے شہروں اور ان کے انجام وغیرہ کو دیکھے تو اس کو فراست، عبرت، فکر، توجہ ہر چیز حاصل ہوتی ہے۔ یہ بھی کہ انسان میں جو خیر یا شر ہوتا ہے اس پر علامت اشارہ کر دیتی ہیں جیسے سکون اطمینان خوف ڈر وغیرہ (ظاہر سے پتہ چل جاتا ہے) اور توسم وسم سے باب تفعل ہے، وسم وہ علامت ہے جس کے ذریعے دوسری چیزوں پر استدلال ہوتا ہے جیسے کہا جاتا ہے توسمت فیه الخیر میں نے اس میں خیر کی علامت دیکھی اس سے عبداللہ بن رواحہ کا قول مراد ہے جس میں آپ علیہ السلام کی مدح ہے۔

(شعر) اس ذات میں میں نے خیر کی علامتیں دیکھیں جن کو میں پہچانتا ہوں اور اللہ جانتا ہے میں اچھی نگاہ والا ہوں تو یہاں بھی شعر میں (توسمت فیک الخیر) ہے

دوسرے شاعر نے کہا توسمته الخ میں نے اس کو پہچان لیا علامتوں سے جب میں نے اس کو محبت سے دیکھا اور میں کہہ پڑا کہ یہ آل ہاشم سے ہے

الغرض یہ آیت شریفہ آنکھ اور نظر کی فراست پر دلالت کرتی ہے اور سماعت اور کان کی ذہانت اس پر اللہ کا یہ فرمان دلالت کرتا ہے۔

ولو نشاء لاریناکھم فلعرفتھم بسیمھم ولتعرفنھم فی لحن القول اگر ہم چاہیں تو ہم آپ کو وہ (کافر لوگ) دکھلادیں آپ ان کو ان کی علامتوں سے جان لیں گے اور ان کو گفتگو کے لہجے سے پہچان جائیں گے علامہ ابن قیم جوزی مدارج السالکین میں فرماتے ہیں لحن (لہجہ) کی دو قسمیں ہیں درست خطا پھر درست کی دو قسمیں ہیں ایک فطنۃ (سمجھ کی تیزی) اور اس درج ذیل حدیث میں یہی معنی مراد ہیں ولعل بعضکم ان یکون الحن بحجتہ من بعض کہ بعض تم میں سے دوسرے بعض سے اپنی تیز حجۃ (دلیل) کے ساتھ غالب ہو سکتے ہیں۔

اور دوسری قسم طنز اور اشارہ کرنا ہے اور یہ کنایہ کے قریب ہے اور شاعر کے درج ذیل قول میں یہی معنی مراد ہے

و	حدیث	اللذہ	و ھما ھما
یشتھی	السامعون	یوزن	و زنا
منطق	صائب	و تلحن	احیانا
وخیر	الحدیث	ماکان	لحنا

اور بہتر اور لذیذ گفتگو جس کو سامعین پسند کرتے ہیں اور ان کا اندازہ کرتے ہیں اور بہتر درست گفتگو جو اشارے کرتی ہو اور بہتر بات تو ہے یہی وہ جو اشارۃً ہو اور تیسری قسم گفتگو کا لفظوں میں خراب ہونا اور اس کی حقیقت وہ کلام کو تبدیل کرنا اصل سے خطا کی طرف یا مخفی معنی کی طرف جس کے لئے لفظ موضوع نہیں ہے آیت بالا کا مقصود یہاں یہ ہے کہ اللہ سبحانہ نے گفتگو کے ذریعے لہجے کے ساتھ پہچان کو تقسیم فرمایا ہے متکلم اور اس کے ضمیر کو پہچاننا یہ زیادہ قریب ہے بنسبت علامتوں کے ساتھ پہچاننے کے اس لئے کہ گفتگو بات کرنے والے کے مقصد پر دلالت کرتی ہے اور یہ زیادہ ظاہر ہے ظاہری علامتوں سے اور سلیمان علیہ السلام کی مثالوں میں سے ہے گناہ گاروں میں سے ہے وہ شخص جو بزدل ہو منہ سے خیانت کرتا ہو آنکھوں سے اشارے کرتا ہو اور کلام کرتا ہو

اور فرمایا جس نے آنکھوں سے اشارہ کیا وہ اس لئے تاکہ دھوکہ دینے میں سوچ بچار

کرے اور جو ہونٹوں کو دانتوں سے نوچتا ہے وہ بڑے شر والا ہے

اور فرمایا ذہین کے چہرے میں حکمت چمکتی ہے اور جاہل کی آنکھیں بنجر زمین کی مانند ہیں اور یشوع بن سیراخ نے فرمایا انسان کا دل اس کے چہرے کو بدل دیتا ہے شر کی طرف یا خیر کی طرف اور چہرے کا ہنس مکھ ہونا اچھے دل پر علامت ہے او مثالوں سے بحث کرنا یہ افکار کو قوی کرتا ہے۔

اور فرمایا منظر (آدمی کے ظاہر) سے آدمی کو پہچانا جاتا ہے اور چہرے کے سامنے آنے سے عاقل کو پہچانا جاتا ہے اور دانتوں کا مسکرانا اور آنکھوں کی پتلیوں کا چلنا حقیقت حال کی خبر دیتا ہے اور حضرت عثمانؓ و علیؓ سے مروی ہے کہ جس نے بھی کسی بات کو چھپایا وہ اس کی زبان کی لغزشوں اور چہرے کے خدوخال سے ظاہر ہو جائے گی

اور کسی ذہین نے کہا جب آپ دیکھیں کہ کوئی گھر سے نکلتے ہوئے اس آیت کو پڑھ رہا ہے وما عندالله خیر وابقی کہ اے اللہ کے پاس کوئی بھلائی اور باقی رہنے والی چیز نہیں ہے[1] تو جان لے کہ اس کے پڑوس میں کوئی دعوت ہوئی ہے لیکن اس کو مدعو نہیں کیا گیا اور جب کسی فقیر کو دوڑتا ہوا دیکھیں تو سمجھ لیں کے اس کو کسی مالدار میں کام ہے اور جب کسی کو قاضی کے پاس سے یہ کہتا ہوا نکلتے دیکھیں ماشهد نالا بما علمنا ہم نے تو اس ہی کی گواہی دی جو ہمیں معلوم تھا۔ تو سمجھ لیں کہ اس کی گواہی قبول نہیں ہوئی اور جب کسی کو والی کے پاس سے یہ کہتا ہوا نکلتے دیکھیں ید الله فوق ایدیهم جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے تو سمجھ لو کہ اس کو طمانچہ لگا ہے۔

اور حضرت علی، ابن عباس کے بارے میں فرماتے تھے کہ وہ باریک پردوں سے غائب کو دیکھ لیتے تھے شاعر نے کہا (ترجمہ) ذہین وہ ہے جس نے تیرے ساتھ ایسا اندازہ لگایا گویا تجھے دیکھ لیا اور سن لیا ایک اور شاعر نے کہا (ترجمہ) مازن کا بھائی بڑا منکسار نجات پانے والا ہے صاف گو کلام کرتا ہے اور غائب کو بیان کرتا ہے۔

---

[1] یہ کافروں کے قول کو اللہ نے نقل فرمایا ہے اور اس کا سمجھنا کفر ہے۔

ذہانت کے متعلق احادیث کی تخریج

سند اور متن کے اعتبار سے

جو ذہانت کا ذکر اور اس کے اہل کی تعریف کرتا ہے اور سابقہ آیتوں سے انکی شان پر دلیل ہے جو اللہ حکیم خبیر کی طرف سے نازل ہوئیں پھر حدیث کے ساتھ انکی شان پر دلیل ہے۔

اتقوا فراسة المومن فانه ینظر بنور الله .

اس حدیث کی صحت کہاں تک ہے اللہ کی توفیق سے ہم کلام کرتے ہیں یہ حدیث صحابہ کی ایک جماعت سے منقول ہے

(۱) ابو سعید خدری ابو نعیم نے ان کی حدیث کو حلیہ میں ذکر کیا ہے (۱۰/۲۸۱ /۲۸۲) ترمذی (۴/ ۱۳۲) ابن جریر نے تفسیر میں (۳۱/۱۴) اور خطیب نے تاریخ میں (۷/ ۲۴۲) اور عقیلی نے ضعفاء میں اور ابو شیخ نے امثال میں صفحہ ۱۲۸ عمر اور ابن قیس عطیہ عوفی سے اور وہ ابو سعید سے اور یہ اسناد عطیہ عوفی کی وجہ سے ضعیف ہے

(۲) ابو امامہ باھلی نے انکی حدیث کو طبرانی اور ابو نعیم نے حلیہ میں روایت کیا ہے (۶/ ۱۱۸) ابن عدی اور ابن عبد البر نے جامع میں (۱/ ۱۹۶) ابو صالح عبداللہ بن صالح کی حدیث ہے کہ مجھے معاویہ بن صالح نے راشد بن سعد سے اور انہوں نے ابو امامہ سے اور اس اسناد میں کوئی حرج نہیں اور بہت سی اسپر گواہی ہیں ہیثمی نے مجمع الزوائد میں اس کو حسن قرار دیا ۱۰/ ۲۶۸ اور سیوطی نے لا آلی میں (۲/ ۳۳۰) اور ہمارے بزرگ محترم عبد العزیز بن باز نے اپنی تعلیقات میں جو سنن ترمذی پر ہے اور انہی سے میں نے یہ سنی ہے اور یہ بھی فرمایا کہ قرآنی آیت بھی اس پر دلالت کرتی ہے ان فی ذلک لایت للمتوسمین

(۳-۴) حضرت ابو ھریرہ کی حدیث میں بھی ہے اور اس میں سلیمان بن ارقم بھی ہیں اور ابن عمر رضی سے بھی منقول ہے اور اس میں فرات بن سائب راوی ہے جو متروک ہے

(۵) اور ثوبان کی حدیث ان لفظوں کے ساتھ احذروا دعوة المسلم و فراسته فانه ينظر بنور الله اس کو طبرانی، ابو نعیم، عسکری، ابن جریر اور ابو شیخ نے امثال میں (صفحہ ۱۲۸) اور اس میں راوی موکل بن سعید ہیں جن کی حدیث میں اجنبیت ہے

(۶) ابو درداء کی حدیث موقوفا مروی ہے اس لفظ کے ساتھ اتقو افراسة العلماء فانهم ينظرون بنور الله انه شيء يغرالله في قلوبهم وعلى السنتهم اور اسکو دیلمی نے روایت کیا ہے

(۷) حضرت انس کی حدیث سے مرفوع مروی ہے الفاظ ان لله عبادا يعرفون الناس بالتوسم اس کو طبرانی، ابو نعیم، بزار، اور قضاعی نے روایت کیا ہے سخاوی نے اور ہیثمی نے مجمع الزوائد میں حسن قرار دیا ہے۔

(۸) عروہ سے مرسلاً مروی ہے کہ آپ نے فرمایا ان لكل قوم فراسة ويعرف بها الاشراف اشراف سے مراد مومنین ہیں اور اس کو ظاہر پر محمول کرنا بھی ممکن ہے اور اس کو حاکم نے مستدرک میں روایت کیا ہے۔

لہذا ان طرق اور شواھد سے واضح ہو گیا کہ حدیث حسن ہے انشاء اللہ ضعف کو نہیں پہنچی

(۹) سنن میں فراست پر یہ حدیث بھی دلیل ہے عن ابی هريره قال عليه السلام انه كان فيما خلا قبلكم من الامة ناس محدثون فان يكن في امتي احد فهو عمر بن الخطاب اور محدثون کا معنی جس کے دل میں کسی چیز کا الہام کیا جائے یعنی ایسی قوم گذری ہے جب وہ کس چیز کا ارادہ کریں تو گویا ان کو یہ الہام کیا گیا ہے اور یہ مرتبہ اولیاء کے بلند مراتب سے ہے

قوت ذہانت کے اسباب

ایمانی فراست

(۱) کہرا ایمان اللہ پر
(۲) خفیہ اور اعلانیہ اخلاص الٰہی
(۳) ذکر اللہ کی کثرت
(۴) طبیعت کا تیز اور ذہانت کا قوی ہونا
(۵) فکر کا صاف دل کا صاف ہونا
(۶) شبہات اور شہوات سے دل کا پاک ہونا
(۷) دل کا دنیاوی فکروں سے آزاد ہونا
(۸) گناہوں سے دور ہونا
(۹) ظاہر اور باطن میں اچھے اخلاق کا ہونا
(۱۰) اللہ سے خوف اور توحید
(۱۱) سمجھ کا اچھا ہونا
(۱۲) علامات اور دلائل کا ظاہر ہونا
(۱۳) حلال کھانا
(۱۴) محارم سے نگاہوں کی حفاظت
(۱۵) ظاہر کو اتباع سنت اور باطن کو مراقبے کے ساتھ آراستہ کرنا
(۱۶) اور وہ اللہ کی طرف سے نور اور الہام ہے
(۱۷) خواہشات سے بچنا
(۱۸) سچائی
(۱۹) خلقی ذہانت کو پہچاننا جیسے آنکھ کان ناک صحت مرض
(۲۰) حیات القلب

حضرت ابراہیم ؑ کی ذہانت

(۱)حضرت ابراہیم ؑ کے بارے میں منقول ہے۔ حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم ؑ کی بیوی حضرت سارہ علیہا السلام نے دیکھا کہ حضرت ابراہیم ؑ حضرت اسماعیل ؑ کی والدہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے ساتھ زیادہ مشغول رہنے لگے ہیں تو ان کو سخت غیرت آئی اور انہوں نے قسم اٹھائی کہ وہ ہاجرہ کے اعضاء میں سے کسی عضو کو ضرور کاٹے گی ، یہ بات جب حضرت ہاجرہ کو پہنچی تو انہوں نے زرہ پہن لی اور اس کے دامن کو بہت لمبا کر دیا اور یہ دنیا کی عورتوں میں سب سے پہلی خاتون ہیں جنہوں نے دامن کو اتنا لمبا کیا اور آپ نے یہ اس لئے کیا تاکہ راستے میں آپ کے نشانات قدم حضرت سارہ علیہا السلام پر مٹ جائیں ، حضرت ابراہیم علیہا السلام نے فرمایا آپ کے لئے اس راستے میں کیا بھلائی ہے حالانکہ آپ اللہ عزوجل کے فیصلے پر راضی رہنے والی ہیں تو آپ نے فرمایا کہ میں کیوں نہ کروں ایسا جب کہ حضرت سارہ نے اس طرح قسم اٹھائی ہے حضرت ابراہیم ؑ نے فرمایا آپ ختنہ کروالیں تو یہ عورتوں کی بھی سنت ہو جائے گی اور ان کی قسم بھی پوری ہو جائے گی ، حضرت ہاجرہ نے فرمایا صحیح ہے کرلیں تو حضرت سارہ نے آپ کی [۱] ختنہ کی جس سے عورتوں کی ختنہ کا طریقہ جاری ہو گیا۔

حضرت اسماعیل ؑ کی ذہانت اور ذکاوت

(۲)حضرت سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا کہ جب حضرت اسمٰعیل ؑ جوان ہو گئے تو انہوں نے قبیلہ جرہم کی ایک عورت سے شادی کرلی، اس کے بعد حضرت ابراہیم ؑ تشریف لائے تو آپ نے حضرت اسماعیل کو گھر نہ پایا ان کی

---

[۱] یہ ختنہ کا طریقہ عرب میں رائج تھا اور عرب اگرچہ اس سے واقف ہیں لیکن عجمیوں کے لئے واقعی ایک عجیب چیز ہے اور ان کے ہاں مروج نہیں مترجم۔

بیوی سے دریافت فرمایا توانہوں نے جواب دیا کہ ہمارے لئے رزق کی تلاش میں نکلے ہیں پھر آپ نے ان کی زندگی کے بارے میں سوال فرمایا تو عرض کیا ہم بڑی تنگی اور سختی میں ہیں اور آپ کو شکایت کی تو حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا جب آپ کے شوہر آجائیں تو انہیں میرا سلام کہنا اور کہنا اپنے دروازے کی چوکھٹ تبدیل کرلیں، پھر جب حضرت اسمٰعیلؑ تشریف لائے تو بیوی نے آپ کو ساری خبر دی آپ نے فرمایا وہ میرے والد مکرم تھے اور مجھے فرما گئے ہیں کہ میں تجھے جدا کردوں لہذا تو اپنے گھر والوں میں چلی جا۔

حضرت سلیمانؑ کی ذہانت

(۳) حضرت سلیمانؑ کے بارے میں منقول ہے۔ اعرج رحمتہ اللہ حضرت ابو ھریرہ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دو عورتیں نکلیں ان کے ساتھ ان کے دو بچے بھی تھے ان میں سے ایک کو بھیڑیئے نے اچک لیا تو دوسرے بچے کے بارے میں دونوں جھگڑا کرنے لگیں پھر اپنا جھگڑا حضرت داؤدؑ کے پاس لے آئیں آپ نے بڑی کیلئے فیصلہ فرمادیا۔ پھر حضرت سلیمانؑ کے پاس سے ان کا گذر ہوا تو حضرت سلیمان نے فرمایا تمہارا کیا معاملہ ہے دونوں نے آپ کو اپنا قصہ سنایا آپ نے فرمایا چھری لاؤ تمہارے درمیان اس کو آدھا آدھا کردیتا ہوں، چھوٹی نے عرض کیا کیا آپ اس کو ذبح کریں گے۔ آپ نے فرمایا ہاں اس نے التجا کی آپ ایسا نہ کریں میرا حصہ بھی اسی کے لئے ہے، تو آپ نے فرمایا یہ تیرا ہی بیٹا ہے اور اس کے لئے بچے کا فیصلہ فرمادیا۔ (امام بخاری اور امام مسلم نے اس واقعہ کو اپنی صحیحین میں ذکر فرمایا ہے)

(۴) وھب بن جریر سے مروی ہے کہ ہمیں ہمارے والد نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن حبید بن عمیر کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت سلیمانؑ نے جنات کے جوانوں میں سے ایک جوان کی طرف بلاوا بھیجا لہذا وہ آیا اور حضرت سلیمانؑ کے دروازے پر پہنچا تو ایک لکڑی لی اور اسے ہاتھ سے ناپا اور دیوار کے پیچھے سے پھینک دیا وہ لکڑی حضرت سلیمانؑ کے سامنے جاکر گری آپ نے دریافت فرمایا یہ کیا معاملہ ہے اس جن نے جو کیا تھا بتلادیا گیا آپ نے لوگوں سے دریافت فرمایا جانتے ہو۔ اس کا کیا ارادہ ہے۔ لوگوں نے عرض کیا نہیں آپ

نے فرمایا یہ کہتا ہے کہ آپ جو چاہیں کریں کیونکہ آپ بھی کبھی اس زمین (اور لکڑی) کی طرح ہوں گے کہ ان کے ساتھ جو کیا جائے یہ کچھ نہیں کہہ سکتے۔ (اگرچہ آپ اس وقت دنیا کے حاکم ہیں)

(۵) محمد بن کعب قرظی سے مروی ہے کہ ایک آدمی حضرت سلیمانؑ کے پاس آیا اور عرض کیا اے اللہ کے نبی میرے پڑوسیوں نے میرا مرغابی چرالیا ہے تو آپ نے لوگوں کو نماز کے لئے بلایا اور خطبہ دیا اور اپنے خطبے میں فرمایا تم میں سے ایک آدمی اپنے پڑوسی کا مرغابی چوری کرتا ہے پھر اس حالت میں مسجد میں آتا ہے کہ اس کے سر پر اس پرندے کے پر ہوتے ہیں ایک آدمی نے فوراً اپنے سر پر ہاتھ پھیرا تو حضرت سلیمان نے فرمایا کہ اسے پکڑلو یہی تمہارا مطلوب ہے۔

حضرت لقمانؑ کی ذہانت اور ذکاوت

(۶) مکحولؒ سے مروی ہے حضرت لقمانؑ نوبہ شہر کے رہنے والے سیاہ فام غلام تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑی دانائی عطا فرمائی تھی، بنی اسرائیل کے ایک شخص نے آپ کو ساڑھے تیس دینار میں خرید لیا تھا اور آپ اس کا کام کرتے تھے اور آپ کے آقا نرد (پرانے زمانے کا کھیل) کھیلا کرتے تھے اور اس پر جوا بازی کرتے اور ان کے دروازے پر ایک نہر جاری تھی ایک دن یہی کھیل کھیلا اس شرط پر کہ جو ہار گیا وہ اس نہر کا سارا پانی پئے گیا جیتنے والے کو فدیہ میں آجائے گا لہٰذا ایک شخص نے ان سے مقابلہ کیا اور جیت گیا۔ بازی لے جانے والے نے کہا نہر کا سارا پانی پئو یا فدیہ میں آجاؤ یعنی غلام بن جاؤ آقا نے کہا مجھے فدیے میں لے لو۔ پھر اس نے آپ کو ایک اور اختیار دیا پورے غلام بن جاؤ یا صرف میں آپ کی دونوں آنکھیں پھوڑدوں آقا نے کہا مجھے ایک دن کی مہلت دے دیجئے اس نے مہلت دے دی آقا نے انتہائی رنج اور غم کی حالت میں شام بسر کی جب شام کو لقمانؑ کمر پر بوجھ لادے ہوئے تشریف لائے تو آقا کو سلام کیا سامان اتارا اور آقا کے پاس آگئے آقا جب بھی ان کو دیکھا کرتا ان سے ہنسی مذاق کرتا تھا اور دانائی کی باتیں سنتا تھا اور تعجب کرتا تھا لقمانؑ ان کے پاس بیٹھے تو عرض کیا کہ کیا بات ہے میں آپ کو رنجیدہ اور غمزدہ دیکھ رہا ہوں آقا نے منہ پھیر لیا آپ نے

دوسری مرتبہ کہا آقا نے پھر منہ پھیر لیا آپ نے تیسری مرتبہ کہا آقا نے پھر منہ پھیر لیا پھر آپ نے فرمایا کہ کیا واقعہ ہے۔ مجھے بتلایئے شاید میرے پاس کوئی حل ہو آقا نے آپ کو اپنا قصہ سنادیا آپ نے کہا کہ غمزدہ نہ ہوں میرے پاس اس کا ایک حل ہے آقا نے پوچھا وہ کیا؟ آپ نے کہا جب وہ آدمی آپ کے پاس آئے اور آپ سے کہے کہ نہر کا سارا پانی پی تو آپ ان سے کہنا کہ نہر کے دونوں کناروں کے درمیان کا پانی پی لوں یا لمبائی کا۔ وہ آپ سے کہے گا دونوں کناروں کے درمیان کا لہذا جب آپ سے یہ بات کہے تو آپ کہنا لمبائی میں جاری پانی کو روک لے تاکہ میں دونوں کناروں کے درمیان کا پانی پی سکوں اور وہ یقیناً اس کی طاقت نہیں رکھتا اور اس طرح آپ اس چیز سے بری الذمہ ہو جائیں گے جس کے آپ اس کے واسطے ضامن بنے تھے آقا نے جان لیا کہ لقمانؑ نے سچ فرمایا ہے اس کا دل خوش ہو گیا، جب صبح ہوئی اور وہ آدمی آیا تو آپ سے کہا کہ میری شرط پوری کیجئے آقا نے کہا جی ہاں آپ یہ بتایئے کہ میں نہر کے دونوں کناروں کے درمیان کا پانی پیوں یا لمبائی کا اس نے کہا کہ دونوں کناروں کے درمیان کا آقا نے کہا میرے لئے لمبائی میں پانی کو چلنے سے روک لیجئے کہا کہ میں کیسے اس کی طاقت رکھتا ہوں لہذا آقا غالب آگیا پھر انہوں نے آپ (لقمانؑ) کو بھی آزاد فرمادیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذہانت اور آپ کے پاس ذکاوت کی قوت

اس بارے میں جو چیزیں آپ کو وحی سے ملیں اور اس کی تعلیم سے حاصل ہوئیں وہ تو بہت ہیں اور وہ یہاں ہماری مراد بھی نہیں (بلکہ خود آپ کی ذہانت سے جو حاصل ہوئیں انہیں یہاں ذکر کیا جاتا ہے)

(۷) حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ جب آپ ﷺ نے بدر کی طرف کوچ فرمایا تو ہم نے وہاں دو آدمیوں کو پایا ایک تو قریش تھا اور دوسرا عقبہ بن ابی معیط کا غلام تھا، قریشی تو بھاگ گیا اور عقبہ کے غلام کو ہم نے پکڑ لیا پھر ہم اس سے اس کی قوم کی مقدار پوچھنے لگے وہ کہتا وہ تعداد میں بہت ہیں اور سخت جنگ والے ہیں تو مسلمان مارنا شروع ہو گئے

جب بھی یہ بات کہتا تو اسے مارتے یہاں تک کہ اس کو آپ ﷺ کے پاس لے گئے آپ نے بھی دریافت فرمایا آپ کی قوم کتنی ہے اس نے پھر وہی جواب دیا وہ بہت تعداد والے ہیں سخت جنگ والے ہیں آپ ﷺ نے بہت کوشش فرمائی کہ وہ خبر دے کہ کتنے ہیں لیکن اس نے انکار کر دیا پھر آپ نے دریافت فرمایا وہ لوگ کتنے اونٹ ذبح کرتے ہیں کہا ہر روز دس آپ نے فرمایا قوم کی تعداد ایک ہزار ہے ہر اونٹ کم و بیش سو کے لئے ہوتا ہے۔

(۸) حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا ایک پڑوسی ہے جو مجھے تکلیف پہنچاتا ہے آپ نے اسے فرمایا کہ چلا جا اور اپنا سامان نکال کر باہر راستے پر رکھ لے لہذا وہ چلا گیا اور اپنا سامان باہر نکال لیا لوگ اکٹھے ہو گئے پوچھا کیا بات ہے کہا میرا ایک پڑوسی ہے جو مجھے تکلیف پہنچاتا ہے یہ بات آپ ﷺ کو میں نے پہنچائی تھی آپ نے فرمایا کہ جا اپنا سامان باہر نکال لے تو پھر تو لوگ اس پڑوسی کو بددعا دینے لگے اللھم العنہ اللھم اخذہ اے اللہ اس پر لعنت فرما یا اے اللہ اسے رسوا کر یہ بات اس پڑوسی کو پہنچی وہ ان کے پاس آیا اور کہنے لگا اپنے گھر لوٹ جا اللہ کی قسم آئندہ تجھے تکلیف نہیں دوں گا۔

(۹) زید بن اسلم سے منقول ہے کہ ایک آدمی نے حضرت حذیفہ ﷺ سے عرض کیا اے حذیفہ ہم اللہ کی بارگاہ میں آپ کی نبی ﷺ کے ساتھ صحبت کی شکایت کرتے ہیں کہ تم نے اس کو پایا اور ہم اسے نہ پا سکے اور آپ لوگوں نے سرور کائنات کی زیارت کی اور ہم اس سے محروم رہے تو حضرت حذیفہ ﷺ نے فرمایا اور ہم اللہ کی بارگاہ میں شکایت کرتے ہیں تم اس پر ایمان لائے جب کہ تم نے ان کو دیکھا نہیں اور اللہ کی قسم اے میرے بھتیجے اگر آپ آپ ﷺ کو پالیتے آپ کیسے ہوتے کاش تو ہمیں غزوہ خندق کی رات آپ ﷺ کے ساتھ سخت بارش والی انتہائی ٹھنڈی اور تاریک رات میں دیکھتا جس وقت ابو سفیان اور اس کے لشکر والے میدان میں آپڑے تھے اور آپ ﷺ نے فرمایا کون ہے جو (کافروں کے لشکر میں) جائے اور قوم کی خبر لائے اللہ اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے لیکن ہم میں سے کوئی کھڑا نہ ہوا آپ نے پھر فرمایا کون ہے جو جائے اور ہمارے پاس قوم کی خبر لائے اللہ اس کو حضرت ابراہیم کا ساتھی بنائے گا قیامت کے دن پس اللہ کی قسم ہم میں سے کوئی کھڑا نہ ہوا آپ نے پھر فرمایا کون ہے جو جائے اور ہمارے پاس قوم کی خبر لائے اللہ اس کو قیامت کے دن میرا ساتھی بنائے گا۔ پس اللہ کی قسم ہم میں سے کوئی کھڑا نہ ہوا پھر حضرت ابو بکر نے فرمایا یا رسول اللہ

حضرت حذیفہ کو بھیج دیجئے آپ ﷺ نے فرمایا اے حذیفہ میں نے عرض کیا حاضر ہوں یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ ﷺ نے فرمایا کیا آپ جاسکتے ہیں، میں نے عرض کیا اللہ کی قسم مجھے کوئی پروہ نہیں اس کی کہ میں قتل کر دیا جاؤں لیکن مجھے قید ہو جانے کا خوف ہے آپ نے فرمایا آپ ہرگز قید نہ ہوں گے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ جو چاہیں مجھے حکم فرمائیں پھر آپ نے فرمایا آپ جائیں جب آپ قوم کے درمیان داخل ہوں تو قریش کے پاس آنا اور پھر کہنا اے قریش کی جماعت لوگوں کا ارادہ ہے کہ جب کل آئے تو کہیں کہاں ہیں قریش کہاں ہیں لوگوں کے قائدین کہاں ہیں لوگوں کے سردار اس طرح وہ تمہیں آگے کریں اور تم لڑائی میں پھنس جاؤ اور تمہارے لوگ قتل ہوں۔ پھر قبیلہ قیس کے پاس آنا اور کہنا اے قریش کے قبیلے لوگ ارادہ کرتے ہیں کہ جب کل آئے تو کہیں کہ کہاں ہیں گھوڑوں ہی پر سوار رہنے والے۔ کہاں ہیں شہسوار اس طرح وہ تمہیں آگے کریں اور تم لڑائی میں پھنس جاؤ اور تمہارے لوگ قتل ہوں۔

حضرت حذیفہ فرماتے ہیں میں چل پڑا۔ یہاں تک کہ قوم کے درمیان داخل ہو گیا اور ان کے ساتھ آگ پر سینکنے لگا اور وہ بات جو آپ ﷺ نے مجھے فرمائی تھی پھیلاتا رہا اور جب صبح ہو گئی تو ابو سفیان کھڑا ہوا اور لات اور عزیٰ بتوں کو پکارا اور شرک کیا اور حکم دیا کہ ہر آدمی اپنے پاس بیٹھے ہوئے کو دیکھے اور میرے ساتھ بھی ان کا ایک آدمی تھا جو آگ پر سینک رہا تھا میں فوراً اس کی طرف متوجہ ہوا اور اس کا ہاتھ پکڑ لیا اس بات سے ڈرتے ہوئے کہ کہیں وہ مجھے نہ پکڑے میں نے فوراً کہا کون ہے تو۔ اس نے کہا فلاں ابن فلاں میں نے کہا بہت اچھا۔ اور اللہ نے بھی ان پر اس رات سخت ہوا بھیج دی۔ اس نے ان کا کوئی خیمہ نہ چھوڑا جو ڈھانہ دیا ہو اور نہ کوئی برتن جس کو اوندھا نہ کر دیا پھر وہ کوچ کر گئے۔

(۱۰) سعید بن المسیب ؒ سے منقول ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ مزاح بھی فرماتے تھے آپ نے فرمایا جی ہاں ایک مرتبہ میرے پاس ایک بڑھیا بیٹھی ہوئی تھی تو آپ ﷺ تشریف لائے بڑھیا نے عرض کیا میرے لیے دعا فرما دیجئے کہ اللہ مجھے جنت والوں میں سے بنائے آپ نے فرمایا بڑھیاں جنت میں داخل نہ ہونگی وہ رونا شروع ہو گئی آپ ﷺ نے اس کی آواز سنی آپ اسکے پاس آئے اور وہ رو رہی تھی آپ نے پوچھا اس کو کیا ہو گیا۔ لوگوں نے عرض یا رسول اللہ آپ نے اس سے فرمایا ہے کہ

بڑھیاں جنت میں داخل نہ ہوں گی (اسی وجہ سے) آپ ﷺ نے فرمایا اللہ انہیں کنواری شوہروں کی فرماں بردار ابھرے ہوئے پستانوں والی بنادے گا۔

(۱۱) قرشیؒ سے منقول ہے کہ ایک عورت آپ ﷺ کے پاس آئی آپ نے اس سے دریافت فرمایا کہ تیرا شوہر کون ہے؟ اس نے آپ کو اس کا نام بتادیا آپ نے فرمایا وہ جس کی آنکھ میں سفیدی ہے عورت سمجھی کہ اندھے پن والی سفیدی مراد ہے وہ لوٹ گئی اور اپنے شوہر کی طرف دیکھنے لگی شوہر نے کہا تجھے کیا ہوگیا ہے۔ اس نے کہا آپ ﷺ نے دریافت فرمایا تھا کہ تیرا شوہر فلاں ہے میں نے عرض کیا جی ہاں تو آپ نے فرمایا وہ جس کی آنکھوں میں سفیدی ہے۔ شوہر نے کہا تو کیا میری آنکھوں میں سفیدی سیاھی سے زیادہ نہیں ہے۔

یعنی آپ ﷺ کی مراد تو عام سفیدی تھی جو ہر آنکھ میں ہوتی ہے لیکن وہ عورت وہ سفیدی سمجھی جس سے بینائی جاتی رہتی ہے۔

(۱۲) انس بن مالک سے منقول ہے ایک آدمی آپ ﷺ کی خدمت میں آیا تاکہ آپ ﷺ سے اونٹ مانگے اور اس پر سوار ہو آپ نے اس سے فرمایا میں تجھے اونٹنی کے بچے پر سوار کراؤں گا اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں اونٹنی کے بچے کا کیا کروں گا آپ نے فرمایا اونٹ بھی تو اونٹنی ہی کا بچہ ہوتا ہے۔

(۱۳) محمد بن سلمیؒ سے مروی ہے کہ محمد بن اسحٰق نقل فرماتے ہیں سرور کائنات ﷺ نے جب بدر کی طرف کوچ فرمایا تو اس کے قریب ہی اتر گئے پھر آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب میں سے ایک ساتھی سوار ہو گئے ابن اسحٰق فرماتے ہیں مجھ سے محمد بن یحیٰی بن حبان نے بیان کیا کہ آپ ﷺ ایک بوڑھے کے پاس کھڑے ہو گئے اور اس سے قریش کے بارے میں سوال کیا اور (خود اپنے اور اپنے اصحاب کے بارے میں) کہ محمد ﷺ اور اس کے ساتھیوں کی کیا خبر ہے اور جو ان کے بارے میں آپ کے پاس بات پہنچی ہے ان سب کے بارے میں دریافت فرمایا اس نے کہا میں کچھ خبر نہ دوں گا جب تک تم مجھے خبر نہ دو کہ تم کون ہو۔ حضور ﷺ نے فرمایا جب تم ہمیں خبر دے دوگے تو ہم بھی آپ کو خبر دے دیں گے بوڑھے نے کہا صحیح ہے خبر کے بدلے خبر پھر کہا کہ میرے پاس یہ خبر پہنچی ہے کہ محمد ﷺ اور ان کے اصحاب فلاں فلاں دن نکلے ہیں اگر خبر بتلانے والے نے سچ خبر بتلائی ہے تو ان کو آج فلاں فلاں جگہ ہونا چاہیئے اور یہ وہی جگہ تھی جس میں آپ ﷺ اور آپ کے اصحاب نے قیام

فرمایا تھا پھر بوڑھے نے کہا اور ہمیں خبر پہنچی ہے کہ قریش فلاں فلاں دن نکلے ہیں لہذا اگر خبر دینے والے نے سچ خبر دی ہے تو آج وہ فلاں فلاں جگہ میں ہوں گے یہ وہی جگہ تھی جس میں قریش اتر چکے تھے بوڑھا جب اپنی خبر سے فارغ ہو گیا تو پوچھا تم کون ہو۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا ہم عراق کے پانی سے ہیں احمد بن علی فرماتے ہیں کہ آپ نے اسے وہم دلایا کہ وہ عراق شہر کے ہیں، اور عراق پانی کو بھی کہا جاتا ہے اور آپ ﷺ نے بھی عراق سے مراد لیا کہ وہ پانی کے نطفے سے پیدا کئے گئے ہیں۔

صحابہ کرام کی ذہانت

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فراست اور ذکاوت

(۱۴)حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے حضرت ثابت سے مروی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ہجرت فرمائی تو سوار ہوئے اور حضرت ابو بکر آپ کے پیچھے بیٹھ گئے حضرت ابو بکر کا چونکہ شام کی طرف آنا جانا تھا اس لئے وہ راستہ جانتے تھے اور جب کسی قوم کے پاس سے آپ حضرات کا گذر ہوتا تو لوگ حضرت ابو بکر سے پوچھتے کہ آپ کے سامنے بیٹھے ہوئے شخص کون ہیں۔ حضرت ابو بکر جواب دیتے کہ رہنما ہے میری رہنمائی کر رہا ہے۔

(۱۵)حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضور ﷺ اور حضرت ابو بکر غار سے نکلے تو جو کوئی بھی حضرت ابو بکر کو پہچاننے والا سامنے آتا تو حضرت ابو بکر سے سوال کرتا اے ابو بکر یہ تیرے ساتھ کون ہے۔ حضرت ابو بکر جواب دیتے ایک راستہ دکھلانے والا ہے مجھے راستہ دکھا رہا ہے۔ اور اللہ کی قسم کوئی شک نہیں کہ حضرت ابو بکر نے بالکل سچ فرمایا۔

(۱۶)حضرت حسن ہی سے مروی ہے کہ جب آپ ﷺ اور حضرت ابو بکر لوگوں کی طرف نکلے تو سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا ہے دنیا اور جو اللہ کے پاس ہے اس کے درمیان اور اس بندے نے جو اللہ کے پاس ہے اس کو اختیار فرمالیا ہے (اللہ سے ملاقات کو) راوی کہتے ہیں کہ پھر حضرت ابو بکر رونے لگے ہمیں آپ کے رونے سے بڑا تعجب ہوا کہ آپ نے تو ایک بندے کے بارے میں فرمایا جس کو اختیار دیا گیا ہے اور درحقیقت وہ شخص جس کو اختیار دیا گیا تھا وہ آپ ﷺ ہی تھے اور حضرت ابو بکر ہم میں سب سے زیادہ اس بات کو جاننے والے تھے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ذہانت

فراست والوں کے امام علامت ہی سے جان لینے والوں کے شیخ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی فراست اور ذہانت اللہ ہی کے لئے ہے جن کی ذہانت کبھی خطا نہیں کرتی تھی جو امت کے فیصلے اپنی فراست و ذہانت کے ساتھ نمٹاتے جس کی وحی بھی تائید کرتی اور آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا اللہ نے حضرت عمر کی زبان پر اور قلب پر حق کو جاری فرمادیا ہے (یہ حدیث صحیح ہے جس کو امام احمد اور امام ترمذی نے روایت فرمایا ہے)

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم بعید نہیں سمجھتے اس بات کو کہ سکینہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زبان پر جاری رہتی ہے (اس کو بیہقی نے کتاب الدلائل میں اور بغوی نے شرح السنۃ میں روایت کیا ہے جس میں کوئی خامی نہیں) اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب بھی لوگوں کو کوئی معاملہ پیش آیا اور انہوں نے اس میں اپنی اپنی رائے دی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی رائے دی تو قرآن اسی کے مواقق نازل ہوا جس کا اظہار خیال حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا (ابن حبان نے اس کو روایت فرمایا ہے)

(۱۷) لیث بن اسعد فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک نوجوان لڑکا لایا گیا جو راستے پر مقتول پایا گیا تھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے میں سوال کیا اور بڑی کوشش فرمائی لیکن کسی خبر پر واقف نہ ہو سکے، آپ کو یہ معاملہ تکلیف دہ گذرا پھر دعا فرمائی اے اللہ مجھے اس کے قاتل پر کامیاب فرما۔

یہاں تک جب سال پورا ہو گیا اسی جگہ ایک چھوٹا بچہ پایا گیا اس کو بھی حضرت کے سامنے پیش کیا گیا آپ نے فرمایا اب انشاء اللہ میں مقتول کے خون پر کامیاب ہو جاؤں گا اور بچہ ایک عورت کے حوالے کر دیا اور فرمایا کہ اس کی نگہبانی کرو اور اس کا خرچہ مجھ سے لیتی رہو اور یہ دیکھنا کہ کون تجھ سے یہ بچہ لیتا ہے لہذا جب تو کسی عورت کو پائے کہ وہ اس کو چوم رہی ہے اور سینے سے لگا رہی ہے تو مجھے اس کی جگہ کے بارے میں بتا دینا۔

جب بچہ جوان ہو گیا تو ایک باندی آئی اور عورت کو کہنے لگی میری آقا نے مجھے بھیجا ہے آپ کی طرف اس لئے کہ آپ میرے ساتھ اس بچہ کو بھیج دیں وہ اس کو دیکھیں گی اور

آپ کی طرف واپس لوٹادیں گی عورت نے کہا صحیح ہے اس کو لے جا لیکن میں بھی تیرے ساتھ چلتی ہوں تو وہ غلام لڑکی اس بچے کو لے گئی اور عورت بھی ساتھ ساتھ تھی جب وہ اپنی آقا کے پاس پہنچی تو اس نے بچے کو لیا اور چوما اور سینے سے لگایا اور وہ آپ ﷺ کے اصحاب میں سے ایک انصاری صحابی کی بیٹی تھی۔ پرورش کرنے والی عورت نے یہ معاملہ دیکھا تو حضرت عمرؓ کے پاس آئی اور آپ کو خبر دی آپ نے تلوار اٹھائی پھر اس عورت کے گھر کی طرف چل پڑے اس کے والد کو دروازے پر ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے پایا آپ نے اس سے دریافت فرمایا اے فلاں تیری فلاں بیٹی نے کیا کیا ہے اس نے عرض کیا اللہ اسے جزائے خیر دے امیر المومنین وہ تو لوگوں کے درمیان اپنے والد کے حقوق کا لحاظ رکھنے میں جانی پہچانی جاتی ہے اور نماز کو اچھا ادا کرنے میں اور دینی معاملات کو ادا کرنے میں مشہور ہے تو حضرت عمر نے فرمایا میں اس کے پاس جانا چاہتا ہوں میں اس کو خیر میں مزید رغبت دلاؤں گا اور اس پر ابھاروں گا تو اس کے والد حضرت عمر کو اس کے پاس لے آئے حضرت عمر نے حکم فرمایا کہ وہ اس کے پاس سے چلے جائیں تو وہ نکل گئے اور آپ اور وہ لڑکی گھر رہ گئے۔ پھر حضرت عمر نے تلوار نکالی اور فرمایا سچ سچ بتادے ورنہ تیری گردن اڑادوں گا اور واقعی آپ جو کہتے تھے کر گزرتے تھے لڑکی نے عرض کیا آپ نرمی سے کام لیجئے میں آپ سے سچ سچ عرض کروں گی تو سنئے ایک بوڑھی میرے پاس آتی جاتی تھی تو میں نے اس کو ماں بنالیا تھا اور جو والدہ سلوک کرتی ہے۔ وہ میرے ساتھ کرتی تھی اور میں اس کی بیٹی بن گئی تھی اس طرح کئی سال گذر گئے پھر ایک مرتبہ وہ مجھے کہنے لگی اے بیٹی مجھے ایک سفر پر جانا پڑ گیا ہے اور میری ایک بیٹی ہے ایسی جگہ کہ میں وہاں اس کے ضائع ہو جانے کا خوف کرتی ہوں۔ اور میں چاہتی ہوں کہ اس کو تیرے پاس چھوڑ جاؤں اپنے واپس آنے تک جب کہ اس نے ارادہ کیا تھا اپنے جوان لڑکے کا تو اس کو لڑکیوں والا لباس پہنایا اور لڑکی کی صورت بنادی اور میرے پاس لے آئی مجھے شک بھی نہ ہوا اس کے لڑکی ہونے پر لہذا وہ مجھے دیکھتا تھا جس طرح جو چیزیں لڑکی لڑکی کی دیکھتی ہے اس طرح اس نے مجھے ایک دن غفلت میں پایا اور میں سوئی ہوئی تھی مجھے محسوس نہ ہوا وہ مجھ پر غالب آگیا اور مجھ سے صحبت کی میں نے اپنا ہاتھ چاقو کی طرف کھینچا جو میرے پہلو میں تھا اور اسے قتل کر دیا پھر میں نے حکم دیا اور اس کو اس جگہ ڈال دیا گیا جہاں آپ نے دیکھا اور میں اس کی وجہ سے اس بچے کے ساتھ حمل والی ہو گئی تھی جب میں نے

اس کو جنا تو اس کو بھی اس کے باپ کی جگہ ڈال دیا اللہ کی قسم یہی ہے ان دونوں کی خبر جو میں نے آپ کو ذکر کی حضرت عمر نے فرمایا تو نے سچ کہا پھر اس کو نصیحت کی اور اس کے لئے دعا کی اور نکل گئے اور اس کے باپ سے کہا واقعی تیری بیٹی بہت اچھی ہے اور لوٹ گئے۔

(۱۸) حضرت سالم ابن عمر سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے جب بھی حضرت عمر کے بارے میں سنا کہ وہ فرماتے ہیں میرا یہ خیال ہے تو حقیقت میں بھی وہی ہوا جو آپ کا خیال تھا ایک مرتبہ فرمایا کہ یا تو میرے گمان نے خطا کی ہے یا یہ شخص زمانہ جاہلیت میں اپنے دین پر تھا یا ان کا فردوں کا کاہن تھا میرے ذمہ اس آدمی سے گفتگو ضروری ہے پھر اس کو بلایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے گفتگو فرمائی اس نے عرض کیا آج کے دن آپ نے مسلمان ہی سے ملاقات کی ہے آپ نے فرمایا میں پکا ارادہ کر چکا ہوں کہ تو مجھے اپنے متعلق خبر دے اس نے عرض کیا واقعی میں جاہلیت میں کاہن تھا آپ نے دریافت فرمایا ایسی کوئی بات بتایئے جو سب سے تعجب انگیز بات ہو اور اس نے آپ کی حفاظت کی ہو اس نے عرض کیا ایک دن میں بازار میں تھا میرے پاس ایک باندی آئی اس پر گھبراہٹ طاری تھی اس نے کہا کیا تو نے دیکھا جوانی کو اور اس کے متحیر اور پریشان کرنے کو اس کے ختم ہونے کے بعد مایوسی کو اور فنا کے ساتھ اس کے مل جانے کو اور اس کے ختم ہونے کو۔

حضرت عمر نے فرمایا سچ کہا، ایک مرتبہ میں بھی بتوں کے پاس سویا ہوا تھا ایک آدمی بچھڑے کو لئے ہوئے آیا اور اسکو ذبح کیا پھر ایک چیخ مارنے والے نے سخت تیز آواز سے چیخ ماری جو میں نے پہلے نہیں سنی تھی کہہ رہا تھا اے بوڑھے کامیابی والا معاملہ اختیار کر وہ ایک فصیح صاف گو آدمی ہے جو کہہ رہا ہے لا الہ الا اللہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے (پس جس قوم نے مانا) وہ عزت کو پہنچ گئی میں نے کہا جان کر رہوں گا اس آواز کے پیچھے کون ہے لیکن اس نے پھر آواز دی اے فنا ہونے والے کامیابی کا معاملہ اختیار کر وہ ایک صاف گو آدمی ہے جو کہہ رہا ہے لا الہ الا اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں لہذا میں کھڑا ہو گیا اور جان لیا کہ اس بات سے کوئی چھٹکارا نہیں کہ یہ واقعی نبی ہے (صرف امام بخاری ہی نے اسکو ذکر فرمایا ہے)

(۱۹) حضرت مالک، یحیٰ بن سعید سے نقل کرتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی سے اس کا نام دریافت فرمایا اس نے جواب دیا انگارہ پھر دریافت فرمایا کس کے بیٹے

ہو جواب دیا شعلے کا دریافت فرمایا کس قبیلے سے ہو جواب دیا جانے والے سے پھر دریافت فرمایا کہ گھر کہاں ہے جواب دیا آگ کے سمندر میں دریافت فرمایا کس وادی میں۔ جواب دیا انگاروں کی وادی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جا اپنے گھر پہنچ گھر والے جل گئے ہیں لہذا ایسا ہی ہوا جیسے فرمایا تھا۔ وہ آدمی گھر پہنچا تو دیکھا۔ وہ گھر جل رہا ہے۔

قرآن حکیم کا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی موافقت میں نازل ہونا

(۲۰) آپ کی فراست اور ذہانت جس میں آپ کی رائے امت سے مختلف رہی اس میں سے یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا آنحضرت ﷺ سے آپ مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بنالیں تو اسی کے موافقت میں آیت بھی نازل ہو گئی واتخذو من مقام ابراهیم مصلی ترجمہ مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بناؤ

(۲۱) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا یارسول اللہ آپ عورتوں کو پردے کا حکم فرمادیں تو بہتر ہو، موافقت میں پردے کی آیت نازل ہو گئی

(۲۲) آپ ﷺ کی بیویاں آپ پر اکٹھی ہو گئیں اور جھگڑنے لگیں تو حضرت عمر نے ان کو فرمایا (عسی ربه ان طلقکن ان یبدله ازوا جا خیرا منکن) اگر نبی تم کو چھوڑ دے تو اس کا رب بدلے میں دے دے گا عورتیں تم سے بہتر) تو اسی طرح انہی الفاظ کے ساتھ قرآن نازل ہو لعسی ربه ان طلقکن ان یبدله ازواجا خیرا منکن.

(۲۳) آپ ﷺ نے حضرت عمر سے بدر کے قیدیوں کے بارے میں مشورہ طلب کیا حضرت عمر فاروق نے ان کے قتل کا مشورہ دیا اور قرآن بھی آپ کی موافقت میں نازل ہوا۔

(۲۴) حضرت عمر کے بارے میں مروی ہے کہ آپ رات کو لوگوں کی حفاظت کے لئے نکلے ایک خیمے میں دیکھا کہ آگ روشن ہے آپ کھڑے ہو گئے اور فرمایا اے روشنی والو اور اس کو ناپسند فرمایا کہ کہیں اے آگ والو اور یہ بڑی سمجھ کی بات ہے۔

(۲۵)اور یہ بھی آپ کے متعلق منقول ہے آپ نے ایک شادی والے آدمی سے دریافت فرمایا کیا معاملہ ہوگیا اس نے عرض کیا لا اطال اللہ بقاك یعنی نہیں اللہ آپ کی عمر دراز فرمائے حضرت عمر نے فرمایا تمہیں تعلیم دی گئی لیکن تم سیکھے نہیں تم نے یوں کیوں نہ کہا لا واطال اللہ بقاك یعنی پہلی اور دوسری بات کے درمیان واؤ لائے کیونکہ نہ لانے سے بددعا دینے کا شبہ ہو سکتا ہے کہ اللہ آپ کی عمر دراز نہ کرے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ذہانت

(۲۶)ایک شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا آپ نے اس کے متعلق فرمایا ایک شخص ہمارے پاس آتا ہے اس حال میں کہ زنا اس کی آنکھوں سے ٹپک رہا ہوتا ہے اس آدمی نے عرض کیا کیا آپ ﷺ کے بعد بھی وحی کا سلسلہ جاری ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں لیکن سچی فراست یعنی ذہانت ہو سکتی ہے۔

(۲۷)اور آپ رضی اللہ عنہ ہی کے بارے میں منقول ہے کہ آپ نے اپنی فراست سے ہی جان لیا کہ وہ شہید ہوں گے اور بغیر شہادت کے کوئی چارہ ہی نہیں ہے لیکن اپنا بچاؤ بھی ضروری ہے تاکہ لوگوں کے درمیان خون کا بازار گرم نہ ہو جائے اور درحقیقت آپ کو شہید تو ہونا تھا تو آپ نے اس کو زیادہ پسند فرمایا کہ لوگوں کے درمیان قتل و قتال کے بغیر ہی شہید ہو جائیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ذہانت

(۲۸)اصبغ بن نباتہ ؒ نے فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی مجلس میں تشریف فرما تھے اچانک ایک چیخ کی آواز سنی آپ نے دریافت فرمایا کیا ہے یہ۔ لوگوں نے جواب دیا ایک آدمی نے چوری کی ہے اس کے ساتھ کچھ لوگ ہیں جو اس بارے میں گواہی دے رہے ہیں آپ نے ان کو حاضر کرنے کا حکم فرمایا وہ آئے اور دو آدمیوں نے اس شخص کے چوری کرنے

پر گواہی دی کہ اس نے ایک زرہ چوری کی ہے تو وہ آدمی رونے لگا اور حضرت علی کو قسم دلانے لگا کہ وہ اس معاملے کی تحقیق فرمائیں۔

حضرت علی لوگوں کے جمع ہونے کی جگہ بازار میں تشریف لے گئے اور دونوں گواہوں کو بلایا اور انہیں اللہ کی قسم دلائی اور انہیں جھوٹی گواہی سے ڈرایا۔ لیکن وہ اپنی گواہی پر ہی قائم رہے جب آپ نے دیکھا کہ وہ اس سے باز نہیں آتے تو ایک چھری منگوائی اور حکم فرمایا کہ تم میں سے ایک اس کا ہاتھ پکڑ لے اور دوسرا اس کو کاٹ دے وہ آگے بڑھے تاکہ اس کا ہاتھ کاٹیں لوگ چیخ پڑے اور آپس میں سرگوشیاں کرنے لگے اور حضرت علی اپنی جگہ سے کھڑے ہوگئے تو گواہوں نے آدمی کا ہاتھ چھوڑ دیا اور بھاگ پڑے حضرت علی نے فرمایا ہے کوئی۔ جو انکی راہ بتلائے لیکن ان کی خبر پر کوئی مطلع نہ ہوسکا پھر آپ نے اس آدمی کو چھوڑ دیا اور یہ آپکی بہترین ذہانت اور سچی ذہانت ہے کہ آپ ﷺ نے انہی دو آدمیوں کو یہ کام سپرد کیا جسکی انہوں نے قسم اٹھائی تھی اور ان کو حکم فرمایا کہ اپنے ہی ہاتھوں سے اس شخص کا ہاتھ کاٹیں جسکی انہوں نے زبان کاٹی ہے اسی وجہ سے علماء نے فرمایا ہے جب گواہ زنا پر گواہی دیں تو سنگسار کرنے میں وہ ہی ابتداء کریں۔ کیونکہ اگر وہ جھوٹے ہونگے تو پس وپیش کریں گے۔

(۲۹) حضرت علی ﷺ کے پاس ایک عورت آئی اور عرض کیا کہ میرے شوہر نے میری باندی سے بغیر میری اجازت کے جماع کیا ہے آپ نے آدمی سے دریافت فرمایا اس نے عرض کیا کہ میں نے اس کی اجازت ہی سے مباشرت کی ہے آپ نے فرمایا (اے عورت) اگر تو سچی ہے تو میں اس کو سنگسار کرتا ہوں اور اگر تو جھوٹی ہے تو میں تجھ کو تہمت کی حد لگاتا ہوں اور لوگوں کو جمع ہونے کے لئے بلایا گیا بلانے والا کھڑا ہی ہوا تھا کہ عورت نے اپنی جان میں سوچا اب کوئی راستہ اور چھٹکارا نہیں ہے یا تو شوہر کو سنگسار کیا جائے گا یا مجھے تہمت کی حد لگائی جائے گی چنانچہ وہ عورت پیٹھ پھیر کر بھاگ پڑی اور حضرت علی نے اس کے متعلق کچھ سوال نہ فرمایا۔

(۳۰) حضرت عمر ﷺ کی بارگاہ میں ایک واقعہ پیش کیا گیا کہ ایک عورت نے زنا کیا ہے آپ نے اس سے دریافت فرمایا اس نے اقرار کرلیا دوبارہ پھر اقرار کیا اور اس بات کی تائید کی حضرت علی نے فرمایا اس کو بچہ جن لینے دو جس کے حرام ہونے کا کوئی علم نہیں۔ لہذا سزا عورت سے موخر کردی گئی اور واقعی یہ بات گہری ذہانت سے ہے۔

(۳۱) اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فیصلوں میں سے ایک یہ ہے کہ آپ کے پاس ایک آدمی لایا گیا اس کے ہاتھ میں ایک تھیلے کے اندر چھری تھی جو خون سے لت پت تھی اور اس کے سامنے مقتول اپنے خون میں لت پت پڑا تھا آپ نے اس سے سوال کیا اس نے جواب دیا جی ہاں میں نے قتل کیا ہے آپ نے حکم فرمایا اس کو لے جاؤ اور قتل کر دو جب اس کو لیکر چلے گئے تو تیزی سے ایک آدمی آیا اور کہا اے صاحبو جلدی نہ کرو اس کو حضرت علی کے پاس دوبارہ پھر لوٹاؤ انہوں نے لوٹا دیا تو اس آدمی نے عرض کیا یا امیر المومنین اس کا قاتل یہ نہیں ہے میں نے اس کو قتل کیا ہے حضرت علی نے پہلے شخص سے دریافت فرمایا کس چیز نے تجھ کو اس بات کہنے کے پر ابھارا کہ میں نے اس کو قتل کیا ہے اور در حقیقت تو نے قتل کیا نہیں تھا۔ تو اس نے عرض کیا یا امیر المومنین میں اس بات کے نہ کرنے پر طاقت نہیں رکھتا کیونکہ چوکیدار ایک آدمی کے پاس کھڑے تھے جو اپنے خون میں لت پت پڑا تھا اور میں وہاں کھڑا تھا اور میرے ہاتھ میں چھری تھی اور اس پر خون کا اثر تھا جس کو میں نے تھیلے میں ڈالا ہوا تھا تو میں ڈر گیا کہ شاید میری بات قبول نہ کی جائے اور ہو سکتا ہے کہ صلح ہو جائے تو میں نے اس چیز کا اعتراف کر لیا جسے میں نے نہیں کیا تھا اور اپنی جان میں نے اللہ کو سپرد کر دی۔

تو حضرت علی نے فرمایا تو نے برا کیا تفصیل سے بتا تجھے کیا واقعہ پیش آیا۔ اس نے عرض کیا میں ایک قصائی ہوں رات کے آخری حصے میں میں اپنی دکان کی طرف نکلا اور ایک گائے ذبح کی اور اس کی کھال اتاری اور میں کھال اتار رہا تھا کہ مجھے پیشاب آ گیا اور میرے قریب ایک ویران جگہ تھی اس میں داخل ہوا اور اپنی حاجت پوری کی اور دوبارہ دکان کی طرف لوٹنے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ اچانک میں نے دیکھا کہ یہ مقتول اپنے خون میں لتھڑا ہوا پڑا ہے اس معاملے نے مجھے اپنی طرف کھینچ لیا اور اس کی طرف دیکھنے لگا اور چھری بھی میرے ہاتھ میں تھی لیکن میں نے آپ کے ان آدمیوں کو محسوس نہ کیا جو میرے پاس ہی کھڑے تھے انہوں نے مجھے پکڑ لیا اور لوگ کہنے لگے اس کا قاتل یہی ہے کوئی اور اس کے سوا نہیں لہذا میں نے یقین کر لیا آپ میری بات کو قبول نہ فرمائیں گے ان کی بات پر تو میں نے اعتراف کر لیا اس جرم کا جس کو میں نے نہیں کیا تھا۔

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ دوسرے آدمی کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے دریافت فرمایا تیرا کیا قصہ ہے۔ اس نے عرض کیا میں شیطان کے حربہ میں آ گیا اور اس کے مال کے

لالچ سے اس کو قتل کر دیا پھر چوکیداروں کی آہٹ سن کر جنگل سے نکل گیا اور اس قصائی کو ایسے ہی پایا جیسا کہ آپ سے بیان فرمایا گیا اور خود جنگل کے کسی کونے میں چھپ گیا اور اس کے ساتھ آپ کے پاس آگیا پھر جب آپ نے اس کے قتل کا حکم صادر فرمایا تو میں نے یقین کر لیا کہ اس کے ذمے سے بھی میں خون کو دور کروں گا تو میں نے حق کا اعتراف کر لیا۔

تو آپ ﷺ نے حسن سے فرمایا اس کا کیا حکم ہے فرمایا کہ یا امیر المومنین اگر اس نے ایک جان کو قتل کیا ہے تو بے شک ایک جان کو بچایا بھی ہے اور فرمان باری ہے ومن احیاھا فکا نما احیا الناس جمیعاً (ترجمہ) اور جس نے اس کو زندہ کیا گویا اس نے تمام انسانوں کو زندہ کیا لہذا حضرت علی نے دونوں کو چھوڑ دیا اور مقتول کی دیت بیت المال سے نکال لی۔

(فائدہ) اور اشکال اس بات کا کہ مقتول کے ورثاء کی رضا کے بغیر اس کو چھوڑ دیا گیا اس کا جواب یہ ہے کہ اگر اولیاء کی صلح سے ہوا تو پھر کوئی اشکال نہیں اور اگر رضاء نہیں امیر المومنین کا حکم بھی ایک قوی وجہ اور دلیل ہے۔

(۳۳) عبداللہ بن سلمہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت علی سے سنا وہ مسکن سے فرما رہے تھے میں اپنا سر اس وقت تک نہ دھوؤں گا کسی بھی صابن وغیرہ سے جب تک میں بصرہ نہ آؤں اور اسے جلا نہ ڈالوں اور اپنی لاٹھی سے لوگوں کو مصر کی طرف نہ ہنکاؤں انہوں نے کہا کہ میں ابو مسعود بدری کے پاس آیا اور انہیں بتلایا کہ حضرت علی بعض مرتبہ ایسے کلام فرماتے ہیں دلچسپ مواقع پر جن کو لوگ اچھا نہیں سمجھتے اور حقیقت یہ ہے کہ حضرت کا سر مبارک طشت کی طرح تھا اور اس پر چھوٹے چھوٹے بال ہوتے تھے۔ جن کو کسی صابن وغیرہ سے صاف کرنے کی ضرورت ہی نہ ہوتی تھی۔

(۳۴) سماک بن حرب جنیش بن معتمر سے روایت کرتے ہیں کہ دو آدمی قریش کی ایک عورت کے پاس آئے اور اس کے سو دینار امانت رکھوائے اور دونوں نے کہا ہم میں کسی ایک کو دوسرے کے بغیر نہ دینا۔ یہاں تک ہم جمع ہو جائیں ایک سال تک دونوں ٹھہرے رہے پھر ان میں سے ایک آیا اور کہا کہ میرا ساتھی تو مر چکا ہے تو دینار میرے حوالے کر دے اس نے انکار کیا اور کہا کہ تم دونوں نے کہا تھا کہ کسی ایک کو دوسرے کے بغیر نہ دینا تو میں نہیں ادا کروں گی تیری طرف اس شخص نے اپنے گھر والوں پڑوسیوں وغیرہ کو لے کر اس پر بوجھ ڈالنا شروع کیا مسلسل تنگ کرتے رہے یہاں تک عورت نے دنانیر اس کو

لوٹا دیئے عورت نے ایک سال اور گزارا تو دوسرا بھی آگیا کہنے لگا میرے دنانیر ادا کر عورت نے کہا تیرا ساتھی آیا تھا اور اس نے گمان کیا کہ تو مر چکا ہے تو میں نے دنانیر اس کو دے دیئے ان میں جھگڑا ہوا تو دونوں اپنا فیصلہ حضرت عمر بن خطاب کی بارگاہ میں لے گئے حضرت عمر نے ارادہ ہی کیا تھا فیصلہ فرمانے کا عورت نے عرض کیا میں آپ کو قسم دیتی ہوں کہ آپ ہمارے درمیان فیصلہ نہ فرمائیں بلکہ حضرت علی ؓ کے پاس پہنچا دیں آپ ؓ نے ان دونوں کو حضرت علی کے پاس بھیج دیا اور بتلایا کہ ان دونوں ساتھیوں نے اس عورت کے ساتھ دھوکہ کیا ہے آپ نے اس شخص سے فرمایا کیا تم دونوں نے نہ کہا تھا کہ ایک کو دوسرے کے بغیر نہ دینا اس نے کہا کیوں نہیں یہی کہا تھا آپ نے فرمایا تیرے لئے ہمارے پاس کچھ نہیں جا اپنے ساتھی کو لے کر آتا کہ تم دونوں کو ادا کر سکیں۔ سبحان اللہ

(۳۵) امام محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں حضرت علی کے بارے میں کہ آپ کے پاس ایک شخص لایا گیا جس نے قسم کھائی تھی کہ اگر وہ رمضان کے مہینے میں دن کے وقت اپنی بیوی سے جماع نہ کرے تو اس کو تین طلاق ہوں حضرت علی ؓ نے اس کا حل فرمایا کہ تو اس کے ساتھ سفر پر چلا جائے اور دن کے وقت جماع کر لے (کیونکہ سفر میں روزہ فرض نہیں روزہ چھوڑ دے گا اور جماع کر لے گا)

(۳۶) حضرت عمر بن خطاب ؓ کے پاس ایک سیاہ فام شخص آیا اور اس کے ساتھ اس کی سیاہ فام بیوی تھی وہ عرض کرنے لگا اے امیر المومنین میں نے کالا درخت لگایا اور یہ بھی سیاہ ہے جیسا آپ دیکھ رہے ہیں (یعنی میں نے اس سے مباشرت کی اور میں بھی سیاہ یہ بھی سیاہ) لیکن بچہ سرخ رنگ کا جنا ہے عورت نے عرض کیا یا امیر المومنین اللہ کی قسم میں نے اس کے ساتھ خیانت نہیں کی اور یہ اسی کا بچہ ہے عمر ؓ سوچ میں پڑ گئے کہ کیا فرمائیں اس کے متعلق حضرت علی سے دریافت فرمایا حضرت علی ؓ نے اس سیاہ فام کو فرمایا اگر میں تجھ سے کسی چیز کا سوال کروں تو تو سچ سچ بتائے گا اس نے عرض کیا کیوں نہیں یا امیر المومنین آپ نے دریافت فرمایا کیا تو نے اپنی بیوی کے ساتھ اس کے حیض کے زمانے میں مباشرت کی ہے اس نے عرض کیا ایسا ہوا ہے حضرت علی نے فرمایا (اللہ اکبر) بے شک جب نطفہ خون سے مل گیا تو اللہ عزوجل نے اس سے ایسا بچہ پیدا فرمایا جو سرخ ہے لہذا تو اپنے بچے کا انکار نہ کر تو نے ہی اپنے آپ غلطی کی ہے۔

حضرت علی ﷺ کا کسی کے حیلے اور مکر کو رسوا فرمانا

(۳۷) جعفر بن محمد نے فرمایا کہ حضرت عمر بن خطاب ﷺ کی بارگاہ میں ایک عورت لائی گئی جو انصار کے کسی جوان کے پیچھے پڑی ہوئی تھی اور اس سے محبت کرتی تھی جب جوان نے اس کی مدد نہ کی تو عورت نے اس پر حیلہ سازی کی اور ایک انڈا لیا اسکی زردی تو پھینک دی اور سفیدی کو اپنے کپڑوں اور رانوں کے درمیان ڈال لیا پھر حضرت عمر کے پاس چیختی ہوئی آئی کہنے لگی اس آدمی نے مجھ پر غلبہ پالیا اور مجھ کو میرے گھر والوں میں رسوا کر دیا اور یہ اس کے فعل کا اثر ہے۔

حضرت عمر نے عورتوں سے سوال کیا انہوں نے آپ سے عرض کیا واقعی اس کے بدن اور کپڑوں میں منی کا اثر ہے حضرت عمر نے مرد کو سزا دینے کا ارادہ فرمایا تو مرد آہ و فریاد کرنے لگا اور کہنے لگا یا امیر المومنین میرے معاملے کی تحقیق فرمائیں اللہ کی قسم میں نے کوئی فحش کام نہیں کیا اور نہ اس کا ارادہ کیا اسی نے مجھ کو بہکانے کی کوشش کی ہے لیکن میں باز رہا پھر حضرت عمر نے حضرت علی سے دریافت فرمایا اے ابوالحسن آپ ان کے معاملے میں کیا رائے رکھتے ہیں، حضرت علی نے کپڑوں پر سفیدی کو دیکھا پھر ابلتا ہوا پانی منگوایا اور اسے کپڑوں پر ڈال دیا تو وہ انڈے کی سفیدی جم گئی پھر آپ نے اسے لیا اور سونگھا دیکھا آپ نے انڈے کے ذائقے کو پہچان لیا اور عورت کو ڈانٹ ڈپٹ کی تو اس نے اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا

(نامردی کے دعوی کا حکم)

مصنف فرماتے ہیں کہ میرا کہنا ہے کہ یہ اس ہی کے مشابہ ہے جو خرقی وغیرہ نے امام احمد سے نقل کیا ہے کہ عورت جب دعوی کرے کہ اس کا شوہر نامرد ہے اور وہ انکار کرے اور عورت کا پردہ بکارت زائل ہو تو اس مرد کو عورت کے ساتھ تنہا مکان میں چھوڑ دیا جائے اور مرد کو کہا جائے کہ اپنا پانی کسی چیز پر نکال لے پھر اگر عورت کہے کہ یہ منی نہیں ہے

تو اس کو آگ پر گرم کیا جائے اگر پگھل جائے تو منی ہے اور عورت کا قول غلط ہے اور یہ عطاء بن ابی رباح کا مسلک ہے۔

یہ ظاہری علامتوں کے ساتھ حکم ہے اس لئے کہ منی کو جب آگ پر گرم کیا جائے تو پگھل جاتی ہے اور پتلی ہو جاتی ہے اور اگر وہ انڈے کی سفیدی ہو تو جم جاتی ہے اور خشک ہو جاتی ہے اور اگر مرد کہے کہ میں پانی نکالنے سے عاجز ہوں تو عورت کی بات صحیح ہے۔

اور یہ حکم ایسا ہی ہے جو بعض قاضیوں نے ذکر کیا کہ دونوں میاں بیوی فیصلہ قاضی کے پاس لے جائیں گے اور ہر ایک دعوی کرے گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تہمت زدہ لوگوں میں فرق کرنا

حضرت اصبغ بن بنات نے فرمایا کہ ایک جوان نے حضرت علی کے ہاں ایک جماعت کا شکوہ کیا اور عرض کرنے لگا کہ یہ حضرات میرے والد کے ساتھ سفر میں نکلے تھے یہ تو لوٹ آئے لیکن میرے والد نہ لوٹے میں نے ان سے اپنے والد کے متعلق پوچھا تو کہنے لگے کہ وہ وفات پا گیا ہے ان کے مال کے بارے میں پوچھا تو کہا کہ کچھ نہیں چھوڑا جب کہ میرے والد کے ساتھ بہت زیادہ مال تھا ہم قاضی شریح کے پاس فیصلہ لے گئے انہوں نے ان لوگوں سے قسم لی اور چھوڑ دیا حضرت علی نے سپاہیوں کو بلایا اور ہر ہر آدمی پر دو دو نگہبان مقرر فرمائے اور ان کو حکم فرمایا ان لوگوں کو ایسا موقع نہ دو کہ کوئی ایک دوسرے سے آپس میں بات چیت کر سکے اور قریب ہو سکے پھر آپ نے اپنا کاتب بلایا اور مسافروں میں سے بھی ایک کو بلا لیا اور فرمایا مجھے اس جوان کے والد کے بارے میں سچ خبر دے کس دن تمہارے ساتھ نکلا کس جگہ تم اترے تمہارا سفر کیسے ہوا اور کس بیماری میں اس نے وفات پائی کیسے اس کا مال ہلاک ہوا کس نے اس کو غسل دیا اور دفنایا کس نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور کہاں مدفون ہے اسی طرح کے بہت سے سوال فرمائے اور کاتب لکھتا رہا پھر حضرت علیؓ نے زور اللہ اکبر کہا اور حاضرین نے بھی ساتھ دیا اور تہمت لگے ہوئے لوگوں کو کچھ پتا نہ تھا کہ کیا ہو رہا

ہے لیکن انہوں نے یہی گمان کیا کہ ان کے صاحب نے ان کے خلاف اقرار کر لیا ہے۔

حضرت علی نے اس کو اپنی مجلس سے غائب کیا اور دوسرے کو بلایا اس سے بھی پہلے کی طرح سوالات کئے پھر اس کے بعد تیسرے سے اس طرح سب کو یکے بعد دیگرے بلایا اور جو جو باتیں ان کے پاس تھیں جان لیں آپ نے دیکھا کہ ہر ایک دوسرے کی ضد خبر دیتا ہے پھر آپ نے پہلے کو حاضر کرنے کا حکم فرمایا اور ڈانٹا اے اللہ کے دشمن میں نے تیرے دھوکہ کو پہچان لیا اور تیرے جھوٹ کو ان باتوں سے جو تیرے ساتھیوں سے سنی اب تجھ کو سزا سے سوائے سچ کے کوئی نہیں نجات دے سکتا پھر دوبارہ اس کو قید کا حکم فرمایا اور اللہ اکبر کہا ساتھیوں نے بھی اللہ اکبر کہا اور حاضر قوم نے سمجھ لیا کہ ہر ایک کو خطرہ ہے کہ شاید ان کا ساتھی ان کے خلاف اقرار نہ کر لے۔

پھر آپ نے دوسرے آدمی کو بلایا اس کو بھی زجر و تنبیہ کی اس نے عرض کیا اے امیر المومنین واقعی میں تو ان کے فعل کو ناپسند کر رہا تھا (میرا قصور نہیں) پھر آپ نے تمام کو بلایا اور انہوں نے اصل واقعہ کا اعتراف کیا اور پہلے جیل والے کو بھی طلب فرمایا اور کہا کہ تیرے ساتھیوں نے اقرار کر لیا ہے اب تجھ کو سوائے سچ کے کوئی نجات نہیں دے سکتا اس نے بھی ان تمام کی طرح اقرار کر لیا حضرت علی ﷛ نے ان سے مال کا تاوان وصول کر لیا اور مقتول کا قصاص لیا۔

(۳۹) ابن قیم نے فرمایا میں نے حضرت علی کے فیصلوں میں اسی طرح کا ایک فیصلہ دیکھا وہ یہ کہ مضروب نے دعوی کیا کہ وہ گونگا ہے آپ نے حکم فرمایا کہ اس کی زبان نکالی جائے اور سوئی سے اس کو چبھایا جائے اگر سیاہ خون نکلے تو گونگا ہے اور اگر سرخ خون نکلے تو صحیح زبان والا ہے۔

(۴۰) حضرت اصبغ بن نباتہ فرماتے ہیں حضرت علی سے مسلمانوں کے قیدیوں کے فدیئے کے بارے میں پوچھا گیا مشرکین کے قبضہ سے [۱] آپ نے فرمایا کہ جن مسلمانوں کے زخم سامنے کی طرف ہوں ان کا فدیہ دے کر چھڑا لیا جائے اور جن کے زخم پیچھے ہوں انہیں نہ چھڑا جائے اس لئے کہ وہ بھاگنے والے ہیں۔

(۴۱) انہی سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے دوسرے کو وصیت کی کہ میری

---

[۱] یعنی مسلمان قیدیوں کو کافروں کے نرغے سے مال وغیرہ دیکر آزاد کر لیا جائے یا نہیں؟

طرف سے ان ہزار اشرفیوں میں سے جتنی رقم چاہے صدقہ کر دے اس نے دسواں حصہ صدقہ کر دیا اور باقی روک لی پھر اپنا فیصلہ حضرت علی کے پاس لے گئے پہلے نے کہا کہ اس کو چاہیئے کہ آدھی رکھ لے اور آدھی مجھے دے دے حضرت نے فرمایا کہ آدھی کر لو اس نے کہا کہ اس نے مجھ سے کہا تھا کہ جتنی چاہے نکال لے حضرت علی نے فرمایا پھر تو تو آدمی کے لئے سو اشرفیاں نکال اور باقی تیرے لئے ہیں کہا یہ کیسے۔ آپ نے فرمایا اس لئے کہ آدمی نے تجھ کو حکم کیا ہے کہ جو تو پسند کرے نکال دے اور بے شک تو نے تو سو اشرفیاں پسند کر لی ہیں لہذا ان کو نکال لے۔

(۴۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایسے دو آدمیوں کے متعلق ہاتھ کاٹنے کا فیصلہ فرمایا جو ایک دوسرے کو غلام ظاہر کر کے بیچ دیتے پھر ایک شہر سے دوسرے شہر کو بھاگ جاتے۔ کیونکہ اس طرح دونوں لوگوں کا مال بھی لوٹتے اور اپنی جانوں کو بھی چوری کرتے۔

مصنف فرماتے ہیں کیسا بہترین فیصلہ ہے۔ تو حق ہے اس لئے ظاہر چور سے یہ زیادہ لائق ہیں کیونکہ یہ لوٹنے والے اور غاصب ہیں ان سے بچنا بھی ممکن نہیں۔ اسی وجہ سے کفن چور کا ہاتھ بھی کاٹا جاتا ہے[1] اسی طرح سنت وارد ہوئی ہے ادھار لی ہوئی کے انکار کرنے والے کے ہاتھ کاٹنے کے بارے میں

(۴۳) ایک عورت نے شادی کی جب سہاگ رات آئی تو عورت کا ایک دوست اس کے مزین کمرہ میں چھپ کر داخل ہو گیا اوپر سے شوہر بھی آگیا دوست شوہر کی طرف کودا اور ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے شوہر نے دوست کو قتل کر دیا عورت نے شوہر کو قتل کر دیا۔

حضرت علی نے دوست کی دیت ، خون بہا عورت پر لازم کیا پھر اس کو شوہر کے بدلے قتل کروایا اور دوست کے خون بہا کا فیصلہ عورت پر اس لئے کیا اس ہی نے دوست کو پیش کیا تھا قتل کے لئے در حقیقت یہی سبب بنی۔ خون بہا کے تاوان کی یہی زیادہ ضامن ہے شوہر سے جس نے قتل کیا اس لئے کہ اسے تو شرعاً اپنی عزت کی حفاظت کے لئے قتل کرنے کی اجازت تھی۔ لہذا یہ بہترین فیصلہ ہے جس سے بہت فیصلہ کرنے والے ناواقف ہوتے ہیں جب کہ یہی ذرست ہے۔

---

[1] احناف کے نزدیک کفن چور کا ہاتھ نہیں کٹتا (مترجم)۔

(۴۴) ایک آدمی دوسرے آدمی سے بچ کر بھاگا جو اس کے قتل کا ارادہ کر رہا تھا پہلے کو کسی دوسرے نے پکڑ لیا یہاں تک کہ دوسرا اس کو پہنچ گیا اور اس کو قتل کر دیا اور قریب ہی ایک اور آدمی کھڑا ان کی طرف دیکھ رہا تھا جو اس کے چھڑانے پر بھی قادر تھا لیکن کھڑا دیکھتا رہا یہاں تک کہ وہ قتل ہو گیا تو حضرت علی ؓ فیصلہ فرمایا کہ قاتل کو قتل کیا جائے اور پکڑنے والے کو عمر بھر قید کیا جائے اور دیکھنے والے کی آنکھ پھوڑ دی جائے جو کھڑا دیکھتا رہا اور روکا نہیں امام احمد اور دوسرے کچھ اہل علم اسی طرح فیصلہ کی طرف گئے مگر آنکھ پھوڑنے میں اختلاف ہو سکتا ہے کہ حضرت علی نے یہ تنہا کیا ہو امت کی مصلحت کے پیش نظر۔

اور اس مسئلہ کی شرع میں گنجائش ہے اس پر قیاس کرتے ہوئے جو آدمی کسی کے گھر میں تاک جھانک کرے اس کی آنکھ پھوڑ دیئے جانے کا حکم ہے جیسا کہ اس بارے میں واضح حدیث آئی ہے جو صحیح ہے کوئی معارض نہیں اور نہ کوئی دافع ہے اس لئے کہ اس نے صاحب گھر کا جرم کیا ہے اور محرم کو دیکھا ہے جو اس کے لئے حلال نہیں لہذا آپ ﷺ نے جائز رکھا ہے کہ صاحب گھر اسے پتھر مار کر اس کی آنکھ پھوڑ دے۔

یہی امام شافعی اور امام احمد کا مذہب ہے

جو شخص کسی کے گھر میں اس کی اجازت کے بغیر جھانکے

صحیح بخاری میں ہے ابو ہریرہ حضور ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ جو کسی کے گھر میں بغیر اس کی اجازت کی جھانکے اور وہ اس کی آنکھ پھوڑ دیں ان پر نہ کوئی خون بہا ہے نہ قصاص نہ بدلہ بخاری و مسلم میں زہری حضرت سہل سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے آپ ﷺ کے گھر میں جھانکا آپ کے ہاتھ میں کنگھی تھی جو سر پر پھیر رہے تھے آپ نے اس کے متعلق فرمایا اگر میں جانتا کہ تو (ابھی بھی) دیکھ رہا ہے تو تیری آنکھ میں کنگھی مارتا (یہاں دیکھنے کی وجہ سے مارنے کی اجازت معلوم ہوتی ہے) اور صحیح مسلم میں انہی سے مروی ہے ایک آدمی نے آپ ﷺ کے حجرے کے پردے سے جھانکا آپ کے ہاتھ میں کنگھی تھی تو

آپ نے فرمایا اگر مجھے علم ہو تا کہ یہ اب تک دیکھ رہا ہے تو یہ کنگھی اس کی آنکھ میں مار تا یہاں بھی غیر کے جھانکنے کی وجہ سے اسکو کچھ مارنے کی اجازت دی گئی۔

(۴۵) ایک یہودی نے حضرت علی کو کہا کہ تم نے اپنے نبی کو ابھی تک دفن نہیں کیا تھا کہ انصار کہنے لگے ایک امیر ہم سے ہو ایک تم سے حضرت علی نے جواب دیا تمہارے قدم سمندر کے پانی سے خشک بھی نہ ہوئے تھے کہنے لگے اجعل لنا الهة کما لهم الهة (ترجمہ) (اے موسیٰ) ہمارے لئے ایسے معبود بنا دے جیسے ان کے لئے ہیں۔

(۴۶) محمد بن عبید اللہ بن ابی رافع اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انصار کے ایک لڑکے نے اپنی والدہ کے ساتھ کا جھگڑا عمر بن خطاب کی مجلس میں پیش کیا (کہ یہ میری ماں ہے لیکن مجھے اپنا بچہ تسلیم نہیں کرتی) حضرت عمر نے اس سے گواہ طلب کئے لڑکے کے پاس گواہ نہ تھے۔

اور عورت اپنے ساتھ ایک جماعت لے کر آئی انہوں نے گواہی دی کہ اس نے تو شادی ہی نہیں کی اور لڑکا اس پر جھوٹ بول رہا ہے اور تہمت لگا رہا ہے حضرت عمر نے اس کی سزا کا ارادہ کیا تو حضرت علی ﷛ کی ان سے ملاقات ہو گئی ان کا معاملہ پوچھا آپ نے خبر دی حضرت علی نے ان کو بلایا اور مسجد نبوی میں لے کر چلے گئے اور عورت سے سوال کیا اس نے انکار کر دیا تو آپ نے بچے کو بھی کہا کہ تو بھی (اس کے ماں) ہونے کا انکار کر دے جیسے اس نے (تیرے بچے) ہونے کا انکار کیا لڑکے نے کہا اے رسول اللہ ﷺ کے چچازاد وہ میری ماں ہے آپ نے فرمایا تو انکار کر دے میں تیرا باپ بنتا ہوں اور حسن حسین تیرے بھائی پھر اس نے فوراً کہا بے شک میں اس کا انکار کرتا ہوں (میری ماں نہیں ہے)

پھر حضرت علی نے عورت کے اولیاء سے فرمایا اگر میں عورت کے متعلق کوئی فیصلہ کروں تو صحیح ہے۔ انہوں نے عرض کیا جی ہاں اس کے بارے میں فرمائیں یا ہمارے بارے میں حضرت علی نے فرمایا حاضرین گواہ رہو میں نے اس لڑکے کی شادی اس عورت سے کر دی جو اس لڑکے کے لئے اجنبی ہے پھر اپنے غلام قنبر کو حکم فرمایا میری تھیلی جس میں دراھم ہیں لے آؤ وہ لے آئے آپ نے اس میں سے چار سو اسی درھم گنے اور عورت کو بطور مہر کے دے دئے اور لڑکے سے فرمایا اس عورت کا ہاتھ پکڑ اور ہمارے پاس نہ آنا جب تک تجھے دولہے کا اثر نہ ہو (یعنی جب تک صحبت نہ کر لے)

جب لڑکا چلا گیا تو عورت نے کہا اے ابوالحسن اللہ کا خوف رکھئے یہ تو جہنم ہے اللہ کی قسم وہ میرا ہی بیٹا ہے آپ نے فرمایا کیسے۔ کہنے لگی اس کا باپ ایک باندی کی اولاد تھا میرے بھائیوں نے میری اس سے شادی کر دی پھر میں اس بچے کے ساتھ حاملہ ہو گئی آدمی جہاد میں چلا گیا اور شہید ہو گیا اس بچے کو میں نے فلاں قبیلے میں بھیج دیا انہی میں اس نے پرورش پائی اور میں نے انکار کیا کہ یہ میرا بچہ ہے۔ پھر حضرت علی نے فرمایا میں تو ابوالحسن ہی ہوں اس لڑکے کو اس کے ساتھ ملا دو (یہ اس کا بیٹا ہے) لہٰذا نسب ثابت ہو ا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلے کی اصلاح فرمانا

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کسی آدمی سے سوال کیا کیسا ہے تو۔ اس نے عرض کیا ان لوگوں میں سے ہوں جو فتنے سے محبت رکھیں اور حق کو ناپسند کریں جس چیز کو دیکھا نہ ہو اس پر گواہی دیں حضرت عمر نے اس کو جیل کا حکم فرمایا حضرت علی نے لوٹاتے کے لئے کہا اور فرمایا اس نے سچ کہا ہے حضرت عمر نے فرمایا وہ کیسے آپ نے فرمایا وہ مال اولاد سے محبت رکھتا ہے اور اللہ کا فرمان ہے (انما اموالکم و اولاد کم فتنة تمہارے مال اور اولاد فتنہ ہیں اور موت کو ناپسند کرتا ہے اور وہ حق ہے اور گواہی دیتا ہے محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور آپ کو نہیں دیکھا لہٰذا حضرت عمر نے اس کو چھوڑنے کا حکم فرمایا اور فرمایا اللہ اعلم حیث یجعل رسالته کہ اللہ ہی جانتا ہے جہاں اپنے پیغام رکھتا ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی ذہانت

(آپ کا نسب نامہ) ابواسحاق سعد بن ابی وقاص بن مالک بن اهیب بن عبد مناف قریشی زھری آپ اسلام لائے جب کہ آپ کی عمر سترہ سال تھی غزوہ بدر اور دوسرے

غزوات میں بھی شریک رہے ۔[1] عشرہ مبشرہ میں سے ہیں ان دس میں سب سے آخر میں وفات پائی بڑے شہسوار تھے اول شخص ہیں جنہوں نے اللہ کے راستے میں تیر پھینکا۔ راجح قول کے مطابق آپ نے پچپن ہجری میں وفات پائی بڑی بچی فراست ذہانت والے انسان تھے انکی ذہانت کی طرف یہ قصہ اشارہ کرتا ہے۔

(۴۸) بکیر بن سمار، عامر بن سعد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے بھائی عمر بن سعد حضرت سعد کی طرف نکلے جو مدینہ سے باہر اپنی بکریوں کے ریوڑ میں تھے جب حضرت سعد نے ان کو دیکھا تو فرمایا میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اس سوار کے شر سے جب وہ آپ کے پاس آگئے تو آپ سے کہنے لگے اے میرے والد کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ آپ دیہاتی بنے رہیں اور لوگ خلافت کے بارے میں مدینہ میں جھگڑتے رہیں حضرت سعد نے عمر کے سینے کو تھپتھپایا اور فرمایا چپ ہو جا میں نے آپ ﷺ سے سنا ہے وہ فرماتے ہیں اللہ عزوجل ایسے بندے کو محبوب رکھتے ہیں جو متقی گمنام ہو۔

اور بے شک حضرت سعد اپنی ذہانت میں سچے تھے جب انہوں نے اللہ کی پناہ مانگی شاید حضرت سعد جانتے تھے عمر بن سعد کی سیاسی فتنوں میں جان بوجھ کو اور ان کی امارت میں لالچ کو اس کے شر کو اور یہی ہوا یہ عمر مبتلا ہوئے بڑے فتنے میں داخل ہونے کے ساتھ کہ عبید اللہ بن زیاد نے ان کو ہمدان کا گورنر بنایا۔

جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ کوفہ آئے تو ابن زیاد نے عمر کو (حسین کے خلاف لڑائی نہ کرنے کی صورت میں) ان کی امارت سے سبکدوش کرنے اور ان کے گھر منہدم کرنے کی دھمکی دی لہذا یہ اس لشکر کے شروع میں تھے جس نے حضرت حسین شہید کربلا کو شہید کیا پھر اللہ نے حضرت حسین بن علی کا انتقام لیا کہ جب مختار بن ابو عبید کوفہ پر غالب آگیا تو اس نے عمر بن سعد اور ان کے بیٹے حفص بن عمر کو قتل کر دیا۔

حضرت خزیمہ بن ثابت کی ذہانت

(۴۹) حضرت خزیمہ کے بارے میں منقول ہے زہری سے روایت ہے کہ ہمیں

---

[1] یعنی وہ دس حضرات جن کو نبی کی زبان سے اس دنیا ہی میں بیک وقت جنتی ہونے کی خوشخبری دیدی گئی

عمار بن خزیمہ انصاری نے خبر دی کہ ان کے چچا نے ان سے فرمایا کہ نبی ﷺ نے ایک دیہاتی سے ایک گھوڑا خرید اپھر آپ ﷺ اس کے پیچھے چل رہے تھے تاکہ اس کو اس کے گھوڑے کی قیمت ادا کر دیں آپ ﷺ نے رفتار کو تیز فرمایا اور دیہاتی سست چلنے لگا۔ کچھ لوگ اعرابی کے پاس آئے اور گھوڑے کی قیمت لگانے لگے انہیں یہ پتہ نہ تھا کہ نبی ﷺ نے اس کو خرید فرما لیا ہے یہاں تک کہ کسی آدمی نے اعرابی کو اس قیمت سے زیادہ لگائے جو آپ ﷺ نے لگائے تھے پھر تو اعرابی نے آپ ﷺ کو پکارا اور کہنے لگا اگر آپ اس گھوڑے کو خریدنے والے ہیں تو خرید لیں (اس زائد قیمت میں) ورنہ میں اس کو بیچ رہا ہوں آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا کیا میں اس کو تجھ سے خرید نہیں چکا اس نے کہا نہیں لوگ آپ ﷺ کی طرفداری کرنے لگے اعرابی اور آپ باہم گفتگو کر رہے تھے اعرابی کہنے لگا اچھا کوئی گواہ ہے اس بات پر کہ میں نے یہ گھوڑا آپ کو فروخت کر دیا ہے کوئی مسلمان آیا اور اعرابی کو کہا تجھ پر ہلاکت ہو اللہ کے نبی ﷺ کبھی جھوٹ نہیں بولتے اب حضرت خزیمہ آئے اور دونوں کا کلام سنا اعرابی کہنے لگا ہے کوئی گواہ ہے جو گواہی دے کہ میں نے گھوڑا آپ کو فروخت کیا ہے حضرت خزیمہ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ کو تو نے گھوڑا فروخت کر دیا ہے۔ نبی ﷺ حضرت خزیمہ کی طرف متوجہ ہوئے اور دریافت فرمایا (کیونکہ اللہ کے رسول ہونے میں) کس بات کی وجہ سے آپ گواہی دے رہے ہیں حضرت خزیمہ نے فرمایا کہ ہم آپ کی تصدیق کرتے ہیں یا رسول اللہ تو آپ ﷺ نے حضرت خزیمہ کی گواہی کو دو آدمیوں کی گواہی کے برابر قرار دیا دوسری روایت میں ہے آپ نے خزیمہ سے پوچھا آپ کیوں گواہی دے رہے ہیں جب کہ آپ ہمارے ساتھ بھی نہ تھے حضرت خزیمہ ؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آسمانی خبروں کے بارے میں آپ کی تصدیق کرتا ہوں تو کیا اس کی تصدیق نہیں کر سکتا جو آپ اب فرما رہے ہیں۔

حضرت حزیفہ بن یمان ؓ کی ذہانت

(۵۰) حضور ﷺ نے حضرت حزیفہ کو مشرکین کی طرف جاسوس بنا کر بھیجا حزیفہ ان کے درمیان بیٹھ گئے ابو سفیان نے حکم دیا کہ ہر ساتھی اپنے پاس بیٹھے ہوئے کو دیکھے

حزیفہ نے جلدی سے اپنے پاس بیٹھے ہوئے کو کہا کون ہے تو۔ اس نے کہا فلاں فلاں۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ کی ذہانت

(۵۱) ذہانت کے واقعات میں سے حضرت مغیرہ کی یہ ذہانت بھی ہے کہ حضرت عمر نے آپ کو۔ بحرین کا گورنر بنا کر بھیجا۔ بحرین والوں نے آپ کو ناپسند کیا تو حضرت عمر نے آپ کو اس عہدے سے معزول کر دیا۔ لیکن اہل بحرین کو پھر خطرہ ہوا کہیں دوبارہ انہی کو بھیج دیں ان کے ایک رئیس نے ان سے کہا اگر تم میری بات مانو جس کا میں تمہیں حکم کروں تو حضرت عمر مغیرہ کو دوبارہ نہ لوٹائیں گے اہل شہر نے کہا حکم کر اس نے کہا تم لاکھ دینار جمع کر لو میں ان کو لے کر حضرت عمر کے پاس جاؤں گا اور کہوں گا کہ مغیرہ نے یہ خیانت کر کے اکٹھے کیے ہیں اور میرے پاس رکھوائے ہیں لوگوں نے جمع کر دیئے تو یہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا اے امیر المومنین یہ مغیرہ نے خیانت کئے ہیں اور میرے پاس رکھوائے ہیں حضرت عمر نے حضرت مغیرہ کو بلایا اور دریافت فرمایا یہ کیا کہہ رہا ہے مغیرہ نے فرمایا جھوٹ کہہ رہا اللہ آپ کو سلامت رکھے وہ تو دو لاکھ دینار تھے۔

حضرت عمر نے پوچھا کس وجہ سے۔ مغیرہ نے فرمایا اہل وعیال اور ضرورت کی وجہ سے۔ حضرت عمر نے رئیس سے سوال فرمایا کیا جانتا ہے تو یہ کیا کہہ رہے ہیں اس نے کہا نہیں اللہ کی قسم میں آپ سے سچ سچ بیان کروں گا اللہ کی قسم اس نے میرے پاس کچھ نہیں رکھوایا نہ تھوڑا نہ زیادہ لیکن بات یہ ہے کہ ہم نے ان کو ناپسند کیا اور خطرہ محسوس کیا کہ کہیں آپ دوبارہ ان کو نہ لوٹا دیں۔ حضرت عمر نے اس کے بعد حضرت مغیرہ سے سوال کیا کس چیز نے آپ کو اس بات پر ابھارا انہوں نے فرمایا کہ اس خبیث نے مجھ پر جھوٹ بولا تو میں نے ارادہ کیا کہ اس کو رسوا کروں۔

(۵۲) حضرت مغیرہ بن شعبہ اور ایک دوسرے عرب کے جوان نے ایک عورت کو پیغام نکاح بھیجا لیکن جوان خوبصورت تروتازہ آدمی تھا۔ عورت نے دونوں کی طرف پیغام بھیجا کہ ضروری ہے کہ میں پہلے تمہیں دیکھوں اور تم دونوں کی بات سنوں لہذا اگر چاہو تو دونوں حاضر ہو جاؤ۔ دونوں حاضر ہو گئے۔ تو عورت نے ان دونوں کو ایسی جگہ بٹھا دیا جہاں

سے ان کو دیکھ سکتی تھی۔

حضرت مغیرہ نے محسوس کیا کہ عورت جوان کو مجھ پر ترجیح دے رہی ہے تو آپ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ بے شک آپ بڑے حسن و جمال اور شیریں بیان کے مالک ہیں کیا ان کے سوا کچھ اور محاسن بھی ہیں اس نے کہا جی ہاں پھر آپ کو اپنے محاسن گنوانے لگا پھر چپ ہو گیا حضرت مغیرہ نے دریافت فرمایا آپ کا حساب کیسا ہے اس نے کہا مجھ سے کچھ چیز نہیں چھپی رہتی اور میں رائی کے دانے سے بھی کم تک کا حساب کتاب کرتا ہوں۔ حضرت مغیرہ نے فرمایا لیکن میں تو دس ہزار درہم کی تھیلی گھر کے کونے میں رکھ دیتا ہوں تو اس کو میرے گھر والے خرچ کر دیتے ہیں جن چیزوں پر چاہیں اور مجھے ان کے ختم ہونے کا بھی علم نہیں ہوتا یہاں تک کہ اور کا سوال کرتے ہیں۔

عورت کہنے لگی اللہ کی قسم یہ بوڑھا جو مجھ سے حساب کتاب نہ کرے زیادہ محبوب ہے اس جوان سے جو رائی کے دانے سے بھی کم تک کو مجھ پر شمار کرے لہٰذا اس نے حضرت مغیرہ سے شادی کر لی۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی فراست و ذہانت

(۵۳) انہی واقعات میں سے ہے حضرت عمرو بن العاص کی ذہانت جب انہوں نے غزہ کا محاصرہ کیا تو قلعے کے والی نے آپ کی طرف پیغام بھیجا کہ اپنے آدمیوں میں سے کسی کو میرے پاس بھیج دو میں اس سے گفتگو کروں گا حضرت عمرو بن العاص نے سوچ بچار کی اور کہا اس کے لئے میرے علاوہ کوئی موزوں نہیں لہٰذا آپ نکلے اور اس کے پاس آ گئے اور ایسا کلام کیا جو اس نے پہلے کبھی سنا بھی نہ ہو گا کہنے لگا یہ بتائیے کیا آپ کے سوا آپ کے ساتھیوں میں سے کوئی اور آپ کے مثل ہے آپ نے فرمایا سوال کرنے کے متعلق جو مجھ سے بہت بڑھ چڑھ کر ہیں جنہوں نے مجھے تیری طرف بھیجا ہے اور پیش کیا ہے لیکن نہیں جانتے کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا۔

اس والی نے آپ کیلئے انعام اور لباس کا حکم فرمایا اور دربان کی طرف خفیہ پیغام بھیجا جب یہ تیرے پاس سے گذرے تو اس کی گردن اڑا دینا اور جو کچھ اس کے پاس ہو لے لینا۔

جب آپ غسان کے نصاریٰ میں سے کسی آدمی کے پاس سے گذرے تو اس نے پہچان لیا اور کہنے لگا اے عمرو آپ اچھی حالت میں داخل ہوئے ہیں اور اچھی حالت ہی میں نکل جانا۔ تو آپ لوٹ پڑے بادشاہ نے کہا کس چیز نے آپ کو لوٹایا آپ نے فرمایا جو آپ نے مجھے دیا ہے اسکو دیکھا تو اس کو اپنے چچازادوں کے لئے کافی نہیں پاتا اور وہ میرے ساتھ ہیں تو میں نے ارادہ کیا ابھی خالی نکل جاؤں اور اپنے ساتھ آپکے پاس دس اور آدمیوں کو لاؤں تاکہ آپ ان تمام کو یہ عطیہ دیں تو آپ کی شہرت دس آدمیوں کے ہاں ہو گی وہ بہتر ہے اس شہرت سے جو ایک کے پاس ہو بادشاہ نے کہا تو نے سچ کہا جلدی لے آ انہیں بھی اور دربان کی طرف پیغام بھیجا کہ اسکا راستہ چھوڑ دیں حضرت عمر نکلے اور ادھر ادھر دیکھ رہے تھے جب محفوظ ہو گئے تو فرمایا آئندہ اسکے داؤ میں نہ آؤں گا۔ پس جب بعد میں بھی بادشاہ نے آپکو دیکھا تو کہنے لگا آپ تو وہی ہیں آپ نے فرمایا جی ہاں آپ کے اس دھوکے کے باوجود (زندہ ہوں)۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی ذہانت

(۵۴) اور آپ ہی میں سے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی فراست ہے جب آپ کے پاس ابن ملجم کو لایا گیا تو اس نے آپ سے کہا میں ارادہ کرتا ہوں کہ آپ کو قیدی بنالوں ایک کلمہ کے ساتھ [1]۔ حضرت حسن نے انکار فرمایا اور فرمایا کہ کیا تو ارادہ کرتا ہے کہ میرا کان کاٹ دے ابن ملجم نے کہا اللہ کی قسم اگر تو مجھ کو اس کا موقع دیتا تو وہ آپ کو بہرہ بنا دیتی۔

ابوالوفاء بن عقیل نے فرمایا حضرت حسن کی رائے کو دیکھیں کس قدر عمدہ تھی حالانکہ آپ پر ایسی مصیبت نازل ہوئی تھی جو پید ائش کو بھلا دے اور آپ کی ذہانت اس حد تک اور اس لعین ملجم کی اولاد کو دیکھیں کیسے جرم کرنے پر مزید اضافے کر رہا ہے۔

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی ذہانت

(۵۵) آپ کے بھائی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ذہانت ہے کہ ایک آدمی نے آپ پر

---

[1] یعنی کوئی بہت اچھی بات کہوں

مال کا دعوی دائر کیا حضرت حسین نے فرمایا جس کا تو دعوی کر رہا ہے اس کی قسم کھالے اور وصول کر لے آدی قسم کھانے کے لئے تیار ہو گیا اور کہا کہ میں قسم کھاتا ہوں اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں حضرت حسین نے فرمایا یوں قسم کھاؤ اللہ کی قسم اللہ کی قسم کہ جس چیز کا تو دعوی کر رہا ہے وہ میرے پاس ہے۔ آدمی نے اس طرح قسم کھالی۔
پھر کھڑا ہوا تو اس کے قدم ڈگمگانے لگے اور مردار ہو کر گر پڑا حضرت حسین سے پوچھا گیا آپ نے ایسا کیوں فرمایا کہ اس سے قسم کے الفاظ تبدیل کروائے حضرت حسین نے فرمایا میں نے ناپسند کیا کہ وہ اللہ کی تعریف کرے (جھوٹی قسم پر) اور ضرور پھر اللہ پاک اس سے بردباری فرمائیں گے۔

حضرت عباس بن عبد المطلب کی ذہانت

(۵۶) انہی واقعات میں حضرت عباس ﷜ کی فراست ذہانت بھی ہے مجاہد فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ تھے اچانک آپ کو بدبو محسوس ہوئی۔ آپ نے رمایا اس بو والا آدمی کھڑا ہو جائے اور وضو کر آئے آدمی نے شرم کی آپ نے پھر فرمایا اس بو والا آدمی کھڑا ہو جائے اور وضو کر آئے بے شک اللہ پاک حق سے شرم نہیں فرماتے حضرت عباس ﷜ نے فرمایا یا رسول اللہ کیوں نہ ہم سب کھڑے ہو جائیں اور وضوء کر آئیں اسی طرح فریابی رحمتہ اللہ نے بھی امام اوزاعی سے مرسلا روایت نقل فرمائی ہے اور ان کو محمد بن مصعب سے پہنچی ہے یوں فرمایا کہ مجاہد ابن عباد ﷜ سے نقل کرتے ہیں۔
اس واقعے کی مثل حضرت عمر کی مجلس میں بھی پیش آئی ہے۔ وہ درج ذیل ہے
(۵۷) شعبی فرماتے ہیں حضرت عمر گھر میں تھے جریر بن عبد اللہ بجلی بھی آپ کے ساتھ تھے حضرت عمر کو بدبو محسوس ہوئی تو حضرت عمر نے فرمایا کہ اس بو والے آدمی کے بارے میں میرا خیال ہے کہ کھڑا ہو اور وضو کر لے جریر نے عرض کیا یا امیر المومنین کیا ہم سب وضوء نہ کر لیں حضرت عمر نے فرمایا اللہ آپ پر رحم فرمائے اے سردار واقعی میں جہالت میں تھا تو اسلام میں۔
(۵۸) ابی زرین سے مروی ہے حضرت عباس سے پوچھا گیا آپ بڑے ہیں یا آپ ﷺ فرمایا وہ مجھ سے بڑے ہیں اور میں ان سے پہلے پیدا ہوا ہوں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی ذہانت

(۵۹) شبابہ بن سوار سے مروی ہے فرماتے ہیں ہمیں یحیٰ بن اسماعیل بن سالم اسدی نے بیان کیا فرمایا سنا میں نے شعبی سے وہ ابن عمر کے بارے میں بیان فرماتے ہیں کہ وہ مکہ میں تھے کہ ان کو اطلاع پہنچی کہ حسین بن علی عراق کی طرف متوجہ ہوئے ہیں تو ابن عمر ان سے تین راتوں کی مسافت پر جا ملے اور سوال کیا کہاں کا ارادہ ہے۔ فرمایا عراق کا اور آپ کے ساتھ خطوط اور کتابیں تھیں فرمایا یہ انہی کے ہیں (یعنی ان کے ذریعے مجھے بلایا ہے) ابن عمر نے فرمایا آپ انکے پاس نہ جائیں حضرت حسین نے انکار فرمایا ابن عمر نے فرمایا میں آپ سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں کہ جبرئیل آپ ﷺ کے پاس آئے اور آخرت اور دنیا کے درمیان آپ کو اختیار دیا آپ نے آخرت کو اختیار فرمایا اور دنیا کا ارادہ نہیں کیا اور اے حسین آپ آپ ﷺ کی جان کے ٹکڑے ہیں اور خدا کی قسم تم میں سے کوئی اس (دنیا) کے ساتھ کبھی نہیں ملا آپ اور اللہ پاک نے اس کو تم سے نہیں پھیرا مگر اس ہی کے لئے جو آپ سب میں بہتر ہے لیکن حضرت حسین نے لوٹنے سے انکار فرمایا تو ابن عمر آپ سے چمٹ کر رونے لگے اور فرمایا میں قتل سے آپکو اللہ پاک کی حفاظت امانت میں دیتا ہوں۔

اللہ پاک حضرت ابن عمر پر رحم فرمائے کہ باریک پردے سے غائب کی طرف دیکھ لیتے تھے۔ واقعی حضرت حسین بن علی رضوان اللہ علیہم اجمعین میدان کربلا میں مقتول اور شہید ہوئے ۶۱ھ میں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ذہانت

(۶۰) عقبہ بن سمعان سے روایت ہے کہ جب حضرت حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کوفہ کی طرف سفر کی تیاری کرلی تو حضرت ابن عباس آپ کے پاس آئے اور فرمایا کہ لوگوں نے خبر اڑا رکھی ہے کہ آپ عراق کی طرف چلنے والے ہیں مجھے بتائیں آپ کیا کرنے

والے ہیں آپ نے فرمایا میں نے ان دو دنوں میں چلنے کی تیاری کر لی ہے حضرت ابن عباس نے فرمایا آپ مجھے بتلائیں اگر انہوں نے آپ کو بلایا اس کے بعد کہ انہوں نے اپنے امیر کو قتل کر دیا اور دشمنوں کو جلاوطن کر دیا ہے اور ان کے شہروں کو قبضہ میں لے لیا ہے پھر تو آپ ان کے پاس چلے جائیں اور اگر ان کا امیر زندہ ہے ان پر قائم ہے جبر کرنے والا ہے اس کے کارندے ان کے شہروں میں زکوٰۃ خراج وغیرہ وصول کرتے ہیں تو پھر انہوں نے آپ کو محض فتنے اور قتل وقتال کے لئے بلایا ہے آپ پر اس کی کوئی امن حفاظت نہیں ہے کہ وہ آپ کو گھر سے باہر نکال کر قتل کر دیں آپ کے بارے میں اپنے دلوں کو بدل ڈالیں تو وہی لوگ جو آپ کو بلانے والے ہیں سب سے سخت ہو جائیں گے حضرت حسین نے فرمایا کہ میں استخارہ (یعنی اللہ سے مشورہ طلب) کر چکا ہوں اور دیکھتا ہوں جو ہو گا پھر حضرت ابن عباس آپ کے پاس سے چلے گئے اور حضرت ابن زبیر آئے اور فرمایا میں نہیں جانتا کہ ہم کیوں اس قوم کو چھوڑے جا رہے ہیں ہم مہاجرین کی اولاد ہیں بجائے ان کے ہم معاملات کے نگہبان ہیں آپ مجھے بتائیں آپ کیا کرنے کا ارادہ فرما رہے ہیں۔ حضرت حسین نے فرمایا میرے دل میں کوفہ جانے کا خیال پیدا ہو رہا ہے وہاں کی جماعتوں اور بڑے بڑے اشراف لوگوں نے اپنے پاس آنے کا لکھا ہے اور میں استخارہ کر چکا ہوں (ایک روایت میں ہے میرے پاس چالیس ہزار آدمیوں کی بیعت آئی ہے اور انہوں نے قسم اٹھائی ہے کہ ان کی بیویوں کو طلاق ہو جائے اور غلام آزاد ہو جائیں اگر آپ کا ساتھ نہ دیں)

حضرت ابن الزبیر نے فرمایا ہاں اگر آپ کی ایسی جماعتیں ہیں تو آپ ان سے نہ ٹھہریں پھر جب شام یا صبح کا وقت آیا تو ابن عباس حضرت حسین کے پاس آئے اور فرمانے لگے اے میرے بھتیجے میں صبر کرنے کی بہت کوشش کرتا ہوں لیکن صبر ہوتا نہیں میں اس صورت میں آپ پر ہلاکت کا خوف کرتا ہوں حقیقت میں اہل عراق دھوکہ دینے والی قوم ہے لہٰذا آپ دھوکہ میں نہ پڑیں اسی شہر میں ٹھہرے رہیے جب تک اہل عراق اپنے دشمنوں کو جلاوطن نہ کر دیں پھر آپ چلے جانا ورنہ پھر یمن کی طرف چلے جائیں وہاں محفوظ قلعے اور گھاٹیاں ہیں آپ کے والد کرم اللہ وجہہ سے محبت رکھنے والے گروہ ہیں اور ان لوگوں سے جدا رہئے اور لکھ دیجئے اور اپنے بلانے والوں کو بھلا دیجئے تو میں امید رکھتا ہوں کہ اگر آپ نے ایسا کیا تو وہ ہو گا جو آپ پسند فرماتے ہیں۔

حضرت حسین نے فرمایا اے چچا میں خوب جانتا ہوں کہ آپ شفقت کرنے والے نصیحت کرنے والے ہیں لیکن میں سفر کا پختہ ارادہ کر چکا ہوں حضرت ابن عباس نے آپ کو پھر فرمایا۔

بہر حال اگر آپ ضرور جانا چاہتے ہیں تو اپنی اولاد اور عورتوں کو نہ لے جائیں اللہ کی قسم میں خوف کرتا ہوں کہ آپ قتل کر دیئے جائیں گے جیسے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل کر دیئے گئے اور آپ کے بیوی بچے آپ کی طرف دیکھ رہے تھے پھر ابن عباس نے فرمایا اے حسین کیا آپ اس طرح ابن الزبیر کی آنکھیں ٹھنڈی کریں گے کہ اسے تن تنہا حجاز چھوڑ جائیں؟ پس قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کاش کہ میں جانتا کب آپ کے بال اور پیشانی مبارک پکڑی جائے گی لوگ مجھ اور آپ پر اکٹھے ہو جائیں گے تو پھر آپ میری اطاعت کریں گے۔ پھر آپ حسین رضی اللہ عنہ کے پاس سے اٹھ کر چلے آئے ابن الزبیر سے ملاقات ہوئی ابن عباس نے فرمایا کاش کہ اے ابن زبیر تیری (میری) آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں (حسین کے رک جانے کے ساتھ) پھر آپ نے یہ اشعار پڑھے۔

ہائے افسوس تجھ پر اے چکاوک (خوبصورت پرندے) اس جگہ میں تیرے لئے فضائے آسمانی کھلی ہے اڑ جا اور اس جگہ کو خالی کر دے ہم تیری مہمانی کریں گے جہاں تو چاہے زمین نرم کرنے کو تیرا شکاری آج مقتول پڑا ہے پس خوش ہو جا پھر فرمایا اے ابن زبیر یہ حسین آپ کو اور حجاز کو تنہا چھوڑ کر عراق کی طرف جا رہے ہیں۔ واقعی خدا کی قسم حضرت ابن عباس نے سچ فرمایا بے شک حضرت حسین میدان کربلاء میں شہید کر دیئے گئے اور آپ کی اولاد بھی سوائے زین العابدین کے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

حضرت عبداللہ بن زبیر کی ذہانت

(۶۱) حسین بن محمد بن عبدالوھاب نحوی، ابو جعفر بن مسلمۃ سے وہ ابو طاہر مخلص سے وہ احمد بن سلیمان بن داؤد سے وہ زبیر بن بکار سے وہ محمد بن ضحاک سے روایت فرماتے ہیں کہ ملک بن مروان نے راس جالوت یا اس کے بیٹے سے کہا تمہارے پاس بچوں کی علامت ذہانت کے متعلق کچھ علم ہے فرمایا ہمارے پاس ان کے بارے میں کوئی متعین معلومات نہیں

ہیں اس لئے کہ وہ ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف تبدیل ہوتے رہتے ہیں مگر ہم اندازہ لگا لیتے ہیں اگر ہم ان میں سے کسی کو کھیل کے دوران کہتے ہوئے سنیں کہ کون میرے ساتھ ہوگا۔ تو ہم اس کو بڑی ہمت اور آگے رہنے والا سچا سمجھتے ہیں اور اگر یہ کہتے ہوئے سنیں میں کس کے ساتھ ہو جاؤں۔ تو ہم یہ اس کے بارے میں ناپسند سمجھتے ہیں۔

لہذا اول بات جو ابن زبیر کے بارے میں عقل مندی کی معلوم ہوئی وہ یہ کہ ایک دفعہ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے اور یہ بچے تھے ایک آدمی وہاں سے گذرا تو اس نے ایک چیخ ماری تمام بچے بھاگ گئے لیکن ابن زبیر الٹے پاؤں پیچھے ہٹے اور کہنے لگے اے بچو مجھے اپنا امیر بنا لو اور میرے ساتھ اس پر سخت حملہ کردو۔

اور ایک مرتبہ حضرت عمر آپ کے پاس سے گذرے اور آپ ابھی بچے تھے بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے بچے تو بھاگ پڑے یہ کھڑے رہے حضرت عمر نے فرمایا آپ کیوں اپنے ساتھیوں کے ساتھ نہیں بھاگے ابن زبیر نے عرض کیا اے امیر المومنین میں نے کوئی جرم نہیں کیا جو ڈروں اور نہ ہی راستہ تنگ ہے جو آپ کے لئے کشادہ کروں۔

خلفاء وملوک کی ذہانت کے قصے

خلفاء وملوک کی ذہانت کے واقعات

عبد الملک کی ذہانت

(۶۲) ابن اخی اصمعی اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ عبد الملک بن مروان نے عامر شعبی کو کسی سلسلے میں شاہ روم کی طرف بھیجا شاہ روم نے شعبی سے پوچھا کیا آپ اھل شاہی خاندان سے ہیں فرمایا نہیں جب شعبی نے لوٹنے کا ارادہ کیا تو شاہ روم نے ایک چھوٹا خط دیا اور کہا کہ جب آپ اپنے ساتھی کی طرف لوٹیں اور ان کو تمام باتیں یہاں کی بتادیں تو آخر میں یہ خط دے دینا جب شعبی لوٹے تو تمام باتیں ذکر فرمائیں پھر اٹھ گئے جب نکلنے لگے تو وہ خط یاد آیا پھر لوٹ پڑے اور عرض کیا اے امیر المومنین شاہ روم نے مجھے ایک خط دیا تھا جو میں بھول گیا اور وہ مجھے بھی آخر میں ہی کرنا تھا وہ دیا اور اٹھ کر چلے گئے عبد الملک نے اس کو پڑھا پھر شعبی کو واپس بلانے کا حکم فرمایا آئے تو پوچھا کیا جانتے ہو اس خط میں کیا ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ میں عرب سے بڑے تعجب میں ہوں کہ کیسے اس کے علاوہ دوسرے کو بادشاہ بنا دیا کیا جانتے ہو ایسا کیوں لکھا۔ شعبی نے عرض کیا نہیں فرمایا وہ مجھے آپ پر حاسد بنانا چاہتا ہے لہذا اس نے ارادہ کیا کہ مجھے تیرے قتل پر اس طرح برانگیختہ کردے گا شعبی نے کہا اگر وہ آپ کو دیکھ لیتا تو مجھے عظیم نہ سمجھتا۔ یہ بات جب شاہ روم کو پہنچی تو عبد الملک کے متعلق غور وفکر کیا اور کہا خدا کی قسم میں نے اسی کا ارادہ کیا تھا۔

سفاح کی ذہانت اور سمجھ

(۶۳) سعید باھلی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے سفاح کی مجلس کے حاضرین میں سے کسی نے ذکر کیا سفاح بنی ہاشم، وجیہ لوگوں اور شعیہ کیلئے بڑا حاسد تھا ایک مرتبہ عبد اللہ بن حسین بن حسن ﷺ اس کے پاس آئے اور آپ کے پاس قرآن شریف تھا آپ نے فرمایا اے امیر المومنین ہمیں ہمارا حق دو جو اللہ نے اس کلام مقدس میں بیان فرمایا ہے لوگوں نے خوف کیا کہ کہیں سفاح آپ کے ساتھ برائی کا معاملہ کرے اور وہ اس کو بنی

ہاشم کے بزرگ کے بارے میں مناسب نہ سمجھتے تھے اور نہ یہ کہ وہ بزرگ سید اسکو جواب دینے سے عاجز ہو جائیں جس کی وجہ سے آپ کو عار یا نقص لاحق ہو۔ لیکن سفاح بڑی نرمی بغیر کسی بے چینی کے ساتھ آپ کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا آپ کے جد امجد (دادا) حضرت علی مجھ سے بہتر تھے اور زیادہ انصاف کرنیوالے تھے آپ نے خلافت کی باگ ڈور سنبھالی اور آپ کے دونوں دادا حسن حسین کو عطا کی اور وہ دونوں آپ سے بہتر تھے تو اب واجب ہے کہ میں آپ کو بھی اسی جتنا دوں اگر اسی قدر دوں تو انصاف ہوگا (اور وہ کچھ بھی نہیں) اور اگر زیادہ دوں تو آپ کی جانب سے زائد کا بدلہ نہ ہوگا پس عبداللہ اسکو کوئی جواب نہ دے سکے اور لوٹ گئے اور لوگ تعجب کرتے رہے سفاح کے عبداللہ کو جواب دینے پر۔

(۶۴) ثعلب ابن اعرابی سے روایت کرتے ہیں کہ اول خطبہ جو سفاح نے دیا عباسیہ بستی میں تو جب شہادت کے الفاظ ادا کرنے لگے یعنی اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمدا عبده و رسوله تو ایک شخص ابی طالب کی اولاد میں سے کھڑے ہو گئے اور گلے میں قرآن پاک لٹکایا ہوا تھا اور کہنے لگا میں اللہ پاک کی ذات یاد دلاتا ہوں جس کا تو نے ذکر کیا اس بات پر کہ تو میری میرے دشمن پر مدد کر اور اس قرآن میں جو ہے اس کے ساتھ ہمارے درمیان فیصلہ کر سفاح نے اس کو کہا کس نے تجھ پر ظلم کیا کہا ابو بکر نے جس نے فاطمہ کو باغ فدک نہ دیا پوچھا اس کے بعد بھی کسی نے ظلم کیا کہا جی ہاں پوچھا کون۔ کہا عمر پوچھا اور وہ بھی تم پر ظلم کرنے میں قائم رہے کہا جی ہاں پوچھا اس کے بعد بھی کوئی ہوا کہا ہاں پوچھا کون کہا عثمان پھر پوچھا اور وہ بھی تم پر ظلم کرنے میں قائم رہے کہا ہاں جی ہاں پھر پوچھا اس کے بعد بھی کوئی ہوا۔ آدمی پریشان ہو گیا اس کا کلام خلط ملط ہو گیا (یعنی بڑبڑا گیا) پھر سفاح نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں اگر اس جگہ پہ میرا یہ پہلا خطبہ نہ ہوتا اور پہلے میں بھی سوال آیا نہ ہوتا تو ضرور تیرے سر کو اڑا دیتا جس میں تیری آنکھیں ہیں پھر کہا بیٹھ جا اور خطبہ سن۔

منصور کی ذہانت اور سمجھ

(۶۵) منصور کے متعلق ہمیں یہ خبر پہنچی کہ وہ اپنے شہر کے ایک قبے میں بیٹھا ہوا تھا تو ایک شخص بڑا غمگین پریشان نظر آیا جو راستوں میں چکر لگاتا پھر رہا تھا منصور نے اس

کے پاس پیغام بھیجا پھر اس سے اس کی حالت دریافت کی آدمی نے اس کو خبر دی کہ وہ تجارت کے لئے گیا تھا بہت مال کا فائدہ ہوا اور مال لے کر گھر لوٹا اور اپنی اہلیہ کو دے دیا پھر اس کی بیوی نے کہا کہ مال گھر سے چوری ہو گیا لیکن نہ کوئی سوراخ دکھائی دیتا ہے نہ ہی کوئی چھت میں شگاف منصور نے اس کو کہا شادی کو کتنا عرصہ ہوا ہے کہا ایک سال پوچھا کیا وہ کنواری ہے کہا نہیں کیا تیرے سوا کسی سے کوئی اولاد ہے کہا نہیں پوچھا جوان ہے یا بوڑھی جواب دیا جوان ہے منصور نے اس کے لئے ایک خوشبو کی شیشی منگوائی جو منصور کے لئے بنوائی جاتی تھی بڑی عجیب قسم کی وہ شیشی منصور نے اس کو دے دی اور کہا یہ خوشبو استعمال کر تیرے غم کو دور کر دے گی جب وہ شخص منصور کے پاس سے نکلا منصور نے چار با اعتماد آدمیوں کو کہا تم میں سے ہر ایک شہر کے ایک ایک دروازے پر بیٹھ جائے جو بھی ایسا شخص گذرے جس سے یہ خوشبو محسوس ہو رہی ہو تو اس کو میرے پاس لے آنا اور وہ خوشبو ان کو بھی سونگھا دی۔

اور وہ مغموم آدمی یہاں سے نکلا اس خوشبو کو ساتھ لے کر گھر جا کر اپنی بیوی کو وہ شیشی دے دی اور کہا کہ یہ امیر المومنین نے مجھے عطا کی ہے جب عورت نے خوشبو سونگھی تو بعد میں ایک آدمی کو بھیج دی جس کے ساتھ وہ محبت رکھتی تھی اور مال بھی اسی کو دیا تھا اور کہا کہ یہ خوشبو استعمال کیجئے۔ امیر المومنین نے میرے شوہر کو تحفہ میں دی ہے آدمی نے خوشبو لگائی اور شہر کے کسی دروازے کے پاس سے جب گذرا تو مقررہ نگہبان نے وہ خوشبو اس سے محسوس کی اور پکڑ لیا اور خلیفہ کے پاس لے آیا منصور نے اس سے پوچھا کہ کہاں سے یہ خوشبو حاصل کی بڑی عجیب غریب اور پسندیدہ ہے کہا خریدی ہے پوچھا کس سے خریدی ہے۔ آدمی پریشان ہو گیا اور اپنے کلام میں ہڑبڑا گیا سٹپٹا گیا۔ منصور نے سپاہی کو بلایا اور کہا اس کو پکڑ لے اگر اتنے اتنے دنانیر حاضر کر دے تو چھوڑ دینا ورنہ ایک ہزار کوڑے اس کو مارنا بغیر کسی پوچھ گچھ کے۔ جب منصور کے پاس سے چلے گئے تو سپاہی کو بلایا اور کہا کہ اسے خوفزدہ کر اور تلوار کو ننگی کر کے ڈرا لیکن مارنا نہیں جب تک مجھ سے مشورہ نہ کر لے سپاہی چلا گیا اور قید میں اس کو ڈال دیا اور جب اس کو ڈرایا دھمکایا تو اس نے اشرفیاں واپس کرنے کا یقین دلایا اور اسی طرح واپس کر دیں سپاہی نے منصور کو اس کی اطلاع دی خلیفہ منصور نے مالک کو بلایا اور کہا کہ اگر میں تجھ پر تیرے دینار واپس لوٹا دوں تو کیا تو مجھ کو اپنی بیوی کے بارے میں فیصلہ کرنے کا موقع دے گا۔ اس نے کہا جی ہاں خلیفہ نے فرمایا لے یہ تیرے دینار

ہیں اور میں تیری بیوی کو تیری طرف سے طلاق دیتا ہوں پھر اس کو عورت کی خبر سنائی۔

(۶۶) مبارک طبری ابو عبید اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابو جعفر نے منصور یزید بن اسید سے تنہائی میں گفتگو کی اور دریافت فرمایا اے یزید! ابو مسلم کے قتل کے متعلق تیری کیا رائے ہے کہا میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ اسے قتل کروادیں اور اللہ کا قرب حاصل کریں اونٹ قربان کر کے، اللہ کی قسم آپ کا ملک سلامت نہیں رہ سکتا اور نہ آپ اطمینان سے زندگی بسر کر سکتے جب تک وہ باقی ہے۔

خلیفہ منصور نے یزید سے بڑی سخت نفرت کا اظہار کیا (یزید کہتے ہیں) میں نے گمان کیا کہ وہ مجھ پر ابھی حملہ کر دیں گے پھر خلیفہ نے کہا اللہ تیری زبان کاٹ دے تیرے دشمنوں کو تجھ پر خوش کرے تو اس شخص کے قتل کا اشارہ کرتا ہے جو لوگوں میں سب سے زیادہ ہمارا مددگار ہے ہمارے دشمن پر سب سے سخت اور بھاری ہے بہر حال خدا کی قسم اگر میری یادداشت میں تیرے احسانات پہلے والے نہ ہوتے اور یہ کہ میں تیری ان باتوں کو لغو بکواس نہ شمار کرتا تو تیری گردن اڑا دیتا۔ کھڑا ہو جا اللہ تیرے قدموں کو کھڑے ہوتے جیسا نہ رکھے یزید کہتے ہیں میں کھڑا ہو گیا اور میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھایا ہوا تھا میں نے تمنا کی کاش میں زمین میں دھنس جاؤں۔ لیکن جب بعد میں ابو مسلم کو قتل کر دیا تو مجھ کو کہا اے یزید کیا یاد ہے جس دن میں نے تجھ سے مشورہ کیا تھا میں نے عرض کیا ہاں فرمایا خدا کی قسم تیری رائے ایسی تھی جس میں کوئی شک نہیں تھا۔ لیکن میں نے اس بات سے خوف کیا کہ بات آپ سے ظاہر ہو جائے اور میرا منصوبہ خاک آلود ہو جائے۔

خلیفہ مہدی کی ذہانت

(۶۷) قاسم بن محمد بن خداد، علی بن صالح سے روایت کرتے کہ میں مہدی کے پاس تھا ان سے شریک بن عبداللہ قاضی ملنے آئے مہدی نے ارادہ کیا کہ انہیں خوشبو سونگھائی جائے (خادم کو حکم دیا تو وہ ایک بجانے کا آلہ اٹھا لایا کیونکہ اسے بھی عود کہتے ہیں اور مہدی نے عود (خوشبو) لانے کا حکم دیا تھا تو مہدی نے اسے شریک کی گود میں رکھ دیا شریک نے دریافت کیا اے امیر المومنین یہ کیا ہے۔ فرمایا سپاہیوں نے کل رات کسی سے پکڑا ہے تو

میں نے پسند کیا کہ اس کا توڑنا قاضی کے ہاتھوں سے ہو جائے شریک نے کہا اللہ آپ کو جزائے خیر دے پھر شریک نے اس کو توڑ دیا۔

پھر کلام میں نئے سرے سے شروع ہو گئے اور وہ معاملہ بھلا دیا گیا پھر مہدی نے شریک کو کہا آپ کا ایسے شخص کے بارے میں کیا کہنا ہے جو کسی کام پر وکیل بنایا جائے لیکن وہ دوسری چیز لے آئے اور وہ چیز ضائع ہو جائے فرمایا وکیل ضامن ہو گا خلیفہ نے کہا اے خادم ضمان ادا کرو اس کی کیونکہ یہ تمہاری وجہ سے شریک قاضی کے فیصلہ سے توڑی گئی ہے۔

(۴۸) محمد بن فضل بعض اہل ادب سے اور وہ حسن وصیف سے روایت کرتے ہیں کہ مہدی لوگوں کی عام مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے ایک آدمی آیا اور آپ کے پاس ایک جوتا لایا جو اس کے ہاتھ میں رومال میں لپٹا ہوا تھا کہنے لگا اے امیر المومنین یہ رسول اللہ ﷺ کا جوتا مبارک ہے یہ میں آپ کو ہدیہ دیتا ہوں مہدی نے کہا لے آ اس نے جوتا آپ کو دے دیا مہدی نے اس کے اندرونی حصہ کو چوما اور اپنی آنکھوں پر رکھا اور آدمی کے لئے دس ہزار درہم کا حکم فرمایا جب آدمی درہم لے کر چلا گیا تو اپنے ساتھیوں سے کہا تم لوگ کیا سمجھتے ہو کہ میں نہیں جانتا کہ نبی ﷺ نے اس کو دیکھا بھی نہ ہو گا چہ جائے کہ اس کو پہنا ہو لیکن اگر ہم اس کی تکذیب کرتے تو لوگوں سے کہتا پھرتا میں امیر المومنین کے پاس جوتا لایا عظیم ذات کا اور مہدی نے اس کو رد کر دیا اور ان کی تصدیق اور حمایت کرنے والے اس کی بات کو رد کرنے والوں سے زیادہ ہوتے اس لئے کہ عوام کی عادت ہی یہ ہے کہ وہ ان جیسے واقعات میں بڑے مائل ہوتے ہیں اور ضعیف کی قوی پر مدد کرتے ہیں اگرچہ وہ ضعیف کمزور ظالم ہی کیوں نہ ہو تو اس طرح ہم نے اس کی زبان کو خرید لیا اور اس کے ہدیہ کو قبول کر لیا اس کی بات کی تصدیق کی۔ جو کام کیا اس کو زیادہ کامیاب ہونے والا اور قوی دیکھا۔

خلیفہ معتضد باللہ کی ذہانت

وہ احمد بن امیر ابو احمد الموفق ہیں لقب ناصر دین اللہ اور ابو احمد کے والد کا نام محمد ہے کچھ لوگ کہتے ہیں طلحہ بن جعفر متوکل علی اللہ بن معتصم بن ہارون رشید ابو العباس معتضد باللہ سن ۲۰۰ھ میں یا دوسرے قول کے مواقف سن ۲۴۳ھ میں پیدا ہوئے ان کی والدہ ان

کے والد کی باندی تھی۔ گندم گوں رنگ کمزور جسم والے درمیانے قد والے تھے داڑھی مبارک کے شروع حصہ میں بڑھاپے کے آثار تھے اور سر مبارک میں سفید تل تھا آپ کی خلافت پر پیر کے دن رجب کی انیس تاریخ ۲۷۹ھ کو بیعت کی گئی اور عبداللہ بن وھب بن سلیمان کو وزیر بنایا اسمٰعیل بن اسحاق اور یوسف بن یعقوب اور ابن ابی شوارب کو قاضیوں کا عہدہ سپرد کیا۔ اور آپ کے چچا خلیفہ معتمد باللہ کے زمانے میں خلافت کے امور کمزور پڑ گئے تھے جب معتضد خلیفہ بنا تو خلافت کے شعار اور امور کو قائم کیا اور اس کے میناروں کو بلند کیا اور آپ قریش کے آدمیوں میں سے بڑے بہادر فضیلت رکھنے والے جرأت مند محتاط اور پیش رو آدمی تھے اور ذہانت میں تیز ترین تھے آنے والا واقعہ اور اس کے بعد کے چند واقعات ان کی بے پناہ ذہانت پر دلالت کرتے ہیں۔ خطیب اپنی سند کے ساتھ صافی جرمی خادم سے روایت کرتے ہیں کہ خلیفہ معتضد باللہ شعث منزل کی طرف جا رہے تھے اور میں آپ کے سامنے تھا آپ کا بیٹا مقتدر جعفر اس منزل میں بیٹھا ہوا تھا اور اس کے آس پاس دس خدمت گذار لڑکے تھے اور خلیفہ کے مصاحبین کی اولاد جعفر کے ہم عمر بھی اس کے ساتھ ہی تھے سامنے چاندی کا برتن تھا جس میں انگور کے خوشے تھے اور انگور اس زمانے میں محبوب پھل تھا جعفر ایک دانہ کھاتا پھر اپنے ساتھیوں میں سے ہر ایک کو ایک ایک دانہ دیتا خلیفہ معتضد اس کو چھوڑ کر گھر کے کونے میں پریشان ہو کر بیٹھ گئے۔

صافی جرمی خادم کہتے ہیں کہ میں نے آپ سے پوچھا اے امیر المومنین آپ کو کیا ہو گیا کہا افسوس خدا کی قسم اگر جہنم کا خوف اور شرمندگی وعار کا ڈر نہ ہوتا تو میں اس اپنے بچے کو قتل کر ڈالتا اس لئے کہ اس کے قتل میں امت کے لئے سلامتی ہے میں نے عرض کیا اے امیر المومنین میں آپ کو اس فعل سے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں۔ امیر المومنین نے فرمایا افسوس تجھ پر اے صافی یہ بچہ حد درجہ سخاوت والا ہے جس کا میں نے بچوں کے ساتھ اس کے فعل کا اندازہ لگایا اس لئے کہ بچوں کی عادات سخاوت کے مخالف ہوتی ہے اور یہ تو بڑی سخاوت والا ہے اور لوگ میرے بعد میری اولاد میں ہی سے کسی کو عہدہ خلافت سپرد کریں گے پھر ان کو مکتفی باللہ ہی ملے گا پھر اس کا زمانہ خلافت دیرپا نہیں رہے گا اس مرض کی وجہ سے اور یہ خنزیروں کی بیماری ہے جب میں مر جاؤں گا تو لوگوں کو یہ بچہ جعفر ملے گا اس وقت یہ بیت المال کے تمام اموال لونڈیوں پر خرچ کر دے گا اس کی ان کے ساتھ محبت رکھنے کی

وجہ سے اور انہی کے ساتھ کھیل لہو ولعب میں اس کا زمانہ گذرے گا۔ مسلمانوں کے وسائل ضائع ہو جائیں گے اور سرحدیں غیر محفوظ ہو جائیں گی اور فتنے قتل وقتال حکومت کے باغی اور شرارتیں زیادہ ہو جائیں گی۔

صافی کہتے ہیں خدا کی قسم بالکل اسی طرح میں نے مشاہدہ کیا جیسے فرمایا تھا۔

(۷۰) ابن جوزیؒ معتضد کے کسی خادم سے نقل فرماتے ہیں کہ خلیفہ ایک دن دوپہر کے وقت سور ہے تھے اور ہم اس کی چارپائی کے آس پاس تھے اچانک گھبرا کر بیدار ہو گئے اور ہم کو چیخ ماری ہم آپ کے پاس آئے فرمایا ہلاکت ہو تم پر دجلہ کی طرف بھاگو اور اول کشتی جو پاؤ کہ خالی ہے اور ابھی آئی ہے تو اس کے ملاح کو لے آؤ اور کشتی کی وہاں حفاظت کرو ہم جلدی میں اس کے پاس گئے تو ایک چھوٹی کشتی میں ملاح کو پایا اور کشتی فارغ اور ٹوٹی ہوئی تھی ہم اس کو لے کر خلیفہ کی خدمت میں لے گئے جب خلیفہ نے ملاح کو دیکھا قریب تھا کہ اس کو ختم کر دے لیکن خلیفہ نے اس پر ایک تیز چیخ ماری۔ ملاح کی روح نکلنے کے قریب ہو گئی خلیفہ نے اس کو کہا ہلاکت ہو تجھ پر اے ملعون وہ عورت جس کو تو نے قتل کر دیا آج اس کے ساتھ اپنے قصے کو سچ سچ بیان کر دے ورنہ تیری گردن اڑا دوں گا ملاح بات کو آگے پیچھے کرنے لگا پھر (سچ بیان کر دیا) کہ آج مجھے فلاں عورت کے حسن کا جادو ہو گیا تھا میں اس کے پاس آیا میں نے اس جیسی عورت کبھی نہ دیکھی تھی اور اس پر بڑے عمدہ لباس اور بہت سے زیور اور جواہرات تھے مجھے ان میں لالچ ہو گئی میں نے اس کے ساتھ مکر کیا اور اس کے منہ کو باندھا اور اس کو غرق کر دیا اور تمام زیور اور جواہرات اتار لئے اور اس بات سے خوف کیا کہ اگر میں گھر لوٹوں تو اس عورت کی خبر نہ کسی طرح مشہور ہو جائے تو میں نے واسط شہر کی طرف جانے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ آپ کے خادموں نے مجھے آلیا اور پکڑ کر لے آئے خلیفہ نے کہا زیور وغیرہ کہاں ہیں جواب دیا کشتی کے اگلے حصہ میں چٹائیوں کے نیچے آپ نے حاضر کرنے کا حکم دیا تو لے آئے اور وہ بہت سارا زیور تھا جو کافی مال کے بدلے آتا

خلیفہ نے ملاح کو اسی جگہ غرق کرنے کا حکم دیا جہاں ملاح نے عورت کو غرق کیا تھا اور حکم کیا کہ عورت کے گھر والوں کی منادی کرائی جائے تاکہ حاضر ہوں اور عورت کا مال وصول کر لیں۔ بغداد کے بازاروں اور گلیوں میں تین دن تک منادی ہوئی پھر وارثین مل گئے اور حاضر ہوئے اور خلیفہ نے تمام مال عورت کا ان کے حوالے کر دیا اور کچھ بھی ضائع نہ ہوا۔

پھر خادمین نے پوچھا اے امیر المومنین کیسے آپ کو علم ہوا. فرمایا میں نے اس وقت خواب میں ایک سفید سر سفید داڑھی سفید کپڑوں والا ایک بزرگ دیکھا اور وہ مجھے پکار رہا تھا اے احمد اے احمد پہلے ملاح کو جو ابھی اترا ہے پکڑ لے اور اس سے عورت کی خبر پوچھ جس کو اس نے آج قتل کر دیا ہے اور مال لوٹ لیا ہے اور اس پر سزا جاری کر. باقی تم دیکھ رہے تھے۔

(۷۱) قاضی ابوالحسن محمد بن عبدالواحد ہاشمی ایک بوڑھے تاجر کے متعلق ذکر کرتے ہیں کہ تاجر نے کہا کسی امیر پر میرا مال تھا وہ مجھ سے ٹال مٹول کرتے رہتے اور میرا حق نہ دیتے اور جب بھی مطالبہ کرتا تو روک لیتے اور اپنے خادموں کو حکم دیتے وہ مجھے تکلیفیں پہنچاتے میں نے اس بات کی وزیر کو شکایت کی اس نے بھی کچھ فائدہ نہ دیا پھر حکومت والوں کو کہا وہ بھی اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے اس سے مزید ان کا انکار اور ہٹ دھرمی بڑھ گئی تو میں ان پر اپنے مالوں سے مایوس ہو گیا اور مجھے اس کا غم لاحق ہو گیا میں بڑا پریشان تھا کہ کس کو شکایت کروں تو مجھے ایک آدمی نے کہا تو فلاں درزی کے پاس کیوں نہیں جاتا جو وہاں مسجد کا امام ہے میں نے کہا یہ درزی ان ظالموں کے ساتھ کیا کرے گا جب کہ حکومت والے اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے آدمی نے کہا وہ درزی ان کا بہت کچھ کرے گا. جن کے پاس تو نے شکایت کی ہیں ان سے زیادہ حق دلوانے والا خوف پیدا کرنے والا آدمی ہے جا اس کے پاس شاید وہاں کوئی راستہ پالے تاجر کہتے ہیں میں نے اس کا ارادہ کر لیا اگرچہ میں اس کے معاملے میں زیادہ مطمئن نہ تھا میں نے اس سے اپنی حاجت ذکر کی اور مال کا اور ان مظالم کا تذکرہ کیا جو انہوں نے مجھ پر ڈھائے تھے وہ میرے ساتھ اٹھ کر چل پڑا امیر نے اس کو دیکھا تو کھڑا ہو گیا اور اکرام اعزاز سے پیش آیا اور میرا حق ادا کرنے میں بڑی جلدی کی اور پورا پورا بغیر کسی کمی کے ادا کر دیا جیسے کوئی بڑا معاملہ نہ ہو صرف درزی نے اتنی بات کی کہ اس آدمی کا حق ادا کر دو ورنہ میں اجازت دیتا ہوں اسی سے امیر کا رنگ تبدیل ہو گیا اور میرا حق پورا پورا ادا کر دیا

تاجر کہتے ہیں میں اس درزی کی کمزور حالت اور جسم کو دیکھتے ہوئے بڑا تعجب میں پڑا کہ کیسے امیر نے اس کی اطاعت کی پھر میں نے درزی کی خدمت میں کچھ مال پیش کیا اس نے کچھ بھی قبول نہ کیا اور کہا کہ اگر میں ان چیزوں کا ارادہ کرتا تو میرے پاس بے شمار اموال ہوتے میں نے اس کی خبر دریافت کی اور اپنا اس کے بارے میں تعجب ذکر کیا اور بتانے کا بڑا اصرار کیا پھر وہ کہنے لگا

اس کا سبب یہ ہے ہمارے پڑوس میں ایک ترکی امیر حکومت کے بڑے آدمیوں میں سے رہتا تھا بڑا خوبصورت جوان آدمی تھا ایک مرتبہ ایک حسین عورت کے پاس سے اس کا گذر ہوا جو غسل خانے سے نکلی تھی اس کے جسم پر بڑے عمدہ قیمتی کپڑے تھے یہ جوان عورت کی طرف کھڑا ہوا نشے کی حالت میں تھا جاکر عورت سے لپٹ گیا اس سے برا فعل کرنے کا ارادہ رکھتا تھا اور اپنے گھر کھینچ کر لے جانے لگا اور یہ انکار کر رہی تھی اور تیز آواز سے چیخ رہی تھی اے مسلمانو میں خاوند والی عورت ہوں اور یہ شخص مجھ سے برا ارادہ رکھتا ہے اور گھر لے جانا چاہتا ہے اور میرے شوہر نے طلاق کی قسم اٹھا رکھی ہے اگر میں کسی اور کے گھر میں رات گذاروں اگر میں نے رات گذاری اس کے پاس میں طلاق والی ہو جاؤں گی جس کی وجہ سے ایسی شرمندگی مجھے لاحق ہوگی جس کو زمانہ دور نہ کر سکے گا اور نہ میرے آنسو اس کو دھو سکیں گے۔

درزی کہنے لگا میں آدمی کی طرف کھڑا ہوا اور اس کو روکا عورت کو اسکے ہاتھوں سے چھڑانے کا ارادہ کیا اس نے مجھے ایک ڈنڈا مارا جو اس کے ہاتھوں میں تھا میرا سر زخمی ہو گیا عورت پر غالب آگیا اور جبراً اس کو اپنے گھر لے گیا میں واپس لوٹا اور سر سے خون صاف کیا پٹی باندھی لوگوں کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی پھر میں نے جماعت کو کہا فلاں شخص نے جو میرے ساتھ کیا اور عورت کے ساتھ وہ تم جانتے ہو چلو اٹھو میرے ساتھ اس کو روکیں اور عورت کو اس سے چھڑائیں لوگ میرے ساتھ کھڑے ہو گئے اور اس کے گھر پر یلغار کر دی لیکن اس کے غلام ہم پر ڈنڈے ہتھوڑے لے کر حملہ آور ہو گئے اور جماعت کے لوگوں کو مارنا شروع کر دیا مجھے بھی ایک سخت چوٹ ماری جس سے خون نکل آیا اور ہم اس کے گھر سے نکال دیئے گئے ہم بڑی ذلت آمیز حالت میں تھے میں گھر کی طرف لوٹا تکلیف اور زیادہ خون نکلنے کی وجہ سے میں راستہ بھی نہ پا رہا تھا جاکر بستر پر لیٹ گیا لیکن نیند نہ آئی بڑا پریشان ہوا کہ کیا کروں جس سے عورت کو اس کے ہاتھوں سے چھڑاؤں تاکہ اپنے گھر لوٹ کر اپنے گھر رات گذارے اور اس پر طلاق واقع نہ ہو تو میرے دل میں یہ بات آئی کہ صبح کی اذان دے دوں رات ہی میں تاکہ وہ ظالم آدمی گمان کرے کہ صبح ہو چکی ہے اور عورت کو گھر سے نکال دے اور وہ اپنے شوہر کی طرف چلی جائے تو میں مینارے پر چڑھا اور اس کے گھر کے دروازے کی طرف دیکھنے لگا اور اپنی عادت کے مطابق اذان سے پہلے باتیں کرنے لگا اصل

میں میں دیکھ رہا تھا کہ عورت نکل چکی ہے یا نہیں پھر میں اذان دوں تو میں نے اذان دے دی لیکن عورت نہ نکلی میں نے پکا ارادہ کر لیا کہ اگر عورت نہ نکلی تو اقامت کہنے لگ جاؤں گا تا کہ صبح یقینی ہو جائے میں یہی دیکھ رہا تھا کہ عورت نکلی ہے یا نہیں اچانک راستے شہسواروں اور پیدل یا آدمیوں سے بھر گئے اور وہ کہہ رہے تھے کہاں ہے وہ شخص جس نے اس وقت اذان دی ہے میں نے کہا میں ہوں یہاں میرا ارادہ تھا کہ وہ میری مدد کریں گے انہوں نے کہا اتر جا میں اترا تو کہنے لگے چلو امیر المومنین کو جواب دو انہوں نے مجھے پکڑا اور لے چلے میں اپنا کچھ نہ کر سکا یہاں تک امیر المومنین کے پاس پہنچا دیا جب میں نے دیکھا کہ وہ خلافت کی جگہ بیٹھے ہوئے ہیں تو میں خوف سے کانپ گیا اور بری طرح گھبرا گیا فرمایا قریب ہو جا میں قریب ہو گیا کہا اپنے خوف کو سکون دلا اور قلب کو مطمئن کر امیر المومنین بڑی ملائمت نرمی سے پیش آتے رہے یہاں تک میں مطمئن ہو گیا اور میرا خوف چلا گیا پھر پوچھا کیا آپ ہی ہیں جس نے اس وقت اذان دی ہے میں نے عرض کیا جی ہاں امیر المومنین پھر دریافت فرمایا کس چیز نے تجھ کو اس وقت اذان دینے پر اکسایا جب کہ رات کا بقیہ حصہ گذرے ہوئے سے زیادہ باقی ہے تو نے دھوکہ میں مبتلا کر دیا روزے داروں نمازیوں مسافروں (کو شک میں ڈال دیا ہے) میں نے عرض کیا اے امیر المومنین مجھے امن دیجئے تا کہ میں اپنا قصہ آپ سے بیان کروں فرمایا تو امن میں ہے تو میں نے انکو اپنا قصہ بیان کیا درزی کہتے ہیں کہ امیر المومنین سخت غضبناک ہو گئے اور اس امیر اور عورت کو حاضر کرنے کا حکم فرمایا کسی بھی حالت پر ہوں۔ تو دونوں حاضر کر دیئے گئے تو عورت کو شوہر کے پاس دوسری عورتوں کے ساتھ بھیج دیا گیا جو بڑی با اعتماد تھیں اور ان کے ساتھ ایک با اعتماد آدمی بھی تھا اور اس کو حکم کر دیا کہ اسکے شوہر کو (امیر المومنین) کی طرف سے عورت کو معاف کرنے، درگذر کرنے اور اسکے ساتھ احسان کرنے کا حکم دے دے اس لئے کہ اسکے ساتھ زبردستی کی گئی ہے یہ مجبور ہے۔

اس کے بعد امیر المومنین اس جوان کی طرف متوجہ ہوئے دریافت فرمایا تیری کتنی روزی ہے۔ اور کتنا مال ہے۔ اور کتنی باندیاں اور بیویاں ہیں اس نے بہت چیزیں ذکر کیں امیر المومنین نے فرمایا ہلاکت ہو تجھ پر جو اللہ نے تجھے دیا ہے کیا وہ کافی نہیں ہے۔ کہ تو نے اللہ کی حرمت کو توڑا اور اس کی حدود سے تجاوز کیا اور رہنمائی کرنے والے پر بھی جرأت کی۔

اور وہ بھی تجھ کو کافی نہ ہوا یہاں تک کہ تو نے ایسے شخص کو مارا اور توہین کی خون آلود کیا جس نے تجھے اچھی بات کا حکم کیا۔ بری بات سے روکا لیکن اس کا کوئی جواب نہ تھا۔

خلیفہ نے حکم صادر فرمایا اس کے پاؤں میں زنجیریں اور گلے میں طوق ڈال دیا گیا پھر حکم کیا تو اون کی کھال میں ڈال دیا گیا (تاکہ گرمی لگے) پھر حکم کیا تو کوڑوں سے سخت پٹائی لگائی گئی یہاں تک کہ میں خوف کرنے لگا (اس کی جان چلے جانے کا) پھر خلیفہ نے حکم فرمایا کہ اس کو دریائے دجلہ میں ڈال دیا جائے یہ اس کی آخری سزا تھی۔ پھر ایک سپاہی کو حکم دیا کہ جو بھی اس کے گھر سے مال اور دوسری چیزیں جن کو اس نے بیت المال سے حاصل کیا تھا حاضر کی جائیں پھر خلیفہ نے اس نیک درزی کو فرمایا جب بھی آپ کسی بڑے یا چھوٹے غلط کام کو دیکھیں اگرچہ اس کے بارے میں کیوں نہ ہو (پھر اشارہ کیا سپاہی کی طرف) تو مجھے بتلا اگر ملنے کا اتفاق ہو سکے تو صحیح ورنہ تیرے میرے درمیان اذان علامت ہے لہذا آپ اذان دے دینا کسی بھی وقت خواہ ایسا ہی وقت کیوں نہ ہو۔

درزی فرماتے ہیں کہ لہذا اسی وجہ سے میں سرکاری لوگوں کو کوئی حکم نہیں دیتا لیکن وہ فوراً اطاعت کرتے ہیں اور جس چیز سے بھی منع کرتا ہوں معتضد سے خوفزدہ ہو کر چھوڑ دیتے ہیں اور اب تک اس وقت کی شکل میں اذان دینے کی ضرورت نہیں پڑی۔

(۷۲) ابو بکر بن محمد بن عبد الباقی، قاسم بن علی بن محسن سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے والد سے کہ ہمیں خبر پہنچی کہ معتضد باللہ ایک دن کسی گھر میں بیٹھے تھے جو ان کے لئے بنایا جا رہا تھا آپ مزدوروں کو دیکھ رہے تھے ان میں ایک سیاہ فام غلام کو دیکھا بد شکل بہت مذاق کرنے والا سیڑھیوں پر دو دو درجہ پھلانگ رہا تھا لوگوں سے دگنا بوجھ اٹھا رہا تھا خلیفہ کو اس کا معاملہ ناپسند آیا اور اسے حاضر کرنے کا حکم دیا اور اس کا سبب دریافت کیا تو وہ بوکھلا گیا پھر خلیفہ نے احمدون سے جو پاس ہی کھڑا ہوا تھا دریافت کیا تیرے دل میں اس کے متعلق کیا رائے ہے۔ احمدون نے کہا کون ہوتا ہے۔ جس کے بارے میں آپ فکر کریں شاید کوئی بال بچے نہیں ہیں خالی دل ہے (اس لئے ایسا کر رہا ہے) خلیفہ نے فرمایا افسوس تجھ پر میں نے تو اس کے بارے میں ایک اندازہ لگایا ہے جو غلط نہیں سمجھتا یا تو اس کے پاس اشرفیاں ہیں بغیر کسی مشقت کے اچانک مل گئی ہیں یا چور ہے جو اپنے آپ کو مزدوری کر کے چھپا رہا ہے احمدون نے خلیفہ سے کہا چھوڑیں آپ اس معاملہ کو لیکن خلیفہ نے فرمایا سیاہ شخص کو حاضر کیا جائے

لہذا حاضر کر دیا گیا (پوچھ گچھ کی کچھ نہ بتایا تو کوڑے مارنے والے کو حکم دیا) کوڑے مارنے والا مارتا رہا یہاں تک کہ سو کوڑے مار دیئے (لیکن کچھ نہ بتایا) خلیفہ نے کہا وہ اقرار کروائے گا اور قسم اٹھائی کہ اگر سچ نہ بیان کرے گا تو اس کی گردن اڑا دی جائے گی لہذا جلاد اور چمڑا منگوالیا۔ سیاہ فام نے کہا مجھے امن دیجئے میں بتاتا ہوں خلیفہ نے کہا تجھے امن ہے مگر اس چیز میں جس کے اندر حد واجب ہو لیکن وہ نہ سمجھا اور خیال کیا شاید مجھے حد سے بھی امن ہو گئی ہے کہنے لگا کہ میں کئی سالوں سے اینٹوں کے بھٹے پر کام کرتا تھا اور چند مہینوں سے میں وہاں بیٹھنے لگا تھا ایک مرتبہ میرے پاس سے ایک آدمی گذرا اور اس کی کمر میں تھیلی بندھی ہوئی تھی میں اس کے پیچھے چل پڑا وہ بھٹے کے کسی آس پاس کونے میں بیٹھ گیا لیکن وہ میری جگہ نہ پہچان سکا اس نے تھیلی کھولی اور اس سے ایک دینار نکالا میں نے غور سے دیکھا تو وہ سارے دینار تھے میں نے اس پر حملہ کر دیا اور اس کی مشکیں کس دی اور منہ کو بند کر دیا اور تھیلی لے لی اور اس کو اپنے کندھوں پر اٹھایا اور بھٹہ کے کسی سوراخ میں ڈال دیا اور مٹی سے اس کو بند کر دیا بعد میں ہڈیاں نکال کر دریائے دجلہ میں پھینک دیں اور دینار میرے پاس ہیں جن سے میرا دل قوی ہوتا ہے معتضد نے حکم کیا کہ اشرفیاں اس کے گھر سے لائی جائیں، اس پر لکھا ہوا تھا فلاں ابن فلاں اس کے نام کی شہر میں منادی کرائی گئی ایک عورت کہہ رہی تھی یہ میرا شوہر ہے اور یہ بچہ اسی سے ہے فلاں وقت میں نکلا تھا اس کے ساتھ ہزار اشرفیوں کی تھیلی تھی اور اب تک غائب ہے لہذا اشرفیاں اس کے حوالے کر دی گئیں اس کو عدت گزارنے کا حکم دیا اور حبشی کی گردن اڑا دی گئی اور حکم دیا کہ اس کا جسم بھٹی میں ڈال دیا جائے۔

(۷۳) محسن تنوخی فرماتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ معتضد باللہ رات کو کسی حاجت کے لئے کھڑے ہوئے تو کسی بے ریش لڑکے کو دیکھا کہ دوسرے کسی بے ریش لڑکے کی پیٹھ سے اترا اور چوپاؤں کی طرح چلتا ہوا لڑکوں کے درمیان غائب ہو گیا معتضد آئے اور ہر ایک کے دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھتے رہے تو جب اس لڑکے کے دل پر ہاتھ رکھا تو وہ بری طرح گھبرا گیا پھر پاؤں سے اس کو ٹھوکر ماری اور سزا دینے کے آلات منگوائے اور اقرار کروایا اور قتل کر دیا۔

(۷۴) محسن نے فرمایا کہ ہمیں معتضد باللہ کے متعلق خبر ملی کہ کسی دن اس کے خادموں میں سے ایک خادم آیا اور یہ خبر دی کہ وہ دجلہ کے کنارے کھڑا تھا تو ایک شکاری کو

دیکھا اس نے اپنا جال ڈالا تو وہ بوجھل ہو گیا اس کو کھینچا تو اس میں ایک چمڑے کا تھیلا نکلا شکاری نے مال سمجھا اس کو کھولا دیکھا تو اس میں اینٹیں ہیں اور اینٹوں کے درمیان ہاتھ ہے جو مہندی سے رنگا ہوا ہے خلیفہ نے حکم فرمایا تو چمڑہ اینٹیں اور ہاتھ حاضر کر دیئے گئے معتضد سخت غمگین ہوا اور کہا شکاری کو کہو کہ جال کو اسی جگہ کے آگے پیچھے اور ڈالو شکاری نے جال ڈالا تو دوسرا چمڑا نکلا اس میں ٹانگ تھی پھر دوبارہ کچھ اور تلاش کیا مگر کچھ نہ نکلا معتضد بڑا غمگین ہوا میرے باوجود کون انسانوں کو قتل کرتا ہے اور اعضاء کو کاٹتا ہے اور جدا جدا کر دیتا ہے اور میں اس کو نہیں جان سکتا کیا ہے یہ بادشاہی رلوی کہتے ہیں سارا دن خلیفہ نے کچھ نہ کھایا جب دوسرا دن آیا تو اپنے ایک با اعتماد آدمی کو حاضر کیا اور اس کو چمڑے کا خالی تھیلا دیا اور فرمایا جو بھی بغداد میں چمڑے کا تھیلا بناتے ہوں ان کے پاس چکر لگاؤ اگر کوئی اس کو پہچان لے تو سوال کر کہ کس نے اس سے خریدا ہے جب وہ خریدنے والے کا بتادے تو اس سے پوچھ اس نے آگے کس کو فروخت کیا ہے آدمی تین دن غائب رہا اور آیا بتایا کہ میں برابر چمڑے والوں کو تلاش کرتا رہا یہاں تک کہ اس چمڑے کے تھیلے کو اس کے بنانے والے نے پہچان لیا اس سے خریدنے والے کا پوچھا تو بتایا کہ اس نے ایک عطار کو فروخت کیا جو یحیٰ نامی بازار میں رہتا ہے میں اس کے پاس گیا اور اس کو پیش کیا تو کہا ہلاکت ہو تجھ پر کیسے یہ تھیلا تیرے ہاتھوں لگا میں نے کہا کیا تو اس کو پہچانتا ہے کہا جی ہاں مجھ سے فلاں ہاشمی نے تین دن پہلے خریدا تھا اور یہ دس تھیلے تھے اور مجھے نہیں علم کس چیز کے لئے اس کا ارادہ تھا اور یہ بھی انہی میں سے ہے میں نے کہا وہ ہاشمی کون ہے۔ کہا وہ علی بن ربطہ کی اولاد میں سے ہے اور وہ مہدی کی اولاد میں سے ہے اس کو بڑا آدمی کہا جاتا ہے مگر یہ لوگوں میں سب سے بڑا شر پسند، ظالم اور فسادی، مسلمانوں کی عورتوں کے لئے مکر کرنے میں سب سے آگے لوگوں میں کوئی نہیں جو اس کی خبر معتضد کو پہنچا سکے اس کی برائی کے ڈر سے اور اس کی مال اور سرکار پر قدرت کی وجہ سے اس طرح وہ برائی بیان کرتا رہا اور میں سنتا رہا یہاں تک کہ یہ بات بھی بتائی کہ وہ چند سالوں سے فلاں گانے والی پر عاشق ہے اور وہ فلاں گانے والی کی باندی ہے اور نقشیں اشرفی کی طرح اور چاند کی طرح بے پناہ حسن والی ہے، میں نے اس کے دام آقا سے لگائے تھے لیکن وہ راضی نہ ہوئی اور چند دنوں سے اس کو اطلاع ملی ہے کہ اس کی آقا فلاں خریدنے والے کو جس نے ہزاروں دینار لگائے ہیں اس کو بیچنا چاہتی ہے تو وہ اس کی آقا کے پاس گیا اور کہا تو

اس کو تین دن کے لئے مجھے دے ورنہ اچھانہ ہوگامالکہ نے خوف کر کے حوالہ کر دی جب تین دن گذر گئے تو اس کو غائب کر دیااور غصب کر لی اس کی کوئی خبر معلوم نہ ہو سکی اس نے دعوی کیاکہ وہ بھاگ گئی ہے اور پڑوسی کہنے لگے اس نے قتل کر دیا ہے دوسرے لوگ کہنے لگے کہ اس ہی کے پاس ہے اس کی آقا اس پر بہت رونے دھونے لگی اور اس کے دروازے کے پاس آئی اور چیخی چلاتی اور اپنا چہرہ کالا کر لیا لیکن اس کو کسی ترکیب نے فائدہ نہ دیا۔

جب معتضد نے یہ ماجرا سنا تو معاملے کے ظاہر ہو جانے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور فوراً ہاشمی پر چھاپہ مارنے والوں کو بھیجا اور مالکہ کو بھی بلوایا اور ہاتھ اور ٹانگ ہاشمی کو دکھائی تو خوف کی وجہ سے ہاشمی کا رنگ بدل گیا اور ہلاک ہونے کا یقین کر لیا اور اعتراف کر لیا معتضد باللہ نے مالکہ کو بیت المال سے باندی کی قیمت ادا کرنے کے لئے حکم فرمایا اور بھیج دیا پھر ہاشمی کو قید کر لیا کہا جاتا ہے وہ پھانسی دے دیا گیا یہ بھی کہا جاتا ہے کہ قید ہی میں مر گیا

عضد الدولہ کی ذہانت

(۷۵) روایت کی گئی ہے کہ ایک آدمی بغداد کی طرف حج کے لئے آیا اس کے پاس موتیوں کا ہار تھا جو ہزار دینار کے برابر تھا بیچنے کی بڑی کوشش کی لیکن بکا نہیں تو ایک عطار کے پاس آیا جو بڑا نیک مشہور تھا اس کے پاس امانت کی صورت میں رکھوا دیا پھر حج کیا اور لوٹ آیا اس کے لئے تحفہ بھی لایا لیکن عطار نے اس کو کہا کون ہے تو۔ اور کیا ہے یہ۔ کہا میں وہی ہار والا تو ہوں جس نے تیرے پاس وہ اماناتر کھوا یا تھا اس نے حاجی سے کوئی بات نہ کی اور سینے پر مارا اور دکان سے نکال دیا اور کہا تو مجھ پر ایسی چیز کا دعوی کرتا ہے لوگ اکٹھے ہو گئے اور حاجی کو کہنے لگے افسوس تجھ پر یہ نیک آدمی ہے کسی چیز کا دعوی کرنے کے لئے تجھے یہی ملا ہے حاجی بڑا پریشان ہوا اور اس کی طرف واپس بھی گیا مگر گالیوں اور مار کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا اس کو کسی نے کہا اگر تو عضد الدولہ کے پاس چلا جائے تو وہ ان چیزوں میں بڑی ذہانت رکھتا ہے لہذا اس نے اپنا قصہ لکھا اور اس کو سرکنڈے کی نلی میں رکھ کر عضد الدولہ کے پاس پہنچا دیا اس نے اس کو آواز لگائی تو حاجی آ گیا اور عضد الدولہ نے حالت کے متعلق سوال کیا اس نے اپنے واقعہ کی خبر دی کہا تو عطار کی دوکان کو صبح کے وقت چلا جا اور اس کی دکان پر بیٹھ جا اگر وہ منع

کرے تو سامنے والی دکان پر بیٹھ جانا صبح سے شام تک بیٹھے رہنا لیکن کوئی کلام نہ کرنا اس طرح تین دن تک کرتا رہ اور چوتھے دن میں تیرے پاس سے گذروں گا سلام کروں گا اور کھڑا ہو جاؤں گا لیکن تو نے کھڑا نہیں ہونا اور نہ ہی سلام کے جواب سے زیادہ کوئی بات کرنا ہے جس بات کا سوال کروں صرف جواب پر اکتفا کرنا ہے جب میں واپس ہو جاؤں تو پھر اس پر ہار کا ذکر کر پھر مجھے بتلا کیا کہتا ہے اگر دیتا ہے تو اسے بھی لے آنا۔

تو وہ حاجی عطار کی دکان پر آیا تاکہ وہاں بیٹھ جائے عطار نے اس کو منع کر دیا پھر سامنے تین دن تک بیٹھتا رہا جب چوتھا دن ہوا تو عضد الدولہ بڑے عظیم لشکر کے ساتھ گذرا جب حاجی کو دیکھا تو ٹھہر گیا اور سلام کیا حاجی نے بغیر حرکت کئے وعلیکم السلام کہہ دیا عضد الدولہ نے کہا آپ ہمارے پاس کیوں نہیں آتے اور نہ ہی اپنی ضروریات ہم کو بتاتے حاجی نے کہا دیکھا جائے گا۔ اور پوری اچھی طرح بات نہ کی اور عضد الدولہ اس سے سوال کرتا رہا اور شرمندہ ہوتا رہا۔ وہ بھی کھڑا ہے اور پورا لشکر بھی کھڑا ہوا ہے اور عطار پر خوف کی وجہ سے بے ہوشی طاری ہے پھر جب عضد الدولہ لشکر سمیت واپس ہو گیا تو عطار حاجی کے پاس آیا اور کہا افسوس تجھ پر تو نے مجھے کب ہار دیا ہے اور وہ کس چیز میں لپٹا ہوا ہے مجھے یاد دلا شاید یاد آ جائے حاجی نے کہا وہ ایسا ایسا ہے عطار کھڑا ہوا اور تلاش کیا پھر اپنے پاس ایک مٹکے کو توڑا اور ہار نکال کر رکھ دیا اور کہا میں بھول گیا تھا اگر پوری طرح نہ بتاتا تو مجھے یاد نہیں آتا حاجی نے ہار لیا اور کہا کہ مجھے کیا فائدہ کہ میں عضد الدولہ کو حقیقت سے خبر دوں۔ پھر اپنے آپ کو مخاطب ہوتے ہوئے کہا ہو سکتا ہے وہ اس کو خرید لے پھر عضد الدولہ کی طرف گیا اس کو تفصیل بتائی عضد الدولہ نے اس کے ساتھ ایک دربان کو بھیج دیا اس نے ہار عطار کی گردن میں لٹکایا اور دوکان کے دروازے پر اس کو سولی چڑھا دیا اور آواز لگائی گئی کہ یہ ہے بدلہ اس شخص کا جو امانت رکھے پھر انکار کر دے جب ایک دن گذر گیا دربان نے ہار لیا اور حاجی کو دے دیا اور کہا اب چلے جائیں۔

(۷۶) اور عضد الدولہ کے متعلق روایت ہے کہ اس کے امراء میں ایک ترکی نوجوان تھا اور اپنے گھر کے روشن دان کے پاس کھڑا ہو جاتا اور اندر عورت کو دیکھا کرتا عورت نے اپنے شوہر کو کہا کہ اس ترکی نے تو روشن دان کی طرف میرا دیکھنا حرام کر رکھا ہے سارا دن اس کی طرف دیکھتا رہتا ہے اور اس میں کوئی تنہیں ہے کہیں لوگ شک نہ کریں

کہ میرا اس کے ساتھ تعلق ہے اور میں نہیں جانتی کہ کیا کروں۔ شوہر نے کہا اس کو ایک خط لکھ اور اس میں کہہ تیرا کھڑے ہونے کا کیا فائدہ عشاء کے بعد میرے پاس آ جا جس وقت لوگ تاریکی میں غفلت کی نیند سو جائیں۔

پھر شوہر نے کہا اور میں دروازے کے پیچھے کھڑا ہو جاؤں گا جب آئے گا۔ پھر انہوں ایک گہرا گڑھا دروازے کے پیچھے کھودا اور اس ترکی کیلئے کھڑا ہو گیا جب ترکی آیا تو دروازہ کھولا گیا داخل ہوا تو شوہر نے اس کو دھکا دیا اور وہ گڑھے میں گر گیا پھر انہوں نے اسکو بند کر دیا چند دن تک اسکی کوئی خبر نہ آئی تو عضد الدولہ نے تلاش کروایا لیکن ناکام رہا پھر اس کے گھر کے قریب کی مسجد کے موذن کو بلایا اور ظاہرا اس پر سختی کی پھر اس کو کہا یہ سو دینار لے لے اور جو میں کہوں وہ مان جب تو مسجد کی طرف لوٹے تو رات کو اذان دے دینا اور مسجد میں بیٹھ جانا پھر اول جو شخص تیرے پاس آئے اور میرے پاس تیرے آنے کا سبب دریافت کرے تو اس کا مجھے بتلانا کہا صحیح ہے پس ایسا ہی کیا لہذا اول جو شخص داخل ہوا تو وہی بوڑھا تھا۔ بوڑھے شوہر نے اسکو کہا میرا دل تیری ہی طرف لگا ہوا ہے اور یہ بتا کس چیز کیلئے عضد الدولہ نے تیرا ارادہ کیا موذن نے کہا کسی چیز کیلئے نہیں خیر جب صبح ہوئی تو موذن نے عضد الدولہ کو حال کی خبر دی عضد الدولہ نے بوڑھے کی طرف پیغام بھیجا اور اس کو حاضر کر لیا پھر کہا لڑکی نے کیا کیا بوڑھے نے کہا میں آپ سے سچ سچ بیان کرتا ہوں میری ایک خوبصورت باپردہ بیوی ہے وہ ترکی ہر روز روشن دان سے دیکھنے کیلئے تاک میں بیٹھ جاتا تو میں رسوائی کے خوف سے پریشان ہوا پھر ایسا ایسا کیا کہا جاؤ اللہ کی حفاظت میں نہ کسی نے کہا نہ کچھ سنا۔

(۷۷) محمد بن عبدالملک نے اپنی تاریخ میں یہ قصہ ذکر کیا کہ عضد الدولہ کو یہ خبر پہنچی کہ کرد قوم رہزنی کرتی ہے اور بلند پہاڑوں میں رہتے ہیں کوئی ان پر قادر نہیں ہو سکتا تو اس نے ایک تاجر کو بلایا اور ایک خچر دیا اس پر دو صندوق رکھے ان میں ایسا حلوی تھا جو زہر آلود تھا لیکن خوشبو میں بہت بہتر تھا اور بڑے عمدہ برتنوں میں رکھوا دیا اور آدمی کو اشرفیاں دیں اور حکم کیا کہ قافلہ کے ساتھ جائے اور ظاہر کرے یہ تحفہ اطراف کی ایک امیر زادی کے لئے ہے تو تاجر نے ایسا ہی کیا اور قافلہ کے آگے آگے چلنے لگا تو ڈاکو قوم پہاڑوں سے اتری اور سامان اموال وغیرہ چھین لئے اور ان میں سے ایک حلوی والے خچر کو بھی لے کر اپنی جماعت کے ساتھ پہاڑوں کی طرف چڑھ گیا اور مسافرین خالی ہاتھ رہ گئے۔

ڈاکوؤں نے جب دونوں صندوقوں کو کھولا تو ان میں حلوی پایا جس سے زبردست خوشبو مہک رہی تھی اور اس کا منظر ہی بڑا عجیب اور اس کی خوشبو تعجب میں ڈال رہی تھی انہوں نے کہا یہ خوشبو تو چھپ نہیں سکتی لہذا دوسرے ساتھیوں کو بھی بلا لیا اور انہوں نے ایسی عمدہ چیز پہلے کبھی دیکھی نہ تھی سب بھوک میں کھانے پر بے تحاشا لگ گئے کھا کر لیٹے تو سب کے سب ہلاک ہو گئے اتنے میں تاجرین نے بھی اپنے اموال اور سامان اور اسلحہ لے لیا اور لوٹا ہوا سارا لوگوں کو واپس کر دیا۔

میں نے اس مکر سے زیادہ تعجب والی بات نہیں سنی ظالموں کا نشان مٹ گیا اور فسادیوں کی شوکت ختم ہو گئی۔

(۷۸) ابن جوزی نے فرمایا مجھے بیان کیا گیا ہے کوئی تاجر خراسان سے حج کے لئے نکلا حج کے لئے سامان وغیرہ تیار کیا اور اس کے مال میں سے اس کے پاس ہزار اشرفیاں باقی رہ گئیں جن کی ضرورت نہ تھی کہا اگر اٹھا کر لے چلوں تو خطرہ ہے اور اگر کسی کے پاس امانت رکھواؤں تو امین کے انکار کر دینے کا خوف ہے تو وہ جنگل کی طرف گیا اور ارنڈ کے درخت کی طرف گیا اور اس کے نیچے ایک گڑھا کھودا اور ان کو دفن کر دیا اور کسی نے اس کو نہیں دیکھا پھر حج کو گیا اور لوٹ آیا وہ جگہ کھودی تو کچھ نہ پایا تو رونے لگا اور منہ پیٹنے لگا جب اس کی حالت دریافت کی گئی تو کہا زمین نے میرا مال چوری کر لیا ہے جب اس نے زیادہ واویلا مچایا تو اس کو کسی نے کہا اگر تو عضد الدولہ کا ارادہ کرے تو وہ بڑا ذہین آدمی ہے پوچھا کیا غیب جانتا ہے کہا گیا، جانے میں کوئی حرج نہیں ہے (اس کو اپنے واقعہ کی خبر دے) لہذا وہ گیا اور اپنا قصہ سنایا

اس نے طبیبوں کو جمع کیا اور پوچھا کیا تم نے اس سال کسی کا ارنڈ کی جڑی بوٹیوں سے علاج کیا ہے۔ ایک نے کہا میں نے فلاں کا علاج کیا ہے اور وہ آپ کے خاص آدمیوں میں سے ہے عضد الدولہ نے کہا حاضر کیا جائے وہ آگیا پوچھا کیا تو نے اس سال ارنڈ کی بوٹیوں سے علاج کروایا ہے کہا جی ہاں پوچھا کون لایا تھا۔ کہا فلاں بلایا اور آگیا پوچھا کہاں سے ارنڈ کی بوٹیاں حاصل کی کہا فلاں جگہ سے فرمایا جا اس شخص کے ساتھ وہ جگہ جہاں سے لی ہیں اس کو دکھا تو وہ چلا گیا اس کے ساتھ مال دار بھی تھا وہ اس درخت کی طرف گیا اور کہا اس درخت سے حاصل کی ہے آدمی نے کہا اللہ کی قسم یہیں میں نے مال دفنایا تھا جا کر عضد الدولہ کو اطلاع کی کہا لے آؤ مال اس نے کچھ دیر لگائی پھر وعدہ کر لیا اور مال حاضر کر دیا۔

(۷۹) ابو الحسن بن ہلال بن ابن الحسن صابی اپنی تاریخ میں روایت کرتے ہیں مجھے کسی تاجر نے بیان کیا اور کہا میں معسکر (جنگ کے لشکر) میں تھا سلطان جلال الدولہ کی سواری ایک دن شکار کی طرف نکلی جیسے ان کی عادت تھی انکو ایک حبشی ملا جو رو رہا تھا پوچھا کیا ہوا کہا تین لڑکے مجھے ملے اور میرے خربوزے لے کر چلے گئے اور وہی میرا سامان تھا کہا معسکر میں چلا جا وہاں سرخ قبہ ہے اس کے پاس بیٹھ جا اور شام تک بیٹھا رہ میں لوٹوں گا اور تجھے اتنا عطا کروں گا جو تجھے بے پروا کر دے گا جب سلطان لوٹے تو کسی خدمت والے سے کہا میرا خربوزہ کھانے کو جی چاہ رہا ہے لشکر میں تلاش کر اس نے تلاش کیا اور خربوزہ حاضر کر دیا پوچھا کس کے پاس دیکھا کہا فلاں دربان کے خیمہ میں کہا اس کو حاضر کر و اس سے پوچھا کہاں سے یہ خربوزہ آیا کہا لڑکے لے آئے تھے فرمایا مجھے ابھی لڑکے حاضر کر دو وہ چلا گیا اور خطرہ محسوس کیا لڑکے بھاگ گئے کہ کہیں قتل نہ کر دیئے جائیں وہ خالی واپس آگیا اور عرض کیا وہ تو بھاگ گئے جب انہیں آپ کے بلانے کا علم ہوا، فرمایا اس سیاہ آدمی کو حاضر کر دحاضر کیا گیا فرمایا یہ تیرا خربوزہ ہے جو تجھ سے لیا گیا عرض کیا جی ہاں فرمایا یہ بھی لے لے اور یہ دربان میرا غلام ہے میں تجھے سپرد کرتا ہوں اور عطا کرتا ہوں یہاں تک کہ یہ ان لڑکوں کو حاضر کر دے جنہوں نے تجھ سے خربوزہ لیا تھا اور خدا کی قسم اگر تو نے اس کو چھوڑ دیا تو تیری گردن اڑا دوں گا حبشی نے غلام کو ہاتھ سے پکڑا اور لے گیا غلام نے تین سو اشرفیوں میں اپنے آپ کو خرید لیا تو حبشی سلطان کی طرف لوٹا اور کہا اے سلطان وہ غلام جو آپ نے مجھے دیا تھا میں نے تین سو اشرفیوں میں فروخت کر دیا ہے سلطان نے کہا کیا تو اس کے ساتھ راضی ہے کہا جی ہاں کہا ان پر قبضہ کر لے اور سلامتی کے ساتھ چلا جا۔

(۸۰) صابی کہتے ہیں حکایت کی گئی ہے اصفہان کے حاضرین کی طرف سے منقول ہے کہ عضد الدولہ کی پاس ایک ترکمانی دوسرے ترکمانی کا ہاتھ پکڑے ہوئے آیا اور داخل ہوا تو سلطان کو کہا میں نے اس کو اس حالت میں پایا کہ یہ میری بیٹی کے ساتھ فتیح فعل کر رہا تھا اور میرا ارادہ ہے کہ آپ کو بتانے کے بعد میں اس کو قتل کر دوں فرمایا نہیں بلکہ تو اس کی لڑکی کے ساتھ شادی کر دے اور مہر ہم اپنے خزانے سے دیں گے کہا میں اس کے قتل کے علاوہ کسی صورت پر راضی نہیں فرمایا تلوار لائی جائے اور اس کو سونت لیا اور باپ کو کہا آجاؤ جب قریب آیا تو اس کو تلوار دے دی اور نیام اپنے ہاتھوں میں رکھ لی اور حکم فرمایا کہ تلوار اس میں واپس لوٹاؤ وہ جب بھی تلوار ڈالنے لگتے تو سلطان نیام کو ادھر ادھر کر دیتے اور اس طرح تلوار نیام میں داخل کرنے کا موقع نہ دیا عرض کیا اے سلطان کیوں نہیں آپ چھوڑتے فرمایا اس طرح تیری بیٹی بھی اگر ارادہ نہ کرتی تو یہ کچھ نہ کر سکتا لہذا اگر تو اس وجہ سے قتل کرنا چاہتا ہے تو دونوں کو قتل کر دے پھر سلطان نے قاضی کو بلایا اور نکاح پڑھوا دیا مہر اپنے خزانے سے دے دیا۔

مکتفی باللہ کی ذہانت

(۸۱) حسین بن حسن بن احمد بن یحیٰ واثقی فرماتے ہیں میرے دادا سپاہیوں کے بغداد میں افسر تھے (مکتفی باللہ نے مقرر فرمایا تھا) چوروں ڈاکوؤں نے بڑا فتنہ مچایا تاجرین جمع ہوئے اور مکتفی باللہ کو ظلم کی شکایت کی مکتفی نے ان (دادا) کو چوروں کے حاضر کرنے یا مال تاوان بھرنے کا کہا وہ بڑے حیران پریشان ہوئے یہاں تک کہ اکیلے سوار ہوتے اور دن رات چکر لگاتے پھرتے۔



قاضیوں کی ذہانت

قاضیوں کی ذہانت

ایک دن بغداد کے اطراف میں کسی خالی گلی میں سے گذرے اس میں داخل ہو گئے اس میں بڑی بو تھی اور وہاں ایک بند گلی پر نظر پڑی اس میں بھی داخل ہو گئے اور گلی کے گھروں کے دروازوں پر بڑی مچھلیوں کے کانٹے دیکھے اور کمر کی بڑی ہڈی اندازا یہ مچھلی ایک سو بیس رطل کے وزن کی ہو گی کسی ماہر سے اس کی قیمت پوچھی یہ مچھلی کتنی قیمت کی ہو گی جواب دیا ایک دینار فرمایا کیا اس گلی والے اس کی طاقت رکھتے ہیں؟ نہیں ان کے احوال اس کے خریدنے کی طاقت نہیں رکھتے اس لئے کہ یہ گلی جنگل کی جانب ہے اور یہاں کوئی ایسا آدمی نہیں اتر سکتا جس کے ساتھ قیمتی چیز ہو یہ سوائے اس کے کہ یہ مصیبت اور کچھ نہیں اس کو عیاں کرنا ضروری ہے آدمی نے اس کو بڑا عجیب محسوس کیا اور کہا یہ بڑی دور کی بات ہے فرمایا کسی گھر سے عورت کو طلب کرو میں اس سے کلام کروں گا تو اس نے دروازہ کھٹکھٹایا اور پانی طلب کیا تو اس عورت نے پلا دیا پھر دوبارہ پانی طلب کرتے رہے اور وہ پلاتی رہی اور واثقی افسر اس کے درمیان عورت سے گھروں اور ان کے رہنے والوں کے بارے میں سوالات کرتے رہے اور وہ بغیر انجام کو جانے ہوئے جواب دیتی رہی یہاں تک کہ افسر نے پوچھا اس گھر میں کون رہتا ہے اور اس گھر کی طرف اشارہ کیا جس کے سامنے کانٹے پڑے تھے بڑھیا نے کہا کہ خدا کی قسم حقیقت کو تو ہم نہیں جانتے بس اتنا پتا ہے کہ اس میں پانچ کڑیل نوجوان رہتے ہیں تاجر معلوم ہوتے ہیں تقریباً ایک مہینہ پہلے یہاں آئے ہیں دن کو نکلتے ہوئے کبھی نہیں دیکھے جاتے مگر بڑے عرصہ بعد کسی ایک کو دیکھتے ہیں کسی ضرورت کے لئے نکلتا ہے اور بڑی جلدی سے واپس آجاتا ہے سارا دن جمع رہتے ہیں کھاتے ہیں پیتے ہیں شطرنج اور نرد کھیلتے رہتے ہیں ان کے پاس ایک لڑکا ہے جو ان کی خدمت کرتا ہے اور جب رات آتی ہے تو اپنے گھروں کو جو کرخ میں ہیں سب لوٹ جاتے ہیں اور لڑکے کو گھر میں حفاظت کے لئے چھوڑ جاتے ہیں اور پھر صبح صبح ہی آجاتے ہیں اور ہم سوئے پڑے ہوتے ہیں نہیں پتہ چلتا ان کے آنے کا وقت۔ افسر نے اب پینا چھوڑ دیا اور بڑھیا گھر میں داخل ہو گئی پھر افسر نے اپنے ساتھی کو کہا کیا یہ چوروں کی صفات نہیں ہیں؟ پھر کہا تم گھر کے آس پاس پہرہ دو اور مجھے گھر کے دروازے پر چھوڑ دو میں ابھی کارروائی کرنا چاہتا ہوں اور دس آدمیوں کو بلا

کر پڑوس کی چھتوں پر متعین کر دیا پھر خود جا کر دروازہ کھٹکٹایا تو بچہ آیا اور دروازہ کھولا تو یہ بڑی جمعیت کے ساتھ اندر داخل ہو گئے کسی ایک کو بھی بھاگنے کا موقع نہ دیا اور ان کو پولیس ہیڈ کوارٹر لے گئے اور پکڑ لیا (تفتیش کی) تو وہی صاحب خیانت چور وغیرہ تھے ان سے باقی ان کے ساتھیوں کا بھی پتہ کر لیا اور واقعی افسران کے بھی پیچھے لگ گئے۔

احمد بن طولون کی ذہانت

(۸۲) بڑی عجیب ذہانت ہے جو احمد بن طولون کے متعلق منقول ہے ایک دن وہ اپنی مجلس میں آرام کر رہے تھے کہ ایک بھکاری کو دیکھا جو پرانے کپڑوں میں ہے۔ اس نے ایک روٹی میں بھنی ہوئی مرغی رکھی اور حلوی بھی اور کسی لڑکے کو حکم دیا کہ جا کر اس بھکاری کو دے آئے جب اس کو وہ چیزیں دے دیں تو وہ فقیر نہ خوش ہوا اور نہ ان اشیاء کی کوئی پروا کی بلکہ واپس کر دیں احمد بن طولون نے فرمایا اس کو میرے پاس لے آؤ جب فقیر آپ کے سامنے کھڑا ہوا تو اس سے بات چیت کی اس نے بڑا اچھا جواب دیا اور احمد کی ہیبت سے خوفزدہ نہ ہوا۔ تو پھر احمد بن طولون نے کہا کہ وہ خطوط لے آ جو تیرے پاس ہیں اور سچ بیان کر کس نے تجھ کو بھیجا ہے اب مجھے صحیح علم ہو گیا کہ تو جاسوس ہے اور کوڑے مارنے والے کو بھی حاضر کر لیا تو پھر اس نے اعتراف کر لیا احمد بن طولون کو کسی پاس بیٹھنے والے نے کہا خدا کی قسم یہ تو جادو ہے فرمایا جادو نہیں بلکہ سچی ذہانت ہے میں نے اس کی بری حالت کو دیکھا تو ایسا کھانا بھیجا کہ بھوکے لوگ ٹوٹ پڑیں لیکن اس نے بے پروائی کی یہاں تک کہ نہ اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا اور نہ ہی خوش ہوا میں نے حاضر کروا لیا تو بڑی جرات مندی سے ملاقات کی جب میں نے اس کی بری حالت اور جرات مندی کو دیکھا تو جان لیا کہ یہ جاسوس ہے۔

(۸۳) احمد بن طولون نے ایک دن کسی بوجھ اٹھانے والے کو دیکھا کہ ایک صندوق اٹھایا ہوا ہے اور اسکے نیچے پریشان ہے فرمایا اگر یہ پریشانی بوجھ کی وجہ سے ہے تو اس کی گردن پھولتی حالانکہ میں اس کی گردن صحیح دیکھ رہا ہوں اور یہ معاملہ صرف کسی خوف کی وجہ سے ہے۔

احمد نے صندوق کھولنے کا حکم دیا کھولا تو اس میں ایک لڑکی کی لاش ملی جس کے ٹکڑے ٹکڑے کئے ہوئے تھے احمد نے کہا سچ سچ اس کا حال بیان کر دے کہا چار آدمی فلانے

گھر میں ہیں مجھے یہ اشرفیاں دیں ہیں اور اس کے اٹھانے کا حکم دیا ہے۔

احمد نے اس کو سزا دی اور چاروں کو قتل کروادیا۔

(۸۴) احمد صبح سویرے اٹھتے اور چکر لگاتے اور مسجد کے اماموں کی قرات سنا کرتے ایک مرتبہ اپنے بااعتماد آدمی کو بلایا اور کہا یہ اشرفیاں لے لو اور فلاں امام مسجد کو دے آؤ وہ حاجتمند اور پریشان دل آدمی ہے اس نے ایسا ہی کیا اور اس کے ساتھ بیٹھ گیا اور کھل کر باتیں کی تو معلوم ہوا کہ اس کی بیوی نے بچہ جنا ہے لیکن جن چیزوں کی ضرورت ہے وہ اس کے پاس نہیں ہیں۔

احمد نے کہا اس نے سچ کہا میں نے اس کے نماز میں قرآت کے اندر غلطی کرنے سے پہچان لیا کہ وہ پریشان دل ہے۔

لیاس بن معاویہ کی ذہانت

(۸۵) سفیان بن حسین کہتے ہیں میں نے ایک آدمی کا برائی کے ساتھ ذکر کیا لیاس کے پاس تو لیاس نے میرے چہرے کی طرف دیکھا اور دریافت کیا کیا تو نے روم کو فتح کر لیا میں نے کہا نہیں پھر دریافت کیا تو سندھ یا ہند یا ترک کو فتح کر لیا میں نے کہا نہیں فرمایا تو تجھ سے سندھ ہند ترک اور روم تو امن میں ہیں لیکن ایک تیرا مسلمان بھائی امن میں نہیں تو آئندہ میں نے کبھی برائی کے ساتھ کسی کا ذکر نہیں کیا۔

اصبعی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے لیاس بن معاویہ کو دیکھا ثابت البنانی کے گھر میں سرخ رنگ کے لمبے بازوؤں والے بھاری کپڑوں والے اور رنگین پگڑی والے ہیں گفتگو میں ہمیشہ غالب رہتے ہیں کوئی آگے نہیں بڑھ سکتا کسی نے ان کو کہا آپ میں سوائے کثرت کلام کے اور کوئی عیب نہیں فرمایا کیا میں صحیح بات بولتا ہوں یا غلط عرض کیا صحیح حق فرمایا جب بھی حق زیادہ ہو تو خیر ہی ہوتی ہے۔

کسی نے آپ کو بھاری کپڑوں کے پہننے پر ملامت کی تو فرمایا میں ایسے کپڑے پہنتا ہوں جو خدمت کریں نہ کہ ایسے جن کی مجھے خدمت کرنی پڑے۔

اصبعی فرماتے ہیں کہ لیاس بن معاویہ نے فرمایا آدمی کی سب سے اچھی خصلت سچ

بولتا ہے اور جس کے پاس سچائی نہیں ہو وہ اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے بھی مصیبت اٹھائے گا۔

(۸۶) کسی نے ذکر کیا کہ آدمی نے ایاس سے سوال کیا کہ نبیذ[1] حلال ہے یا حرام ہے فرمایا حرام ہے آدمی نے کہا اور پانی فرمایا حلال کہا خمیر فرمایا حلال پوچھا پکی کھجور فرمایا حلال پوچھا تو کیا یہ جمع ہوں گی تو حرام ہو جائیں گی ایاس نے فرمایا کیا سمجھتا ہے تو اگر میں یہ مٹی کا ٹوکرا تجھے ماروں تو کیا تجھے تکلیف ہو گی کہا نہیں پوچھا اگر یہ ٹوکرا بھوس کا ماروں تو تکلیف ہو گی کہا نہیں پوچھا اگر پانی کا کہا نہیں پھر فرمایا اگر میں اس کو اس کے ساتھ ملا دوں اور اس کو اس کے ساتھ ملا دوں پھر یہ گارا بن جائے اور پھر چھوڑے رکھوں یہاں تک کہ پتھر بن جائے پھر تجھے ماروں کیا تکلیف ہو گی کہا خدا کی قسم پھر تو آپ مجھے مار دیں گے فرمایا اسی طرح یہ چیزیں جب جمع ہو جائیں تو (حرام ہوں گی)

(۸۷) ایاس بن معاویہ کے پاس چار عورتیں آئیں کہا ان میں سے ایک حاملہ ہے ایک دودھ پلانے والی ہے ایک شادی شدہ ہے ایک کنواری ہے لوگوں نے ویسا ہی پایا ہے جیسے ایاس نے کہا تھا پھر لوگوں نے پوچھا آپ کیسے پہچان گئے جواب دیا حاملہ کو اس وجہ سے پہچانا کہ وہ دوران کلام اپنے پیٹ سے بار بار کپڑا اٹھا رہی تھی تو میں سمجھ گیا یہ حاملہ ہے اور دودھ پلانے والی وہ بار بار اپنے پستانوں کو چھیڑ رہی تھی تو میں نے جان لیا کہ یہ دودھ پلانے والی ہے اور شادی شدہ وہ آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کر رہی تھی میں سمجھ گیا کہ وہ شادی شدہ ہے اور کنواری وہ زمین کی طرف دیکھتے ہوئے باتیں کر رہی تھی میں سمجھ گیا وہ کنواری ہے۔

(۸۸) مدائنیؒ روحؒ سے نقل فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے دوسرے کسی کے پاس مال امانت رکھوایا پھر کبھی واپس آیا اور مال طلب کیا تو اس نے انکار کر دیا مال والا ایاس کے پاس آیا اور خبر دی ایاس نے کہا اب چلا جا اور اپنی خبر چھپا کر رکھ اور کسی کو تیرا میرے پاس آنا نہ بتلا پھر دو دن بعد آ جانا۔

اس کے بعد ایاس نے امانت رکھنے والے کو بلایا اور کہا میرے پاس بہت سا مال آیا ہے اور میں تجھے سپرد کرنا چاہتا ہوں تو کیا تیرا گھر محفوظ ہے کہا بالکل فرمایا تو کوئی ایک جگہ اور دو مزدور تیار کر لے۔ پھر آدمی مال والا ایاس کے پاس آیا تو کہا جا اپنے صاحب کے پاس اور مال طلب کر اگر دے دے تو بہتر ورنہ اس کو کہہ میں قاضی کو خبر دیتا ہوں آدمی اس کے پاس گیا

---

[1] نبیذ وہ مشروب جو نشے کی حد کو پہنچ جائے

اور کہا میرا مال دے دے ورنہ میں قاضی کو جاتا ہوں اور شکایت کرتا ہوں اور ساری خبر دیتا ہوں اس نے مال فوراً واپس کر دیا آدمی ایاس کے پاس لوٹا اور کہا اس نے مال دے دیا۔

پھر وہی امانت رکھنے والا مقررہ وقت پر ایاس کے پاس آیا تو ایاس نے اس کو بڑی ڈانٹ ڈپٹ کی اور کہا میرے قریب نہ آنا اے خیانت والے۔

(۸۹) یزید بن ہارونؒ فرماتے ہیں واسط شہر میں ایک ایمان دار آدمی قاضی بنا اور کسی آدمی نے اس کے کسی گواہ کے پاس ایک تھیلی بطور امانت کے رکھوائی اور ذکر کیا کہ اس میں ہزار دینار ہیں جب آدمی کی مدت طویل ہو گئی تو گواہ نے تھیلی کو نیچے سے کھولا اور اشرفیاں نکال کر دراہم رکھ دیئے اور اس طرح دوبارہ سلائی کر دی مالک آیا اور اپنی امانت طلب کی تو اس نے تھیلی واپس کر دی اس طرح مہر زدہ بغیر کسی تبدیلی کے جب اس نے کھولا تو پتہ چلا پھر لوٹ آیا اور کہا میں نے تو اشرفیاں رکھوائی تھیں اور تو نے مجھے دراہم واپس کیے ہیں اس نے کہا تیری تھیلی مہر کے ساتھ موجود ہے اس نے قاضی کے پاس دعوی دائر کیا قاضی نے بلوایا جب دونوں سامنے آگئے قاضی نے پوچھا کتنے عرصہ سے تیرے پاس یہ تھیلی امانت ہے۔ جواب دیا پندرہ سال قاضی نے دراہم نکالے اور ان کی مہر کو پڑھا تو ان میں کسی پر دو سال کسی پر تین سال کی تاریخ لکھی ہوئی تھی لہذا قاضی نے اشرفیاں واپس کرنے کا حکم دیا اور اس کو شہادت کے مرتبے سے گرا دیا اور منادی کروا دی۔

(۹۰) ایک آدمی نے اپنے مال کو کسی کے پاس امانتاً رکھوایا بعد میں اس نے واپس کرنے سے انکار کر دیا مالک نے قاضی ایاس کو کہا اس نے مال رکھنے والے سے سوال کیا تو انکار کر دیا ایاس نے مالک سے پوچھا کس جگہ تو نے اس کو امانت دی تھی کہا جنگل میں پوچھا وہاں کیا تھا جواب دیا ایک درخت تھا ایاس نے کہا ادھر جا شاید تو نے مال وہاں دفن کیا ہو اور تو بھول گیا ہو اس نے درخت کو یاد کیا جو دیکھا تھا پھر چلا گیا اور ایاس نے مال رکھنے والے کو کہا تو بیٹھ جا جب تک تیرا ساتھی واپس آجائے اور ایاس اس کی طرف یکے بعد دیگرے دیکھتا رہا اور اپنے فیصلے کرتا رہا پھر اس کو کہا اے صاحب کیا تیرا ساتھی اس درخت تک پہنچ گیا ہو گا کہا نہیں ایاس نے کہا اے اللہ کے دشمن تو خائن ہے اس نے کہا در گذر فرمایئے فرمایا اللہ تجھے معاف نہ کرے اور حکم کیا کہ اس کو حفاظت میں رکھا جائے جب آدمی آیا تو ایاس نے کہا یہی تیرا مطلوبہ آدمی ہے اس سے اپنا حق وصول کر۔

(۹۱) حماد بن مسلمہ کہتے ہیں میں ایاس بن معاویہ کے پاس آیا وہ ایک آدمی کے بارے میں فیصلہ فرمارہے تھے جس نے کسی کے پاس گروی کے طور پر کچھ مال رکھوایا تھا گروی رکھنے والا کہہ رہا تھا میں نے دس رکھوائے ہیں جس کے پاس رکھوائے تھے وہ کہہ رہا تھا پانچ رکھوائے ہیں۔

تو ایاس نے کہا اگر راھن (رکھوانے والا) کے پاس گواہ ہے تو اس کی بات مانی جائے گی اور اگر اس کے پاس گواہ نہیں جو مال رکھوانے پر گواہ ہو سکیں تو مرتہن (یعنی جس کے پاس رکھوائے ہیں) اس کی بات قبول ہوگی اگر مال اس کے پاس ہو اس لئے کہ اگر وہ چاہے تو بالکل بھی انکار کر سکتا ہے۔

مولف فرماتے ہیں یہ فقہ شریف میں اس کے متعلق عمدہ قول ہے اور بہترین اقوال میں سے ہے۔ اس لئے کہ مرتہن کا اقرار کرنا جب مال اس کے پاس ہو اور راھن کے لئے کوئی گواہ بھی نہ ہو تو یہ مرتہن کے سچا ہونے کی علامت ہے اور وہ حق پر ہے اگر جھوٹا اور باطل ہوتا تو بالکل ہی رھن کا انکار کر سکتا تھا۔

اور امام مالک دوسرے بعض علماء کے نزدیک جب تک مرتہن رھن کی قیمت سے زائد نہ کرے اسی کی بات کا اعتبار ہوگا اور امام شافعی امام ابو حنیفہ اور امام احمد رحمہم اللہ ہر صورت میں راھن کی بات کا اعتبار کرتے ہیں (اس طرح یہ دو قول اور تیسرا قول ایاس کا ہوا)۔

اور یہ بھی ایاس کا کہنا ہے کہ کوئی کسی چیز کا اپنے پر اقرار کرے اور کوئی گواہ نہ ہو تو وہ جو کہے اس ہی کا اعتبار ہوگا اور یہ بھی بہترین فیصلہ ہے اس لئے کہ اس کا خود اقرار کرنا اس کے سچے ہونے کی علامت ہے لہذا جب اقرار کیا کہ اس پر ہزار اشرفیاں ہیں اور کوئی گواہ نہیں ہے تو اس نے سچ کہا میں اسی کا فیصلہ کردوں گا اسی ہی کا قول معتبر ہوگا اسی طرح جب کسی وارث نے اقرار کیا کہ اس کے پاس مرنے والے کی امانت ہے اور کوئی گواہ نہیں ہے اور پھر دعوی کرے کہ اس نے لوٹا دیئے ہیں (مرنے والے کو اس کی زندگی میں) تب بھی اس کی بات کا اعتبار ہوگا۔

(۹۲) ابراہیم بن مرزوق بصری کہتے ہیں دو آدمی ایاس بن معاویہ کے پاس آئے دو چادروں میں جھگڑا کر رہے تھے ایک سرخ تھی دوسری سبز ایک نے کہا میں حوض میں داخل ہوا تا کہ غسل کروں اور اپنی چادر رکھدی پھر یہ آیا اور اپنی چادر میری چادر کے نیچے رکھ کر

غسل کرنے داخل ہو گیا پھر مجھ سے پہلے نکلا اور میری چادر لے کر چلتا بنا میں نکل کر اس کے پیچھے لگا اور اب یہ سمجھ رہا ہے کہ یہ اس کی چادر ہے۔

ایاس نے پوچھا تیرے پاس گواہ ہیں کہا نہیں ایاس نے کہا کنگھی لاؤ کنگھی لائی گئی ایاس نے ہر ایک سر پر پھیری ایک سر سے سرخ اون نکلا دوسرے کے سر سے سبز تو سرخ والے کے لئے سرخ چادر کا فیصلہ اور سبز والے کے لئے سبز چادر کا فیصلہ فرمایا

(۹۳) معتمر بن سلیمان، زید بن ابو العلاء سے روایت کرتے ہیں کہ ایاس کے پاس دو آدمی فیصلہ لے کر آئے ایک کہنے لگا اس نے مجھے پاگل باندی بیچ دی ہے ایاس نے کہا ہو سکتا ہے ویسے ہی دھوپ سے اس کا دماغ متاثر ہو آدمی نے کہا نہیں یہ تو مجنون معلوم ہوتی ہے ایاس نے جاریہ (باندی) سے کہا تجھے معلوم ہے تو کب پیدا ہوئی کہا جی ہاں پوچھا تیری کون سی ٹانگ زیادہ لمبی ہے کہا یہ۔ ایاس نے کہا اس کو لوٹا دو یہ مجنون ہے۔

(۹۴) ابو الحسن مدائنی، عبداللہ بن مصعب سے روایت کرتے ہیں معاویہ بن قرہ نے اپنے بیٹے ایاس بن معاویہ کے پاس چند عادل آدمیوں کے ساتھ ایک آدمی پر چار ہزار درھم کی گواہی دی، مشہود علیہ (جس کے ذمہ درھم لازم ہوئے) نے کہا اے ابو وائلہ (ایاس) میرے معاملے کی تحقیق فرمائیں اللہ کی قسم میں نے ان کو دو ہزار پر گواہ بنایا ہے۔

ایاس نے اپنے والد اور دوسرے گواہوں سے سوال کیا کیا وہ کاغذ جس میں تم نے گواہی دی کچھ بچا ہوا تھا (لکھنے سے) کہا جی ہاں تحریر کاغذ کے شروع میں تھی اور مہر درمیان میں اور باقی کاغذ خالی تھا اور سفید تھا ایاس نے کہا کیا وہ آدمی جس کے دراھم ہیں جس کے لئے تم گواہی دے رہے ہو تم سے بسا اوقات ملتا ہے۔ پھر تمہیں یاد دلاتا ہے کہ چار ہزار درہم پر گواہ رہنا کہا جی ہاں وقتاً فوقتاً ملتا رہتا ہے اور کہتا ہے اپنی گواہی فلاں کے متعلق چار ہزار درھم کی یاد رکھنا۔ ایاس نے ان کو واپس کیا پھر مشہود لہ (جس کے درھم تھے) کو بلایا اور کہا اے اللہ کے دشمن تو نے نیک لوگوں کو بیوقوف بنا رکھا ہے تو نے ان کو گواہ بنایا ایک کاغذ پر اور مہر درمیان میں لگائی اور سفید صاف جگہ کچھ چھوڑ دی جب انہوں نے مہر لگائی تو تو نے وہ کاغذ کا ٹکڑا اچھاڑ لیا جس میں تیرا حق تھا اور تو ان کو ملتا رہا اور کہتا رہا کہ چار ہزار درھم یاد رکھنا۔

اس نے اپنے دھوکہ کا اقرار کیا اور اپنی بات چھپانے کا سوال کیا قاضی نے اس کے لئے دو ہزار کا حکم دیا اور بات پر پردہ ڈال دیا۔

(۹۵) نعیم بن حماد، ابراہیم بن مرزوق بصری سے روایت کرتے ہیں کہ ہم ایاس کے پاس تھے اس سے پہلے کہ ہم اس سے کسی ذہانت کی بحث میں شروع ہوں اور ہم آپ سے ذہانت کی باتیں اس طرح لکھتے تھے جیسے محدث سے حدیث لکھتے ہیں ایک آدمی آیا ایک بلند چہار دیواری جگہ میں بیٹھ گیا اور راستہ کو تکنے لگا اسی درمیان وہ اترا ایک آدمی کے سامنے آیا اور اس کے چہرے کو دیکھا پھر اپنی جگہ لوٹ گیا۔

ایاس نے کہا کہو اس کے بارے میں ہم نے کہا یہ حاجت مند آدمی ہے ایاس نے کہا بچوں کا استاد ہے اور اس کا غلام بھاگ گیا ہے اور غلام کانا بھی ہے تو ہم میں سے کوئی آدمی اس کے پاس گیا اور اس کی حاجت کے متعلق سوال کیا کہا میرا ایک غلام ہے اور وہ کانا ہے وہ بھاگ گیا ہے پھر پوچھا آپ کیا کرتے ہیں جواب دیا بچوں کو پڑھاتا ہوں

ہم نے ایاس کو کہا آپ کو کیسے علم ہوا کہا میں نے اس کو دیکھا کہ وہ بلند جگہ دیکھ رہا ہے کہ وہاں بیٹھے تو ایک اونچی جگہ دیکھ کر اس پر بیٹھ گیا تو میں نے اس کے مرتبے میں نظر کی تو اس کی قدر بادشاہوں جیسی نہیں تھی تو میں نے غور کیا کون لوگ بیٹھنے میں بادشاہوں کی طرح بیٹھتے ہیں تو استادوں کو پایا تو میں سمجھ گیا یہ بچوں کا استاد ہے۔

پھر ہم نے پوچھا آپ کو کیسے علم ہوا کہ اس کا غلام بھاگا ہے جواب دیا میں نے دیکھا کہ راستہ والوں کو تک رہا ہے اور لوگوں کے چہروں کو دیکھ رہا ہے پھر ہم نے پوچھا کانا ہونے کا کیسے علم ہوا جواب دیا وہ اچانک اترا اور ایک آدمی جو کانا تھا اس کو دیکھنے لگا تو میں سمجھ گیا اس کو اپنے کانے غلام کا شبہ ہو گیا ہے۔

(۹۶) حارس بن مرہ کہتے ہیں ایاس بن معاویہ نے ایک آدمی کو دیکھا تو فرمایا یہ اجنبی ہے اور وہ واسطہ شہر کا ہے اور استاد ہے اور اپنے کسی بھاگے ہوئے غلام کو تلاش کر رہا ہے لوگوں نے صورت حال معلوم کی تو ویسے ہی پایا پھر انہوں نے ایاس سے سوال کیا تو فرمایا میں نے دیکھا کہ راہ چلتے ادھر ادھر دیکھتا ہے میں سمجھا کہ مسافر ہے پھر دیکھا کہ اس کے کپڑوں پر سرخ چھینٹے ہیں اور وہ واسطہ شہر کی ہیں تو معلوم ہوا کہ یہ وہیں کا ہے اور دیکھا کہ بچوں کے پاس سے گذرتا ہے تو ان کو سلام کرتا ہے آدمیوں کو نہیں کرتا تو معلوم ہوا کہ یہ بچوں کا استاد ہے اور دیکھا کہ جب اچھے لباس والوں کے پاس سے گذرتا ہے تو ان کی طرف توجہ نہیں کرتا اور جب پرانے کپڑوں والوں کے پاس سے گذرتا ہے تو ان کو غور سے دیکھتا ہے تو

معلوم ہوا کہ وہ اپنا بھگوڑا غلام تلاش کر رہا ہے۔

(۹۷) ہلال بن العلاء الرقی، قاسم بن منصور سے اور وہ عمرو بن بکر سے روایت کرتے ہیں لیاس بن معاویہ گذر رہے تھے ایک بیمار عورت کی قرأت سنائی دی فرمایا یہ ایسی عورت کی قرآت ہے جو حاملہ ہے اور حمل لڑکے کا ہے پوچھا گیا کیسے آپ کو علم ہوا فرمایا میں نے اس کی آواز اور سانس کو سنا اور محسوس کیا وہ مل رہے ہیں (بار بار سانس لیتی ہے) تو سمجھ گیا کہ یہ حاملہ ہے اور جب دیکھا کہ آواز دبی ہوئی ہے تو معلوم ہوا کہ حمل بچہ کا ہے۔

(۹۸) اس کے کچھ عرصے بعد لیاس ایک مکتب کے پاس سے گذرے اس میں بچے تھے ایک بچے کو دیکھا فرمایا یہ اسی عورت کا بچہ ہے لہٰذا حقیقت میں بھی ایسا ہی تھا۔

(۹۹) ایک آدمی نے لیاس ابن معاویہ کو کہا مجھے فیصلہ کرنا سکھا دیجئے فرمایا (قضاء) فیصلہ کرنا سکھایا نہیں جاتا بلکہ قضاء تو سمجھ کا نام ہے لیکن یوں کہہ مجھے علم سکھا۔

(۱۰۰) جاحظ نے ذکر کیا ہے کہ لیاس بن معاویہ نے ایک زمین کے اوپر جگہ کو دیکھا فرمایا اس کے نیچے کوئی جاندار چیز ہے دیکھا تو سانپ تھا پوچھا تو فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ دو توں اینٹوں کے درمیان کچھ شگاف ہے تو میں سمجھ گیا اس کے نیچے کوئی چیز ہے جو یہاں سے سانس لے رہی ہے۔

(۱۰۱) جاحظ نے فرمایا لیاس جا رہے تھے کتے کی آواز سنی فرمایا یہ بندھا ہوا کتا ہے پھر اس کے بھونکنے کی آواز سنی پھر فرمایا اب چھوڑ دیا گیا پھر ان سے پوچھا تو ایسا ہی نکلا پوچھا گیا کیسے آپ کو علم ہوا فرمایا جب بندھا ہوا تھا تو آواز ایک ہی جگہ سے محسوس ہو رہی تھی پھر دوبارہ سنی تو محسوس ہوا کبھی قریب ہوتی ہے کبھی دور تو معلوم ہوا کہ چھوڑ دیا گیا ہے۔

(۱۰۲) لیاس ایک رات پانی کے پاس سے گذرے تو فرمایا ایک اجنبی (دوسرے شہر والے) کتے کی آواز سن رہا ہوں پوچھا گیا کیسے آپ کو علم ہوا فرمایا اس کی آواز کے پست ہونے کے ساتھ اور دوسرے کتوں کے بھونک کی سختی کی وجہ سے۔ لوگوں نے دیکھا تو ایک اجنبی کتا تھا دوسرے اس کو بھونک رہے تھے۔

قاضی شریح کی ذہانت

(۱۰۳) مجاہد بن سعید سے مروی ہے فرمایا میں نے شعبی کو کہا مثال دی جاتی ہے کہ شریح لومڑی سے زیادہ چالاک اور حیلہ باز ہے تو اس کی حقیقت کیا ہے تو شعبی نے اس کو اس بارے میں بتایا کہ شریح طاعون کے زمانہ میں مقام نجف کی طرف نکلے اور جب بھی نماز پڑھنے کھڑے ہوتے تو لومڑی آتی اور سامنے کھڑی ہو جاتی اور شریح کی نقل کرتی اور حیلہ بازی کرتی تو اس طرح ان کو نماز سے باز رکھتی جب یہ معاملہ لمبا ہو گیا تو شریح نے اپنی قمیض نکالی اور سرکنڈے پر لٹکا دی اور آستینیں بھی بنا دیں اور اوپر ٹوپی رکھ اور پگڑی بھی ٹوپی پر رکھ دی تو لومڑی آئی اپنی عادت کے مطابق کھڑی ہو گئی شریح پیچھے سے آئے اور اچانک پکڑ لیا تو بس اس وجہ سے کہا جاتا ہے وہ لومڑی سے زیادہ چالاک ہے اور حیلہ باز ہے۔

(۱۰۴) مجاہد شعبی سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ میں شریح کے پاس تھا ایک عورت آدمی سے جھگڑتی ہوئی آئی اور رو رہی تھی آنکھیں بہہ رہی تھیں تو میں نے کہا اے ابو امیہ (شریح) میں اس محتاج عورت کو مظلوم سمجھتا ہوں شریح نے کہا اے شعبی! یوسفؑ کے بھائی بھی رات کو اپنے باپ کے پاس روتے ہوئے آئے تھے۔

(۱۰۵) قریش کے ایک بوڑھے سے منقول ہے کہ قاضی شریح اپنی اونٹنی فروخت کرنا چاہتے تھے خریدار نے کہا اے ابو امیہ اس کا دودھ کتنا ہے جواب دیا جس برتن میں چاہو نکال لو پوچھا رفتار کیسی جواب دیا بستر بچھا کر سو جا پوچھا اس کی خصلت کیسی ہے فرمایا جب تو اس کو اونٹوں کے درمیان دیکھے گا تو اس کی جگہ پہچان لے گا کوڑے کے پاس پوچھا اس کی طاقت کیسی ہے جواب دیا دیوار پر جتنا چاہو بوجھ لاد دو اس نے خرید لیا لیکن کوئی بھی چیز نہ دیکھی جو بیان ہوئی تھیں تو وہ لوٹ آیا اور کہا میں نے اس میں کوئی اچھائی نہیں دیکھی واپس کرنا چاہتا ہوں قاضی نے کہا صحیح ہے لیکن میں نے کوئی بات جھوٹی نہیں کہی۔

(۱۰۶) قریشی نے فرمایا مجھ کو ابو القاسم سلمی نے ایک سے زائد مشائخ سے نقل کیا کہ شریح زیادہ کے پاس سے نکلا اور وہ مریض تھا تو مردق بن اجدع نے ان کی طرف پیغام بھیجا اور پوچھا کہ امیر زیادہ کو کیسے پایا فرمایا میں نے اس کو اس حالت میں چھوڑا کہ وہ حکم کر رہا تھا اور منع کر رہا تھا یعنی وصیت کا حکم فرما رہے تھے اور رونے دھونے سے منع فرما رہے تھے۔

(۱۰۷) ابن جوزی نے فرمایا کہ ہمیں روایت پہنچی کہ عدی بن ارطاۃ شریح کے پاس آئے اور وہ قضاء کی مجلس میں تھے تو شریح سے کہا آپ کہاں ہیں فرمایا تیرے اور دیوار کے درمیان پوچھا میری بات سن فرمایا اسی لئے اس مجلس میں بیٹھا ہوں کہا میں شام والوں سے ہوں فرمایا قریبی دوست ہے کہا میں نے اپنی برادری کی ایک عورت سے شادی کی ہے فرمایا اللہ وفاء داری اور اولاد کے ساتھ برکت دے کہا میں نے شرط لگائی ہے کہ اس کو شہر سے نہ نکالوں گا فرمایا شرط پوری کرنا زیادہ ضروری ہے پوچھا لیکن میں نکلنے کا ارادہ کرتا ہوں فرمایا اللہ کی حفاظت میں (یعنی یہاں سے اللہ کی حفاظت میں نکل جا) کہا ہمارے درمیان فیصلہ کیجئے فرمایا میں کر چکا (یعنی شرط پر قائم رہو)

قاضی ابوحازم کی ذہانت

قاضی ابوحازم اس بارے میں بڑے تعجب انگیز آدمی تھے لوگ ان کی بات کا انکار کرتے پھر حق اسی بات میں ظاہر ہوتا جو وہ کرتے تھے۔

(۱۰۸) مکرم بن احمد کہتے ہیں میں قاضی ابوحازم کی مجلس میں تھا تو ایک بوڑھا آدمی اور اس کے ساتھ ایک نوجوان لڑکا قاضی کے پاس آئے بوڑھے نے لڑکے پر ایک ہزار اشرفیوں کا دعویٰ کیا قاضی نے لڑکے سے پوچھا تو کیا کہتا ہے جواب دیا ہاں قاضی نے بوڑھے کو کہا اب آپ کیا چاہتے ہیں کہا اس کو قید کروانا قاضی نے کہا نہیں پھر بوڑھے نے کہا اگر قاضی اس کو قید کردے تو میرا مال حاصل ہو جائے گا قاضی ابوحازم سمجھ گئے کہ ان کے درمیان کوئی معاہدہ ہے ابوحازم نے کہا تم دونوں ایک دوسرے کو نظر میں رکھو جب تک کہ دوسری مجلس میں میں تمہارا معاملہ دیکھوں (مکرم راوی کہتے ہیں کہ میں نے سوچا کہ ابوحازم نے آخر کس وجہ سے ان کو موخر کیا پھر میں نے ابوحازم کو کہہ ڈالا کہ آپ نے ان کو کیوں دیر سے رکھا۔ ابوحازم نے فرمایا افسوس تجھ پر میں عام طور سے اکثر احوال میں صحیح آدمی کو مجرم سے جدا کر لیتا ہوں اور وہ صرف چہروں کو ہی دیکھ کر اور اس کے ساتھ مجھ کو ایک اندازہ ہو گیا ہے جو خطا نہیں جاتا اور ان کے بارے میں میرے دل میں آیا ہے کہ اس مجرم کا بڑی سخاوت سے اقرار کر لینا کسی دھوکے کی وجہ سے ہے اور شاید ان کی طرف سے کوئی واضح

کرنے والی چیز ظاہر ہو جائے کیونکہ عام طور پر میں نے اموال کے بارے میں ایک دوسرے کا انکار دیکھا ہے اور ان میں تو کوئی لڑائی ہی نہیں بلکہ اتنے زیادہ مال کے باوجود ان کی طبیعت پر سکون ہے اور جوانوں کی عادت تقوی کی وجہ سے اس قدر نہیں ہو جاتی کہ اتنے مال کا بھی فوراً اپنے ذمے جلد اقرار کر لیں اور بڑے کھلے دل کے ساتھ راوی مکرم کہتے ہیں کہ ہم اسی طرح گفتگو کر رہے تھے کہ ایک آدمی نے قاضی کے پاس آنکی اجازت طلب کی اجازت دے دی گئی جب داخل ہوا تو دعا دی اللہ قاضی کو درست و سلامت رکھے۔ میں اپنے جوان لڑکے کی وجہ سے بڑی آزمائش میں پڑ گیا ہوں میرا جو بھی مال اس کے ہاتھ لگتا ہے لڑکوں میں ضائع کر دیتا ہے اور جب اس کو روکتا ہوں تو ایسا حیلہ اور مکر کرتا ہے کہ مجھے ہی تاوان بھی بھرنا پڑ جاتا ہے اور اس طرح آج بھی کھڑا ہو گیا کہ ایک کاریگر نے اس پر ہزار دینار کا دعوی کیا ہے ابھی ابھی اور مجھے خبر پہنچی ہے کہ وہ قاضی کے پاس گیا ہے تاکہ اقرار کرے اور قید ہو جائے اس طرح میری اور اس کی ماں کی زندگی تباہ ہو گئی ہے اب میں اس کے بارے میں فیصلہ چاہتا ہوں مکرم راوی کہتے ہیں جب میں نے یہ بات سنی تو قاضی کے پاس جلدی کی تاکہ اس کو معاملہ واضح کروں تو قاضی مسکرانے لگے اور کہا بوڑھا اور لڑکا دونوں حاضر کئے جائیں ابو حازم قاضی نے بوڑھے کو ڈرایا اور لڑکے کو نصیحت کی اور دونوں نے جرم کا اقرار کیا لہذا آدمی نے اپنے لڑکے کو لیا اور دونوں چلے گئے۔

(۱۰۹) روایت کی گئی ہے کہ ایک آدمی ابو حازم کے پاس آیا اور کہا کہ شیطان میرے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ تو نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے اس طرح وہ مجھ کو شک میں ڈالتا ہے ابو حازم نے کہا اور کیا تو نے طلاق نہیں دی ہے کہا نہیں کہا کل تو میرے پاس آیا تھا اور میرے پاس تو نے بیوی کو طلاق دی ہے کہا اللہ کی قسم میں کل آپ کے پاس آیا ہی نہیں اور نہ ہی کسی بھی صورت میں میں نے اس کو طلاق دی ہے قاضی نے کہا اسی طرح تو شیطان کے سامنے بھی قسم اٹھا لینا جیسے میرے سامنے اٹھائی ہے اور اس طرح تو امن میں رہے گا۔

ابن المنوی کی ذہانت

(۱۱۰) ابن جوزی فرماتے ہیں کہ مجھے ابو محمد عبداللہ بن علی المقری کہتے ہیں کہ ابن المنوی کے دروازے کا نگران بڑا ہوشیار تھا ایک مرتبہ اس نے سردیوں کی رات میں بر اوے

کی آواز سنی (برادہ کسی برتن کو دوسرے برتن میں گھمانا) اس نے جلدی میں دروازہ کھولنے کا حکم دیا تو ایک مرد اور عورت نکلے پوچھا آپ کو کیسے علم ہوا جواب دیا سردیوں میں پانی ٹھنڈا نہیں کیا جاتا (برتن میں برف کا ٹکڑا ہوتا ہے اس میں دوسرے برتن کو گھمایا جاتا تھا پہلے زمانوں میں) اور یہ انہی دونوں کی علامت ہے۔ جو قبیح فعل کر رہے تھے۔

(۱۱۱) اور انہی ابن النسوی کے بارے میں منقول ہے ابو حکیم ابراہیم بن دینار اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ابن النسوی کے پاس دو آدمی لائے گئے چوری کی الزام میں پکڑے ہوئے تھے ابن النسوی نے دونوں کو سامنے کھڑا کیا پھر کہا پانی لاؤ خادم لے آئے پھر پینے لگے اور باقی بچے ہوئے کو گلاس سمیت ہاتھ سے جان بوجھ کر چھوڑ دیا تو وہ ٹوٹ گیا ان میں سے ایک تو اس وجہ سے صحیح رہا دوسرے کی حالت صحیح نہ رہی بلکہ وہ کپکپا گیا اس کو قاضی نے کہا تو چلا جا اور پہلے کو کہا جو چوری کیا ہے لوٹاؤ پوچھا گیا آپ کو کیسے علم ہوا فرمایا چور کا دل قوی ہوتا ہے وہ نہیں کانپا اور یہ گھبرانے والا بری ہے اس لئے کہ اگر گھر کے اندر چوہا بھی حرکت کرتا تو یہ گھبرا جاتا اور چوری سے رک جاتا۔

(۱۱۲) انہی کے بارے میں بعض بزرگوں نے بیان فرمایا ہے ابن النسوی کا پڑوسی لوگوں کا امام تھا وہ کسی کی سفارش کے لئے ابن نسوی کے پاس آیا اس کے سامنے ایک طباق تھا جس میں نمک پارے تھے فرمایا کھاؤ لیکن امام صاحب رکے رہے فرمایا آپ سمجھتے ہوں گے کہ ابن نسوی کے پاس حلال مال کہاں سے آیا لیکن آپ کھائیں آپ نے اس سے زیادہ حلال کبھی نہ کھایا ہوگا امام نے بطور مذاق کہا ایسی چیز آپ کے ہاں کہاں سے آگئی جس میں کوئی شبہ نہیں فرمایا اگر خبر دوں تو کھاؤ گے کہا جی ہاں تو ابن نسوی سنانے لگے۔

کہ چند رات پہلے ایسا ہی وقت ہوگا اچانک دروازہ کھٹکھٹایا باندی نے پوچھا کون ہے جواب آیا ایک عورت اجازت مانگتی ہے اس کو اجازت دے دی گئی وہ داخل ہوئی اور میرے قدموں پر گر گئی اور ان کو چومنے لگی میں نے کہا تیری کیا حاجت اور ضرورت ہے تو وہ کہنا شروع ہوئی میری دو بیٹی اور ایک شوہر ہے ایک لڑکی کی عمر بارہ سال دوسری کی چودہ سال ہے اور میرے شوہر نے دوسری شادی کرلی ہے اور اب وہ ہمارے پاس بھی نہیں آتا اور اولاد اس کو یاد کرتی ہے تو میرا دل تنگ ہوتا ہے میرا خیال ہے کہ وہ ایک رات اس بیوی کے لئے مقرر کر دے اور ایک رات میرے لئے میں نے شوہر کا کام پوچھا جواب دیا روٹیاں پکاتا

ہے پوچھا اس کی دکان کہاں ہے۔ جواب دیا فلاں جگہ میں نے بیٹیوں کے نام پوچھے تو وہ بتادیئے میں نے کہا انشاء اللہ میں اس کو تیرے پاس لوٹادوں گا پھر اس نے کہا یہ سوت کی گئی ہے میں نے اور میری بیٹیوں نے اس کو کاتا ہے آپ کے لئے بالکل حلال ہے میں نے کہا اس کو لے لے اور اب چلی جا وہ چلی گئی پھر میں نے اس کے شوہر کی طرف دو آدمیوں کو بھیجا اور کہا اس کو لے آؤ لیکن گھبراہٹ میں نہ ڈالنا انہوں نے حاضر کر دیا لیکن اس کی عقل خوف سے اڑی ہوئی تھی میں نے کہا کوئی خوف کی بات نہیں ہے میں نے تجھ کو بلایا ہے اس لئے کہ تجھے دو بوری گندم کا آٹا دے دوں اور اس کی پکانے کی قیمت اور تو قافلہ کے لئے روٹیاں پکا دے پھر جا کر اس کا خوف نکلا لیکن اس نے کہا میں اجرت نہیں لوں گا میں نے کہا کیوں نہیں۔ نقصان دینے والا دوست کھلا دشمن ہوتا ہے۔ اور تو میرا دوست ہے اور ہاں تیری فلاں بیوی جو فلاں کی بیٹی ہے وہ میری چچا کی بیٹی ہے اور اس کی فلاں فلاں بیٹی کیسی ہیں کہا سب خیریت سے ہیں میں نے کہا اللہ اللہ اس بات کی تو کوئی ضرورت نہیں کہ میں آپ کو نصیحت کروں کہ اس کا دل تنگ نہ کرنا وہ تو پہلے بھی آپ خیال رکھتے ہوں گے پھر کہا ٹھیک ہے اپنی دکان چلے جائیں اگر کوئی بھی ضرورت ہو تو فوراً آجانا تو جب یہ رات آئی تو عورت آئی اور یہ طباق اس کے ساتھ تھا اور مجھ کو قسم دی کہا آپ اس کو واپس نہ کرنا اور کہا کہ خدا کی قسم اب میں اور میری اولاد بڑے اطمینان سے ہیں اور اللہ کی قسم یہ میرے کاتے ہوئے سوت کی قیمت سے ہے خدا واسطے اس کو نہ لوٹانا تو میں نے قبول کر لیا۔

ابن نسوی نے کہا اب بتائیں کیا یہ حلال ہے فرمایا خدا کی قسم دنیا میں اس سے زیادہ کوئی حلال نہیں ابن نسوی نے کہا لہذا کھائیں تو امام صاحب کھانے لگے۔

رئیس العلماء

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابتؒ کی ذہانت کے چند واقعات

امام ابو حنیفہ رحؒ کی ذہانت

(۱۱۳) امام ابو یوسف سے منقول ہے کہ خلیفہ منصور نے امام صاحب کو بلایا تو ربیع جو منصور کا دربان اور امام صاحب سے دشمنی رکھتا تھا وہ کہنے لگا اے امیر المومنین یہ ابو حنیفہ آپ کے دادا عبد اللہ بن عباس سے مخالفت کرتے ہیں وہ تو فرماتے ہیں کہ آدمی جب قسم اٹھالے بعد میں ایک دو دن کے بعد وہ استثنا کر لے (یعنی یہ کہے کہ انشاء اللہ یا کوئی اور بات نکال دے کہ قسم میں یہ داخل نہیں ہے) تو عبد اللہ ابن عباس جائز رکھتے تھے اور ابو حنیفہ کہتے ہیں یہ جائز نہیں ہے۔

امام صاحب نے کہا اے امیر المومنین یہ ربیع خیال کرتے ہیں کہ کوئی آپ کا فوجی یا رعایا کا کوئی آدمی آپ کی بیعت میں نہیں ہے امیر المومنین نے کہا یہ کیسے فرمایا کہ یہ قسم اٹھاتے ہیں آپ کی اطاعت کریں گے پھر گھر لوٹتے ہیں اور انشاء اللہ کہہ لیتے ہیں تو قسم ختم ہو جاتی ہے تو منصور ہنسا اور کہا اے ربیع ابو حنیفہ کے پیچھے نہ پڑا کر جب وہاں سے امام صاحب نکلے تو ربیع نے کہا آپ نے تو میرے خون بہانے کا ارادہ کر لیا تھا امام صاحب نے فرمایا لیکن ارادہ تو آپ نے کیا تھا میرے خون بہانے کا لیکن میں نے آپکو بھی بچالیا اور اپنے آپکو بھی۔

(۱۱۴) عبد الواحد بن غیاث سے مروی ہے کہ ابو العباس طوسی امام صاحب کے متعلق برا خیال رکھتے تھے اور امام صاحب بھی اس بات سے واقف تھے ایک مرتبہ ابو عباس (دربار میں) امام صاحب کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا اے ابو حنیفہ امیر المومنین ایک آدمی کو بلاتے ہیں ہم میں سے اس لئے کہ اس کے متعلق گردن اڑانے کا حکم فرمائیں اور یہ معلوم نہیں کہ کون اس کے زیادہ لائق ہے (ابو عباس چاہتے ہیں کہ اس طرح امام صاحب ضرور فرمائیں گے بغیر کسی وجہ سے قتل حرام ہے اور یہ خلیفہ کی ناراضگی کا سبب ہوگا) امام صاحب نے فرمایا اے ابو عباس کیا امیر المومنین حق کا حکم فرماتے ہیں یا باطل غلط بات کا ابو عباس نے کہا حق کا امام صاحب نے فرمایا تو پھر حق کو جاری کروائیں جیسے بھی ہو اور سوال نہ کریں (اس طرح ابو عباس بڑے شرمندہ ہوئے) پھر امام صاحب نے اپنے قریب بیٹھے ہوئے ساتھی سے فرمایا اس نے مجھے قید کرنے کا ارادہ کیا تھا میں نے اس ہی کو باندھ دیا۔

(۱۱۵) علی بن عاصم سے مروی ہے کہ میں امام صاحب کے پاس آیا اور آپ کے پاس نائی تھا جو آپ کے بال کاٹ رہا تھا آپ نے بطور مذاق نائی کو کہا تو ہمیشہ سفید جگہوں کے پیچھے رہتا (یعنی سفید بال زیادہ کاٹتا ہے) اب زیادہ نہ کاٹا کر پوچھا وہ کیوں فرمایا کہ اس طرح وہ زیادہ ہو جاتے ہیں لہذا تو سیاہ جگہوں کے بال زیادہ کاٹا کرتا کہ وہ زیادہ ہوں۔

(۱۱۶) حیی بن جعفر سے مروی ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہ سے سنا فرما رہے تھے کہ ایک مرتبہ جنگل میں مجھے پانی کی ضرورت پیش آئی میرے پاس ایک دیہاتی آیا اور اس کے پاس پانی کا ایک کوزہ تھا اس نے پانچ درھم سے کم میں پانی دینے سے انکار کر دیا میں نے پانچ درھم دے کر پانی لے لیا پھر میں نے اعرابی کو کہا اعرابی میرے پاس ستو ہے کیا ارادہ ہے کھاتا ہے؟ کہا لے آ میں نے دے دیا اور وہ زیتون کے تیل کے ساتھ ملا ہوا تھا وہ کھاتا رہا یہاں تک کہ سیر ہو گیا پھر اس کو پیاس لگی پانی مانگا میں نے کہا ایک پیالہ پانچ درھم سے کم نہیں ملے گا اس طرح میں نے پانچ درہم بھی واپس حاصل کر لئے اور پانی بھی میرے پاس آ گیا۔

(۱۱۷) عبدالحسن بن علی سے مروی ہے وہ امام صاحب اور آپ کی ذہانت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرما رہے تھے کہ حاجیوں میں سے ایک آدمی نے کوفہ میں کسی کے پاس امانت رکھوائی حج کر کے واپس آیا اپنی امانت مانگی اس نے انکار کر دیا اور قسمیں اٹھانے لگا آدمی امام ابو حنیفہ کے پاس مشورہ کرنے گیا آپ نے فرمایا کہ کسی کو اسکے انکار کی خبر نہ دینا اور وہ امام صاحب کے ساتھ بیٹھا کرتا تھا امام صاحب نے اس سے تنہائی میں کہا اہل حکومت نے میرے پاس پیغام بھیجا ہے کہ کوئی ایسا آدمی جو قاضی بننے کی صلاحیت رکھتا ہو تو کیا آپ اس کیلئے خوش ہیں آدمی نے تھوڑا پس و پیش کیا اور امام صاحب اسکو رغبت دلاتے رہے پھر وہ لوٹ گیا جب کہ وہ قضاء کا خواہشمند ہو چکا تھا پھر امام صاحب کے پاس وہی مالک آیا اور اس کو آپ نے فرمایا اب جاؤ اور کہو میں سمجھتا ہوں آپ بھول گئے ہیں میں نے فلاں وقت میں آپکے پاس امانت رکھوائی ہے اور اس کی نشانی یہ ہے لہذا آدمی گیا اور ایسے ہی کہا تو اسنے امانت لوٹا دی۔

پھر یہی امانت واپس کرنے والا جب امام صاحب کے پاس پہنچا تو امام صاحب نے فرمایا میں نے تیرے معاملے میں غور کیا ہے میں نے سوچا ہے کہ تیرے مرتبہ کو اور بڑھاؤں اور اس عہدہ کے لئے تیرا نام نہ دوں یہاں تک کہ کوئی اس سے بڑا مرتبہ آجائے۔

(۱۱۸)ابن ولید سے مروی ہے کہ امام صاحب کے پڑوس میں ایک جوان رہتا تھا اور امام صاحب کی مجلس میں بھی آتا تھا اور کثرت سے آپ کے پاس بیٹھا کرتا ایک مرتبہ امام صاحب سے کہنے لگا میں کوفہ میں فلاں کے گھر سے شادی کرنا چاہتا ہوں اور نکاح کا پیغام بھی بھیج دیا ہے لیکن انہوں نے مجھ سے اتنا مہر مانگا ہے جو میری طاقت سے زیادہ ہے اور شادی کرنے کو بھی دل کر رہا ہے تو امام صاحب نے فرمایا اللہ سے استخارہ کر لو اور جو مہر وہ مانگتے ہیں دے دو اس نے ان کو مطالبہ کی منظوری کا جواب بھیج دیا جب نکاح منعقد ہو چکا تو وہ شخص امام صاحب کے پاس دوبارہ آیا اور عرض کیا کہ میں نے ان سے کہا تھا کہ کچھ اب لے لیں اور باقی بعد میں کیونکہ یک وقت تمام میری گنجائش میں نہیں ہیں لیکن انہوں نے انکار کر دیا کہ بغیر پورا مہر ادا کئے وہ لے جانے نہ دیں گے۔ تو آپ کی کیا رائے ہے آپ نے فرمایا ایک تدبیر کرو کہ اب تو کسی سے قرض لے کر چلے جاؤ اور اپنی گھر والی کے پاس پہنچ جاؤ اور ان کی سختی کے باوجود کسی طرح آپ پر معاملہ آسان ہو جائے گا اس نے ایسا ہی کیا اور لوگوں سے قرض وصول کیا امام صاحب سے بھی پھر جب یہ بیوی کے پاس پہنچ گیا اور اپنے گھر بھی لے گیا تو امام صاحب نے اس کو فرمایا اب ہر حال میں آپ یہ ظاہر کریں کہ آپ اپنی اہلیہ کو لے کر اس شہر سے کسی دور دراز علاقے میں جانا چاہتے ہیں۔ لہذا اسی خیال کے پیش نظر اس نے دو اونٹ کرائے پر لئے اور لے آیا اور یہ مشہور کر دیا کہ وہ روزی کی تلاش میں خراسان جائے گا اور بیوی کو بھی ساتھ لے جائے گا تو یہ بات لڑکی کے گھر والوں پر بڑی بھاری گذری تو وہ بھی امام صاحب کے پاس آئے تاکہ اس بارے میں آپ سے مدد لیں آپ نے فرمایا کہ اس کا حق ہے جہاں چاہے لے جائے انہوں نے عرض کیا کوئی ایسی صورت نہیں ہے کہ ہم عورت کو نہ نکلنے دیں امام صاحب نے فرمایا تم اس کے شوہر کو راضی کر لو اس طرح کہ جو تم نے اس سے لیا ہے واپس کر دو انہوں نے یہ بات قبول کر لی پھر امام صاحب نے نوجوان کو کہا کہ قوم نے سخاوت کی ہے کہ جو تم سے لیا وہ واپس لوٹا دیں اور تجھے بری کر دیں لیکن جوان نے کہا میں تو ان سے اور زائد لینا چاہتا ہوں امام صاحب نے فرمایا (حد سے نہ گزرو) یا تو یہی جو دے رہے ہیں لے لو (ورنہ لڑکی والوں کو دوسری تدبیر بتاؤں گا کہ) وہ لڑکی اپنے ذمے کسی کے قرض کا اقرار کر لے پھر جب تک وہ ادا نہ کرے گی اس وقت تک تم اسے نہ لے جا سکو گے شریعت کی رو سے آدمی سیدھا ہو گیا کہا اللہ اللہ وہ کہیں یہ بات سن نہ لیں بس میں ان سے زائد کچھ وصول نہ کروں گا چنانچہ وہ شوہر تھم گیا اور زیادہ مہر واپس لے لیا۔

علماء کرام رحمہم اللہ کی ذہانت کے قصے

علماء کی ذہانت

(۱۱۹) احمد بن دقاق سے مروی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ امام صاحب کے ساتھیوں میں سے کسی نے شادی کا ارادہ کیا۔ لڑکی والوں نے کہا کہ ہم امام صاحب سے تیرے بارے میں مشورہ کریں گے امام صاحب نے اس آدمی کو سمجھایا کہ جب وہ آ کر مجھ سے مشورہ کریں تو تو اپنا ہاتھ اپنے عضوِ مخصوص پر رکھ لینا جب وہ آئے اور سوال کیا تو امام نے فرمایا میں نے اس کے ہاتھ ایسی چیز دیکھی ہے جس کی قیمت دس ہزار درھم تک ہے۔

(۱۲۰) ہمیں یہ خبر پہنچی کہ ایک آدمی امام صاحب کے پاس آیا اور شکایت کی میں نے اپنا مال کسی جگہ دفن کر دیا تھا لیکن وہ اب یاد نہیں آ رہی امام صاحب نے فرمایا کہ یہ کوئی فقہ کا مسئلہ نہیں ہے جو میں بتاؤں لیکن تو جا اور نماز پڑھنا شروع کر دے صبح تک پڑھتا رہ انشاء اللہ تجھ کو یاد آ جائے گی آدمی نے ایسا ہی کیا رات کا چوتھائی حصہ بھی نہ گزرا تھا کہ جگہ یاد آ گئی پھر امام صاحب کے پاس آیا اور خبر دی آپ نے فرمایا مجھے علم تھا کہ شیطان تجھے نہیں چھوڑے گا کہ تو صبح تک نماز پڑھتا رہ لہذا تجھے یاد آ گیا لیکن تجھے شکر کے طور پر پوری رات نماز پڑھنا چاہیئے تھی۔

امام شافعیؒ کی ذہانت

(۱۲۱) امام ابو حاتم رازی، ابو الحسن سے اور وہ احمد بن سلمہ بن عبداللہ نیشاپوری سے اور وہ ابو بکر محمد بن ادریس سے اور وہ وراق حمیری سے روایت کرتے ہیں کہ محمد بن ادریس (امام شافعیؒ) نے فرمایا میں یمن کی طرف نکلا ذہانت کی کتابوں کی تلاش کے لئے تو میں نے ذہانت کی باتیں لکھیں اور اس کی کتابیں جمع کیں پھر جب میرے لوٹنے کا وقت آیا تو راستے میں ایک آدمی کے پاس سے میرا گذر ہوا اور وہ چار زانوں اپنے گھر کے صحن میں بیٹھا تھا نیلی آنکھوں والا ابھری ہوئی پیشانی والا اور بغیر داڑھی میں نے اس کو کہا اترنے کی جگہ ہے کہا ہاں امام شافعی فرماتے ہیں اور یہ مذکورہ اعضاء کی صفات ذہانت کے باب میں سب سے گندی

صفات ہوتی ہیں۔ تو اس نے مجھے مہمان بنالیا۔ اتنی آدمی پایا میرے پاس شام کا کھانا اور خوشبو وغیرہ بھیجی اور میرے جانور کو چارہ ڈالا میرے لئے بستر الحاف بچھایا گیا لیکن میں ساری رات کروٹ بدلتا رہا کہ ان کتابوں کو پھینک دوں گا جب میں نے صبح کی تو اپنے غلام کو کہا زین چڑھاؤ اس نے زین لگادی میں سوار ہوا اور اس کے پاس گیا اور اس کو کہا کہ جب آپ مکہ آئیں اور مقام ذی طویٰ کے پاس سے گذر ہو تو محمد بن ادریس شافعی کے گھر کا پوچھنا تو آدمی نے مجھے کہا کہ کیا میں تیرے باپ کا غلام ہوں میں نے کہا نہیں پھر اس نے کہا کیا تیرا میرے پاس مال ہے میں نے کہا نہیں کہا کہ میں نے تیرے لئے دو درھموں کا کھانا خریدا اس طرح تیل اور عطر تین درھم کا اور تیرے جانور کے لئے دو درھم کا چارہ اور بستر اور لحاف کا کرایہ دو درھم تو میں نے اپنے غلام کو کہا اس کو یہ درھم دے دے پھر میں نے پوچھا کوئی اور چیز بھی باقی ہے کہا گھر کا کرایہ کیونکہ میں نے خود تکلیف اٹھائی اور تیرے لئے کھلی جگہ رکھی۔

امام شافعی فرماتے ہیں میں دل میں ان کتابوں پر بڑا خوش ہوا اور پھر پوچھا کوئی اور چیز باقی ہے کہا چلا جا اللہ تجھے رسوا کرے تیرے سے بدتر آدمی میں نے نہیں دیکھا۔

امام شافعی فرماتے ہیں میرے دل میں ان کتابوں کا بڑا اعتقاد بیٹھ گیا جو میں نے ذہانت کے بارے میں جمع کی ہیں اور یقین کر لیا یہ علم حق ہے۔

(۱۴۲) ربیع بن سلیمان کہتے کہ میں امام شافعی کے پاس تھا ایک آدمی ایک رقعہ لے کر آیا اس میں لکھا ہوا تھا (شعر) لکھ کے مفتی سے سوال کر کہ کیا دیکھنے اور ملنے میں بے تاب کے لئے کوئی گناہ ہے تو امام شافعی نے فرمایا شعر خدا کی پناہ ہو اس بات سے کہ دونوں کے جگر اس طرح مل جائیں کہ جس سے جگر زخمی ہوں۔

کسی نے امام صاحب کو کہا کہ آپ ایسے جوان کو ایسی بات کا فتویٰ دیتے ہیں۔ فرمایا اے ابو محمد یہ ہاشمی آدمی ہے اس رمضان کے مہینے میں اس نے شادی کی اور جوان عمر کا ہے تو اس نے سوال کیا کہ کیا بغیر وطی کے ملنا اور بوسہ لینا گناہ ہے تو میں نے اس کے ساتھ فتویٰ دیا (کہ جماع کے بغیر حرج نہیں ہے) ربیع کہتے ہیں کہ لڑکے کے پیچھے آیا اور اس کے بارے میں سوال کیا تو ایسا ہی پایا جیسا اس نے سوال کیا تھا ربیع نے کہا میں نے ایسی ذہانت کبھی نہیں دیکھی۔

(۱۴۳) مروی ہے کہ ایک آدمی آیا اور سونے والوں کو یکے بعد دیگرے دیکھنے لگا

امام شافعی نے اپنے جوان شاگرد ربیع حرنی سے فرمایا جا اس کو کہہ کہ وہ اپنے کانے۔ کالی آنکھ والے غلام کو تلاش کر رہا ہے جو بھاگ گیا ہے۔ ربیع کھڑے ہوئے اور جا کر کہہ دیا آدمی نے کہا واقعی یہ صحیح ہے اس کے بعد آدمی امام شافعی کے پاس آیا اور کہا میرا غلام کہاں ہے۔ آپ نے فرمایا جیل میں تلاش کرو وہ وہاں ہے آدمی گیا اور اپنے غلام کو واقعی جیل میں پایا تو ربیع نے شافعیؒ سے عرض کیا اس کی وضاحت کریں آپ نے تو ہمیں حیرت میں ڈال دیا ہے (کیسے آپ کو یہ سارا علم ہوا)

آپ نے یہ فرماتے ہوئے جواب دیا میں نے اس شخص کو دیکھا مسجد کے دروازے سے داخل ہوا اور سونے والوں کے گرد چکر کاٹنے لگا میں نے کہا یہ بھاگنے والے کو تلاش کر رہا ہے اور جب دیکھا کہ یہ سیاہ آدمی کے قریب ہوتا ہے اور سفید سے بے پرواہی کرتا ہے تو کہا کہ وہ سیاہ غلام ہے جو بھاگ گیا ہے اور جب یہ دیکھا کہ بائیں آنکھ زیادہ غور سے دیکھتا ہے تو سمجھ گیا کہ اس کی آنکھ میں بھی کوئی مرض لاحق ہے پھر ہم نے آپ سے سوال کیا لیکن آپ کو اس کے جیل میں ہونے کا علم کیسے ہوا۔ فرمایا اس بات سے تطبیق دیتے ہوئے کہ کہا جاتا ہے غلاموں کے بارے میں کہ غلام لوگ جب بھوکے ہوتے ہیں تو چوری کرتے ہیں جب سیر ہو جاتے ہیں تو صحبت کرتے ہیں۔ اس بات سے میں نے یہ بات نکالی کہ ہو سکتا ہے دونوں چیزوں میں سے کوئی تو ضرور کی ہوگی اور ہر ایک جرم ہے جس کی سزا جیل تو ہے ہی اور ہم نے بھی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ ایسا ہی ہوا۔

(۱۲۴) روایت کی گئی ہے کہ امام محمد اور امام شافعی دونوں کعبۃ اللہ کے صحن (مسجد حرام) میں تشریف فرما تھے۔ ایک آدمی مسجد کے دروازے سے اندر داخل ہوا آپ دونوں حضرات میں سے ایک نے کہا کہ یہ بڑھئی ہے دوسرے نے کہا نہیں یہ لوہار ہے حاضرین نے جا کر اس آدمی کی معلومات کی تو اس نے کہا میں پہلے بڑھئی تھا لیکن اب لوہار ہوں۔

(۱۲۵) حرملہ بن یحیٰ سے مروی ہے کہ میں نے امام شافعی سے سنا ان سے ایک آدمی نے سوال کیا تھا کہ میں نے اپنی بیوی پر طلاق کی قسم اٹھائی تھی اگر میں یہ پھل کھالوں تب بھی اور اگر پھینک دوں تب بھی۔

حضرت امام شافعی نے فرمایا تو آدھا کھالے اور آدھا پھینک دے (کسی بات پر عمل نہ ہوگا کیونکہ قسم پورے پھل کی کھائی تھی)

ابن جوزیؒ فرماتے ہیں اور امام شافعی سے بھی منقول ہے امام احمد بن حنبل کا بھی ایک قول ہے کہ ہمارے اصحاب فرماتے ہیں کہ ان جیسے بہت سے ایسے مسائل ہیں جن سے ذہین فطین عالم ہی خبردار ہو سکتا ہے لہذا اسی مناسبت سے یہاں بھی ایسے ہی چند مسائل ذکر کئے جاتے ہیں۔

عورت پانی (نہر وغیرہ) میں ہو اور شوہر کہے اگر تو اس میں ٹھہری تب بھی تجھ کو طلاق اور اگر نکلی تب بھی تجھ کو طلاق تو پھر ہم دیکھیں گے کہ پانی جاری ہے اور شوہر کی کوئی اور نیت نہیں ہے تو عورت نکلے یا ٹھہرے طلاق نہیں ہو گی (اس لئے کہ دونوں حالت میں وہ پانی نہ ہو گا جسکا شوہر نے کہا ہے کہ اس پانی میں ٹھہری یا نکلی۔ اور وہ پانی آگے جا چکا ہے) اور اگر پانی رکا ہوا ہے تو فوراً عورت کو زبردستی اٹھا کر نکال لیا جائے (تب بھی وہ خود نہ نکلی نہ ٹھہری)

اگر عورت سیڑھی پر ہو اور شوہر کہے کہ اگر تو اس سیڑھی پر چڑھی یا اتری یا ٹھہری یا اپنے آپ کو گرایا ہر طرح تجھ کو طلاق ہو تو اس کے قریب دوسری سیڑھی رکھ لی جائے گی اور اس پر اس کو وہیں سے منتقل کر دیا جائے گا (اور اس طرح طلاق نہ ہو گی)

شوہر بیوی دونوں نے کھجوریں کھائی اور گٹھلیاں مل گئیں۔ شوہر نے کہا اگر تو ان گٹھلیوں کو جو میں نے پھینکی ہیں ان سے جدا نہ کرے جن کو تو نے پھینکا ہے تو تجھ کو طلاق تو عورت ہر ایک گٹھلی کو جدا جدا کر دے (لہذا طلاق نہ ہو گی) اس لئے کہ ہر ایک جدا ہو چکی (تو وہ بات بھی شامل ہو گئی)

اگر شوہر نے بیوی کو کہا اگر تو سچ بیان نہ کرے کہ تو نے مجھ سے چوری کی ہے یا نہیں تو تجھ کو طلاق تو بیوی کہے کہ میں نے چوری کی ہے جو کی ہے تو طلاق نہ ہو گی۔

شوہر نے دو اوڑھنیاں خریدی اور اس کی تین بیویاں ہیں اب کہتا ہے تم میں سے ہر ایک کو طلاق اگر ہر ایک اس مہینے کے بیس بیس دن چادر کو نہ اوڑھے تو ایسا کیا جائے گا کہ بڑی اور درمیانی پہلے دس دس دن اوڑھیں گی پھر بڑی والی چھوٹی کو اپنی چادر دیدے گی اور وہ اس کو آخر تک اوڑھے رکھے گی اور درمیانی کے جب بیس دن پورے ہو جائیں گے تو وہ اپنی چادر بڑی کو دیدے گی اور یہ بھی اس طرح بیس دن پورے کرے گی (اور کسی کو طلاق نہ ہو گی)

شوہر اپنی تین بیویوں کے ساتھ سفر پر گیا سفر تین فرسخ کا ہے اور دو خچر ساتھ ہیں

اب عورتیں سواری پر جھگڑا کرنے لگیں اور شوہر نے کہہ دیا اگر تم میں سے ہر ایک دو دو فرسخ سوار نہ ہو تو سب کو طلاق اب اس سے خلاصی کی صورت یہ ہوگی سب سے بڑی اور درمیانی پہلے سوار ہوں گی جب ایک فرسخ ہو جائے تو درمیانی اتر کر پیدل چلے اور بڑی اپنی جگہ بیٹھی رہے جب تک دو فرسخ ہوں اور چھوٹی درمیانی کی جگہ آخر سفر تک سوار ہو جائے پھر بڑی کے سفر پورا ہونے کے بعد درمیانی بڑی کی جگہ آجائے (اس طرح کسی کو طلاق نہ ہوگی)

آدمی تیس بوتلیں گھر لایا دس بھری ہوئی ہیں دس خالی ہیں دس آدھی آدھی بھری ہوئی ہیں اب شوہر کہتا ہے کہ تم کو طلاق ہو اگر میں یہ تم میں برابر برابر بغیر کسی ترازو اور پیمانے کے تقسیم نہ کروں۔ تو ایسا کرے گا کہ پانچ آدھی بھری ہوئی بوتلیں دوسری پانچ جو آدھی آدھی بھری ہوئی ہیں ان میں انڈیل دے گا اس طرح پندرہ خالی اور پندرہ پوری بھری ہوئی بوتلیں ہو جائیں گی اب ہر ایک کو پانچ خالی اور پانچ بھری ہوئی تقسیم کر دے گا۔

شوہر نے بیوی کے پاس برتن میں پانی دیکھا کہا مجھے پلا دے اس نے منع کر دیا تو شوہر نے قسم اٹھائی کہ اگر تو اس پانی کو لے یا پھینکے یا ویسے چھوڑ دے ہر صورت میں تجھ کو طلاق تو اب تدبیر یہ ہے کہ برتن میں کپڑا ڈالا جائے اور وہ جب پانی کو جذب کر لے تو اس کو دھوپ میں سوکھنے کے لئے رکھ دیا جائے۔

قاضی یحیٰ بن اکثم کی ذہانت

(۱۲۶) ابو علی یحیٰ بن محمد طورمارسی فرماتے ہیں کہ میں نے ابو حازم قاضی سے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ یحیٰ بن اکثم جب بصرہ کے قاضی بنائے گئے تو ان کی عمر بیس سال یا اس کے قریب قریب تھی اس کو کسی نے کہا آپ کی کیا عمر ہے قاضی سمجھ گئے کہ وہ ان کو عمر میں چھوٹا سمجھ رہا ہے تو قاضی نے کہا میں عتاب ابن اسید سے عمر میں بڑا ہوں جب ان کو آپ ﷺ نے فتح مکہ کے دن مکہ کا قاضی بنایا اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے بڑا ہوں جب آپ کو آپ ﷺ نے یمن والوں کا قاضی بنایا اور میں کعب بن سور سے بڑا ہوں جن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بصرہ والوں کا قاضی بنایا۔

قاضی کی ذہانت

(۱۲۷)ابن سماک سے مروی ہے کہ شام کے قاضی القضاۃ کے پاس کسی دن دو آدمی اپنے فیصلے کو لے گئے قاضی منصور کی جامع مسجد میں تھے ان میں سے ایک نے کہا میں نے اس کو دس دینار سپرد کئے تھے قاضی نے دوسرے کو پوچھا ہاں تو کیا کہتا ہے اس نے کہا کہ اس نے مجھے کچھ سپرد نہیں کیا قاضی نے مانگنے والے کو کہا تیرے پاس گواہ ہیں کہا نہیں پھر پوچھا کوئی دیکھ رہا تھا کہا ہاں صرف اللہ عزوجل تھے پھر پوچھا کون سی جگہ سپرد کئے تھے کہا کرخ کی مسجد میں پھر قاضی نے اس سے پوچھا جس پر دعوی کیا گیا تو قسم اٹھاتا ہے کہا جی ہاں قاضی نے مانگنے والے کو کہا اس مسجد میں جاؤ وہاں سے قرآن شریف کا ایک ورق لے کر آجانا کہ اس کے ساتھ اس سے قسم[1] لی جائے آدمی چلا گیا اور مجرم کو اپنے پاس بٹھالیا جب کچھ وقت گذر گیا قاضی اس کی طرف متوجہ ہوا اور پوچھا تیرا کیا خیال ہے وہ پہنچ چکا ہوگا کہا ابھی نہ پہنچا ہوگا اور یہ بھی اقرار کی طرح ہے لہذا قاضی نے کہا تیرے ذمے واقعی اس کے دینار ہیں پھر اس نے اقرار کر لیا۔

کعب بن سور کی ذہانت

(۱۲۷)عمر بن خطاب ؓ کے پاس ایک عورت آئی اور اپنے شوہر کی قدر دانی بیان کی اور کہا وہ دنیا والوں میں سب سے بہتر ہے رات کو اللہ کی بارگاہ میں کھڑا ہوتا ہے تو صبح کر دیتا ہے اور روزہ رکھتا ہے یہاں تک شام کر دیتا ہے پھر اس کو شرم آگئی حضرت عمر نے فرمایا اللہ آپ کو جزائے خیر دے آپ نے اچھی تعریف کی جب چلی گئی تو کعب بن سور نے فرمایا اے امیر المومنین اس عورت نے آپ کے پاس تو اپنے شوہر کی شکایت میں انتہاء کر دی ہے پوچھا کس کی شکایت عرض کیا اپنے شوہر کی آپ نے دونوں کو بلوایا اور کعب کو فرمایا آپ ہی فیصلہ فرمائیں کعب نے کہا فیصلہ کرتا ہوں اور آپ گواہ رہیں حضرت عمر نے فرمایا آپ جہاں تک سمجھیں ہیں میں نے نہیں سمجھا کعب نے فرمایا اللہ کا فرمان ہے فانکحوا ماطاب لکم من النساء مثنی وثلث و رباع

---

[1] قرآن شریف کی قسم اٹھانا جائز نہیں اسی طرح اللہ کے علاوہ کسی کی بھی قسم اٹھانا جائز نہیں ہے۔

ترجمہ۔ نکاح کرو تم جو تمہیں پسند آئیں دو دو سے تین تین سے چار چار سے۔ (پھر کعب نے شوہر کو حکم فرمایا) تین دن روزے رکھو اور چوتھے دن چھوڑ دو اسی طرح تین رات قیام کرو چوتھی رات اپنی بیوی کے پاس گذارو۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا پہلے فیصلہ سے یہ بڑا اچھا ہے میرے نزدیک پھر کعب کو بصرہ کا قاضی بنا کر بھیج دیا۔ کعب بن سور کے فیصلوں میں بڑے عجیب واقعات ہوتے تھے۔

لیث بن سعد کی ذہانت

(۱۲۹) ابو علی حسن بن ملیح طرائفی سے مروی ہے لولو خادم جو ہارون رشید کا خادم ہے بیان کرتا ہے کہ ہارون رشید اور اس کی چچازاد بیٹی زبیدہ کے درمیان مناظرہ اور مباحثہ شروع ہوا کسی بات میں ہارون اس کو اپنے کلام کے دوران کہہ گئے کہ اگر میں جنت والوں میں سے نہ ہوں تو تجھ کو طلاق ہو۔ پھر بڑا نادم ہوا اور دونوں پریشان ہو گئے اس قسم کی وجہ سے اور ہارون کی چچازاد بیٹی ہونے کی وجہ سے بھی بڑی مصیبت ہوئی ہارون رشید نے فقہاء کو جمع کیا اور ان سے اس قسم کے متعلق سوال کیا لیکن کوئی خلاصی نہ پائی پھر تمام شہروں میں فقہاء کے بلاوے کے لئے پیغام بھیجے جب سب اکٹھے ہو گئے تو ایک مجلس قائم کی اور اس میں سب کو بلایا اور میں بھی ہارون کے سامنے کھڑا تھا کہ کوئی بات پیش آئے تو مجھے حکم کریں پھر ان سے قسم کے متعلق سوال کیا اور میں ان کی بات کو آگے پہنچاتا تھا اور تعبیر کرتا تھا تو ہارون نے پوچھا کیا اس قسم سے کوئی خلاصی ہے فقہاء نے مختلف قسم کے جوابات دیئے اور جو مصر سے بلائے گئے تھے ان میں لیث بن سعد بھی تھے اور وہ بالکل مجلس کے آخر میں بیٹھے تھے اور کوئی بات نہ کر رہے تھے اور ہارون فقہاء کو ایک ایک کر کے دیکھ رہے تھے پھر ہارون کو کہا گیا کہ فلاں شخص مجلس کے آخر میں بیٹھے ہیں جنہوں نے کوئی بات نہیں کی تو میں نے ان کو کہا امیر المومنین آپ کو فرما رہے ہیں کہ آپ کیوں نہیں گفتگو کر رہے اپنے ساتھیوں کے ساتھ انہوں نے فرمایا امیر المومنین نے فقہاء کی بات کو سنا اور میں بھی اس پر قناعت کرتا ہوں لیکن ان سے کہا گیا آپ کچھ فرمائیں کیونکہ امیر المومنین فرما رہے ہیں اگر ہم انہی پر کفایت

کرتے تو تمہیں تمہارے شہروں سے نہ بلاتے اور یہ مجلس نہ قائم کی جاتی پھر لیث بن سعد نے کہا امیر المومنین اگر اس کے متعلق میرا کلام سنتا ہے تو تنہائی میں چلیں ہارون نے اس کا بندوبست کر دیا پھر ہارون نے فرمایا کیسے لیث نے عرض کیا امیر المومنین قریب ہو جائیں فرمایا اس غلام کے علاوہ یہاں کوئی نہیں اور اس سے کوئی جاسوسی کا خطرہ نہیں لیث نے کہا اے امیر المومنین امان ہو تو گفتگو کروں اور جو میں عرض کروں اس میں میری اطاعت اور عمل ہو تو کچھ کہوں۔ امیر المومنین نے فرمایا قبول ہے لیث نے جامع مسجد سے قرآن پاک کو منگوانے کا حکم کیا حاضر کر دیا گیا لیث نے کہا اس کو امیر المومنین لے لیں اور سورۃ رحمٰن کھول لیں امیر المومنین نے لیا اور سورۃ رحمٰن کھول لی لیث نے فرمایا امیر المومنین تلاوت شروع کریں۔ تلاوت کی جب امیر آیت ولمن خاف مقام ربه جنتان ترجمہ اس شخص کیلئے جو اپنے پروردگار کے پاس کھڑا ہونے سے ڈر گیا اسکے لئے دو جنتیں ہیں۔ یہاں پہنچے تو لیث نے کہا یہاں ٹھہر جائیں ٹھہر گئے پھر کہا امیر المومنین یوں کہیں واللہ۔ یہ بات امیر المومنین پر کچھ شاق گذری تو کہنے لگے یہ کیا ہے۔ لیث نے کہا امیر المومنین اسی پر شرط واقع ہوئی ہے کہ آپ میری بات قبول کریں گے پھر امیر المومنین نے اپنا سر جھکا لیا اور زبیدہ مجلس کے قریب ہی پردہ والے کمرے میں تھیں اور ساری گفتگو سن رہی تھی۔ پھر ہارون الرشید نے اپنا سر اٹھایا اور کہا واللہ لیث نے آگے کہا الذی لا الہ الا ہو الرحمن الرحیم یہاں تک کہ آخر قسم تک پہنچ گئے پھر لیث نے ہارون الرشید سے پوچھا اے امیر المومنین آپ اللہ کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتے ہیں فرمایا ہاں میں اللہ کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا ہوں پھر لیث نے کہا اے امیر المومنین آپ کے لئے تو دو جنتیں ہو گئیں نہ صرف ایک جیسے اللہ پاک نے خود اپنی کتاب میں فرمایا (اس لئے کہ ولمن خاف الخ آیت کا یہی مطلب ہے کہ جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا اس کے لئے دو جنتیں ہیں) جب یہ بات ہوئی تو پردے کے پیچھے سے تالی بجنے اور خوش ہونے کی آواز سنائی دی اور ہارون الرشید بھی کہنے لگے بہت اچھا کہا خدا کی قسم اللہ آپ کو برکت دے پھر امیر نے لیث بن سعد کیلئے جوڑوں اور انعامات کا حکم فرمایا پھر ہارون نے کہا اے بزرگ جو چاہیں آپ پسند فرمائیں جو چاہیں سوال کریں پورا کیا جائے گا۔

لیث نے کہا اے امیر المومنین یہ خادم جو آپ کے سر پر کھڑا ہے عطا فرما دیں فرمایا

لے لیں لیث نے پھر کہا اے امیر المومنین آپ کی اور آپ کی چچازاد بیٹی کی زمینیں مجھے ان پر نگراں بنادیں تاکہ میں ان کی نگہداشت کروں۔ (اور آپ کی خدمت انجام دوں) امیر نے فرمایا بلکہ ہم آپ کو بالکل سے دیتے ہیں کہا اے امیر المومنین میں ان میں سے کچھ نہیں چاہتا بلکہ یہ امیر ہی کے ہاتھوں میں رہیں اور میں اجرت نہیں لینا چاہتا بس اسی (نگرانی) کے ساتھ میری عزت ہے۔

خلیفہ ہارون الرشید نے کہا چلو تیرے لئے یہ فیصلہ ہوا اور حکم کیا کہ اس کے لئے ایسا ہی لکھ دیا جائے اور رجسٹر بنادیا جائے جیسے کہ رہے ہیں۔ اور لیث تمام انعامات اور جوڑوں اور خادم کو لے کر چلے اور زبیدہ نے بھی ہارون الرشید کے انعامات سے دگنے کا حکم فرمایا اور یہ ان تک پہنچادیا گیا پھر لیث نے مصر جانے کی اجازت طلب کی تو ان کو باعزت رخصت کیا گیا۔

ابو بکر باقلانی کی ذہانت

(۱۳۰) حسین بن عثمان وغیرہ سے مروی ہے کہ عضد الدولہ نے قاضی ابو بکر باقلانی کو شاہ روم کی طرف قاصد بنا کر بھیجا ابو بکر جب اس کے علاقے میں پہنچ گئے تو شاہ روم کو اس کی خبر دی گئی اور آپ کے علمی مرتبہ سے آگاہ کیا گیا تو شاہ روم نے اس کے معاملے میں غور و فکر کیا اور سوچا کہ ابو بکر اس کا (ادب) کے متعلق کوئی خیال نہ کرے گا جیسے کہ جب اس کے پاس اس کی رعایا داخل ہوتی ہے تو زمین کو بوسہ دیتی ہے پھر اسے یہ خیال آیا کہ اپنے بادشاہی تخت کو جس پر وہ بیٹھتا ہے چھوٹے دروازے کے سامنے رکھ لے اس طرح کوئی اس کے پاس بغیر جھکے نہیں آسکے گا اور قاضی بھی اس طرح داخل ہوگا، اس کو سامنے مطیع کرنے کیلئے یہی صحیح ہے۔ لہذا قاضی جب اس جگہ پہنچے تو سارا معاملہ ذہانت سے سمجھ گئے لہذا اپنی پیٹھ کو گھمایا اور سر کو جھکایا اور الٹے پاؤں چلتے ہوئے دروازے میں داخل ہوگئے اس طرح پشت کے ساتھ استقبال کرتا ہوا اس کے سامنے چلا گیا پھر اپنے سر کو اٹھایا اور بادشاہ کی طرف مڑ گئے پھر بادشاہ نے آپ کی ذہانت اور ہیبت کو جان لیا۔

عمارہ بن حمزہ کی ذہانت اور ذکاوت

(۱۳۱) عمارہ بن حمزہ کے متعلق منقول ہے کہ وہ منصور کے پاس تشریف لائے

اپنی جگہ اور مرتبہ پر بیٹھ گئے جو ان کے لئے وہاں مقرر تھا ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہا اے امیر المومنین میں مظلوم آدمی ہوں پوچھا کس نے تجھ پر ظلم کیا کہا عمارہ نے میری جائیداد غصب کرلی ہے منصور نے کہا اے عمارہ کھڑے ہوں اور اپنے مقابل کے ساتھ بیٹھ جائیں عمارہ نے کہا وہ میرے مقابل کیسے ہیں فرمایا وہ تیرے متعلق ظلم کی شکایت کرتے ہیں عمارہ نے کہا اگر جائیداد انہی کی ہے تو میں جھگڑا نہیں کرتا اور اگر میری ہے تو میں اس کے لئے چھوڑتا ہوں اور اس مرتبہ سے اٹھنا گوارا نہیں کرتا جس پر امیر المومنین نے مجھے مشرف فرمایا ہے اور میں محض جائیداد کی وجہ سے اس سے کم مرتبہ پر آنا نہیں پسند کرتا۔ جب ہم دربار سے نکلے تو قاسم بن عبید اللہ نے کہا آپ نے امیر المومنین کی بات کو لوٹا دیا انہوں نے کچھ فرمایا اور آپ نے نہیں کردیا فرمایا میرے لئے یہ پیچ اور سمجھ کہاں سے ہے۔

ایک بادشاہ کی ذہانت

(۱۳۲) روایت ہے کہ ایک بادشاہ کے چھپے ہوئے راز بہت مرتبہ دشمنوں پر ظاہر ہو جاتے تھے جس کی وجہ سے اس کی دشمن کے خلاف تدبیر ساری ناکارہ ہو جاتی۔ یہ بات بادشاہ کو پہنچی تو اس نے اپنے ایک خیر خواہ کو کہا کہ جماعت میرے رازوں پر واقف ہو جاتی ہے اور پھر ان کو ظاہر کردیتی ہے لیکن پتہ نہیں چلتا کہ کون ظاہر کرتا ہے اور یہ مجھے ناپسند ہے کہ پاک اور امانت دار کو جاسوس کے بدلے سزا دوں (پھر کچھ سوچ کر) انہوں نے ایک کاغذ منگوایا اور اس میں سلطنت کے متعلق تمام جھوٹی خبریں لکھوائیں پھر سب کو ایک ایک کر کے بلوایا ہر ایک صاحب اپنے ساتھی سے چھپ کر بادشاہ کے رازوں کو ظاہر کرتا تھا۔ تو خیر خواہ نے مشورہ دیا کہ ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ خبر دے دیں اور ہر ایک کو پوشیدہ رکھنے کا بھی حکم فرمادیں اور ہر خبر پر اس کا نام بھی لکھ دیں اس طرح بادشاہ کے پاس خیانت کرنے والوں کی خبر ظاہر ہو گئی اور صحیح خیر خواہوں کی خبر چھپی رہنے لگیں اور جو رازوں کو ظاہر کرتے تھے ان کا بھی علم ہو گیا اور بادشاہ نے ان کو زجر و تنبیہ کی۔

امام ابن جوزیؒ کی ذہانت

علامہ عبدالرحمن جوزی بڑے عادل علماء میں سے شمار کئے جاتے ہیں اور آپ بڑی

ذہانت قیادت اور حاضر جوابی کے مالک تھے آنے والا واقعہ اسی چیز پر دلالت کرتا ہے۔

(۱۳۳) حکایت کی گئی ہے کہ بغداد میں اہل السنۃ اور شیعوں کے درمیان مناظرہ ہوا کہ ابو بکر اور علی کے درمیان کون افضل ہے پھر وہ شیخ عبدالرحمٰن ابن جوزی کے جواب پر راضی ہو گئے (کہ جو وہ فرمائیں قبول ہے) پھر ایک شخص کو آپ سے سوال کرنے کے لئے کھڑا کیا گیا اور آپ اپنے وعظ کی مجلس میں کرسی پر تشریف فرما تھے آپ نے جواب دیا کہ دونوں میں سے جس کی بیٹی آپ کے نکاح میں ہو وہی افضل ہے (اور وہ ابو بکر ہیں) اور فوراً اتر آئے کہ کہیں دوبارہ سوال نہ کریں۔ پھر اہل سنت نے کہا وہ حضرت ابو بکر ہیں کہ ان کی بیٹی آپ کے نکاح میں ہے اہل تشیع نے کہا وہ حضرت علی ہیں کیونکہ آپؐ کی بیٹی ان کے نکاح میں ہے۔

اسی طرح ایک دوسرا فیصلہ مستضئی باللہ کے ساتھ بھی ہے جس سے ابن جوزی نے صاحب حق کو اس کا حق دلوایا اشارۃً کنایۃً فیصلہ فرما کر لہذا یافعیؒ اپنی کتاب مرائت الجنان میں آنے والا قصہ نقل کرتے ہیں۔

(۱۳۴) ابن جوزی نے کسی اہل علم سے سنا خلیفہ مستضئی باللہ کسی آدمی پر سخت غصہ ہوئے جو خلیفہ کے خادموں میں سے تھا خلیفہ نے اسکو سزا دینے کا ارادہ کیا لیکن وہ بھاگ گیا خلیفہ نے اس کے بھائی کو پکڑ لیا اور اسکے بھائی کے جرم میں اس کو رکھ لیا اور اسکے مال کو لے لیا تو اس نے ابن جوزی کو شکایت کی اور واقعہ ذکر کیا آپ نے اس کو فرمایا جب میری مجلس وعظ ختم ہو جائے تو میرے سامنے کھڑے ہو جانا تاکہ مجھے یاد آجائے اور خلیفہ پردے کے پیچھے سے ان کا وعظ سنتا تھا۔ اسکے بعد جب پہلی مجلس وعظ ختم ہوئی۔ وہ آدمی کھڑا ہوا جب شیخ ابو الفرج جوزی نے ان کو دیکھا تو چند اشعار اس بارے میں پڑھے کہ صاف آدمی کو مجرم کے بدلے نہیں پکڑا جاتا اور خلیفہ کو عدل اور احسان اور اس بات کی طرف اکسایا کہ وہ اس شخص کا لیا ہوا مال واپس لوٹا دے (اشعار ترجمہ) اے سعاد ٹھہر جا اور ہمیں اعضاء کے گناہ اور دل کے معصوم ہونے کی خبر دے اور کیسا فیصلہ تو نے کیا ہے کہ زید نے جرم کیا اور عمرو کو سزا دی گئی۔

تمہاری بات دوبارہ ذکر کی جائے گی اور وہ حسن میں زیادہ ہو گی اور بسا اوقات چیز آخر کے اعتبار سے اچھی ہوتی ہے لہذا خلیفہ نے پردے کے پیچھے سے فرمایا اس کا مال لوٹا دیا جائے لہذا اس کا لوٹا دیا گیا اور اس کی حالت کو نجات دی گئی۔

شیخ یاسین زرکشی کی ذہانت امام نودی کے متعلق

امام نودی سنہ ۶۳۱ھ میں پیدا ہوئے آپ کا نام یحی بن شرف بن مری بن حسن محی الدین ابوزکریا تھا سن ۶۷۶ھ میں آپ نے وفات پائی اور حضرت امام زہد پرہیز گاری تقوی کے ساتھ مشہور تھے اور بڑی طلب علم کی پیاس تھی اور اس پر عمل کرنے میں بڑا شہرہ تھا۔ یہاں تک کہ امام شافعی کے مذہب کی نشانیوں میں سے ایک علامت بن گئے اور کیسے آپ کی ابتداء ہوئی اور کیسے شیخ یاسین بن یوسف زرکشی نے ان میں ذہانت سے استعداد اور مرتبہ پہچانا اور یہ عنقریب اسی قصہ میں آپ کو علم ہو جائے گا اور یہ قصہ بہت عبرت اور سبق لینے کا ہے بنسبت دوسرے قصوں کے شیخ یاسین زرکش فرماتے ہیں۔

(۱۳۵) میں نے شیخ محی الدین کو دیکھا جب کہ ان کی عمر دس سال تھی اور آپ نودی بستی میں بچوں کے ساتھ تھے اور بچے اپنے ساتھ کھیل میں شریک کرنے سے آپ کو ناپسند کرتے تھے اور یہ ان سے بھاگتے تھے اور ان کی نفرت کی وجہ سے روتے تھے اور اس حالت میں بھی قرآن کی تلاوت رکھتے تھے تو میرے دل میں ان کی محبت بیٹھ گئی اور ان کے والد نے ان کو دکان میں لگایا لیکن یہ قرآن چھوڑ کر خرید و فروخت میں نہ لگتے تھے۔

شیخ یاسین فرماتے ہیں کہ میں ان کے قاری صاحب کے پاس آیا اور نصیحت کی امید ہے کہ یہ اھل زمانہ میں سب سے بڑے عالم ہوں اور بڑے زاہد ہوں اور لوگ ان سے نفع اٹھائیں انہوں نے مجھے کہا کیا آپ نجومی ہیں میں نے کہا نہیں لیکن اللہ نے مجھے اس بات کے ساتھ بلوایا ہے یہ بات ان کے والد کو ذکر کی گئی تو وہ بڑے حریص ہوئے یہاں تک کہ آپ نے قرآن پاک پورا کر لیا اور آپ بالغ ہو گئے حازمی عفا اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ واقعی شیخ نودی اپنے زمانے میں سب سے بڑے عالم تھے اور سب سے بڑے زاہد اور لوگوں نے آپ کے ساتھ بڑا نفع اٹھایا اور آپ کی کتابوں کے ساتھ تو آج تک نفع اٹھایا جا رہا ہے۔

استاذ العلماء عز بن عبد السلام کی ذہانت اور سمجھ

عز بن عبد السلام کو اسلام کی نشانیوں میں سے شمار کیا جاتا ہے اور ساتویں ہجری

کے بڑے مفکرین میں شمار کئے جاتے ہیں اور آپ ان بڑے علماء میں سے ایک ہیں جنہوں نے ظلم اور سرکشی کے خلاف جنگ کی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیا اور برائیوں کو ختم کیا اور اس دین عظیم کو سربلند کرنے میں اپنی جان کو لگایا اسی وجہ سے اللہ نے ان کو ذہانت اور سمجھ عطا فرمائی اور گہری باتوں کو ظاہر کیا اور آنے والی باتوں کو واضح کر دیا اسی طرح کا آنے والا قصہ بھی ہے۔

(۱۳۶) آپ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ آپ یہ شعر پڑھ رہے ہیں۔

ترجمہ اور میں اس شخص کی طرح ہوں جو ایسی دو ٹانگوں والا ہے ان میں ایک صحیح ہے اور ایک کو زمانے کے حوادثات نے بیکار کر دیا ہے پھر کچھ دیر حضرت ٹھہرے اور کہا کہ میں عمر کی تراسی ۸۳ منزلیں طے کروں گا اس لئے کہ یہ شعر اس شخص کا ہے اس کے اور میرے درمیان کوئی نسبت نہیں ہے سوائے عمر کے اس لئے کہ وہ اہل تشیع سے ہے اور میں اہل سنت سے ہوں اور میں چھوٹا قد نہیں ہوں جب کہ وہ ہے اور میں شاعر نہیں ہوں اور وہ شاعر ہے اور میں وسیلہ پکڑنے کو جائز رکھتا ہوں اور وہ جائز نہیں رکھتا لیکن وہ اتنی عمر زندہ رہا ہے۔ تو جیسے حضرت نے فرمایا تھا حقیقت میں بھی ویسا ہی ہوا۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی ذہانت

اس مقدمہ میں آپ کے وصف کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا آپ شام اور مشرق کے علامہ امام احمد بن تیمیہ حرانی دمشقی ہیں زمین آپ کے زمانے میں علم و عمل سے بھر گئی اور حق اور جہاد کا غلبہ ہوا اور آپ کے علوم کی سواریاں چل پڑیں آپ کے اعمال اور عادات کی خوشبوویں چار اطراف عالم میں مہک گئی اللہ آپ پر رحم فرمائے اور ہمیں آپ کے علم کی توفیق دے آپ کے اوصاف اور اطوار کا میرا کلام اور میرا قلم احاطہ نہیں کر سکتا۔

آپ رحمہ اللہ سن ۶۶۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۷۲۸ھ میں وفات پائی

آپؒ نے اپنے ظاہر کو اتباع سنت کے ساتھ آراستہ کیا اور اپنے باطن کو پروردگار

سبحانہ کے مراقبہ کے ساتھ مزین کیااور اپنے نفس اور اس دین کے دشمنوں سے جہاد کیا۔ اسی وجہ سے آپ کو یہ ذہانت عطا کی گئی اور یہ عجیب واقعات آپ کو اسی طرف اشارہ کریں گے آپ کے شاگرد علامہ ابن قیم جوزی اور آپ کے شاگرد حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں۔

(۱۳۷)جب آپ کا دشمن جس کا لقب جاشنکیر ہے ملک کا والی ہوا تو لوگوں نے آپ کو خبر دی اور کہا اب اس کی مراد (کتیہ) آپ سے نکلے گا آپ نے اللہ کی بارگاہ میں سجدہ شکر ادا کیا اور خوب لمبا کیا آپ سے اس کا سبب پوچھا گیا فرمایا یہ اس کی ذلت کی ابتداء ہے اور اب سے اسکی عزت ختم ہے اور اس کی حکومت کا زوال قریب ہے آپ سے پوچھا گیا یہ کب سے ہوگا فرمایا گھوڑوں کو لگامیں ابھی نہ باندھی جائیں گی کہ اس کی حکومت مغلوب ہو جائے گی۔ لہذا حقیقت میں بھی ایسا ہی ہوا جیسا فرمایا تھا۔

ابن قیم فرماتے ہیں۔

(۱۳۸)ایک مرتبہ حضرت نے فرمایا میرے پاس میرے اصحاب اور دوسرے لوگ آتے ہیں اور میں ان کے چہروں اور آنکھوں میں ایسی باتیں دیکھ لیتا ہوں جن کی مسکراہٹ تم کو ذکر نہیں کرتا۔

تو میں نے یا کسی اور نے عرض کیا حضرت اگر آپ ان کو خبر دے دیں تو کیسا ہو۔

فرمایا کیا تم چاہتے ہو میں بادشاہوں کے نجومیوں کی طرح ہو جاؤں۔

میں نے آپ کو ایک مرتبہ عرض کیا آپ ہمارے ساتھ یہ معاملہ جاری رکھیں تو اصلاح اور استقامت کے لئے بڑا ذریعہ ہے آپ نے فرمایا ایک جمعہ بھی تم صبر نہیں کر سکو گے یا ایک مہینے کا فرمایا۔

(۱۳۹)ابن قیم فرماتے ہیں بہت سی میری دل کی باتیں جن کا میں پکا ارادہ کر چکا تھا لیکن زبان پر اب تک نہ لایا تھا مجھے آپ نے بیان کر دیں۔

(۱۴۰) آپ نے اپنے اصحاب کو خبر دی کہ تاتاری سن ۶۹۹ھ میں شام میں داخل ہو جائیں گے اور مسلمانوں کے لشکر شکست کھا جائیں گے۔ لیکن دمشق میں خونریزی عام نہ ہو گی اور نہ لوگوں کو قیدی بنایا جائے گا تاتاریوں کا لشکر صرف مال لوٹے گا۔ اور یہ تاتاریوں کے جنگ کی حرکت کا ارادہ ہونے سے پہلے کی بات ہے۔ اور حقیقت میں بھی یہی ہوا۔

(۱۴۱) پھر جب سن ۷۰۲ھ میں تاتاریوں نے حرکت کی اور شام کا ارادہ کیا آپ

نے لوگوں اور امراء کو خبر دی کہ اب شکست اور غلبہ انہی پر ہوگا اور کامیابی اور مدد مسلمانوں کو ہوگی اور آپ شیخ تقی الدین ابن تیمیہ اس لشکر کی طرف متوجہ ہوئے جو حمات سے پہنچنے والا تھا آپ ان سے مقام قطیعہ میں مل گئے اور ان کو خبر دی کہ امراء اور عام لوگوں نے دشمنوں سے جنگ کرنے پر قسم اٹھائی ہے اور شیخ تقی الدین عوام الناس اور امراء کے سامنے قسم اٹھاتے تھے کہ اس دفعہ تم ہی کامیاب اور منصور ہوگے امراء نے آپ کو کہا انشاء اللہ فرمائیں آپ نے فرمایا انشاء اللہ حقیقت میں نہ کہ شرط کے ساتھ معلق

اور جب بھی لوگ آپ سے ان کی کثرت بیان کرتے آپ فرماتے اس پر بھروسہ نہ کرو اللہ نے ان کیلئے لوح محفوظ میں شکست لکھ دی ہے اور مدد مسلمانوں کیلئے لکھ دی ہے۔

اور آپ نے فرمایا کہ میں نے (اس طرح) کئی لشکر والوں اور امراء کو نصرت کا یقین دلایا ان کے نکلنے سے پہلے ہی اور آپ ان کو قرآن پاک کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے تھے کہ علیه لینصرنه الله پھر ان مسلمانوں پر ظلم کیا گیا (ہو چکا) اب البتہ اللہ ان کی ضرور مدد فرمائے گا۔

اور یہ معرکہ بالکل اسی طرح پیش آیا جیسے شیخ نے فرمایا تھا واقعی آپ کی زبان تو بارش کی طرح برستی تھی۔ واقعی مسلمانوں کو مدد حاصل ہوئی اور اللہ ہی کے لئے تمام تعریفیں اور احسان ہیں۔

(۱۴۲) جب آپ کو (حکومت کی طرف سے) مصر کے شہروں میں بلایا گیا اور آپ کے قتل کا ارادہ کیا گیا دشمنوں کے دلوں میں کینے پکنے لگے اور دشمنوں اور حاسدوں کی طرف سے آپ کے لئے معاملات کو آگے پیچھے کیا گیا تو آپ کے محسن اور اصحاب آپ کو الوداع کرنے کے لئے جمع ہوئے اور کہا کہ پے در پے خبر آچکی ہیں کہ قوم آپ کو قتل کا پکا ارادہ رکھتی ہے آپ نے فرمایا خدا کی قسم وہ میرے قتل تک کبھی نہ پہنچ سکیں گے تو پھر پوچھا گیا کہ کیا آپ قید ہو جائیں گے فرمایا ہاں میری قید طویل ہوگی پھر رہا ہو جاؤں گا اور لوگوں کو سنت کی باتیں کروں گا۔

اور یہی کچھ ہوا جس کی شیخ نے توقع کی تھی اور اے اللہ کے بندے اس میں تعجب نہ کر کیونکہ اللہ ہی تمام باطن معاملات کو جاننے والا ہے اپنے اولیاء میں سے جس کو چاہتا ہے آنے والی باتوں کی خبر دیتا ہے اور (شروں کو) ان سے دفع کرتا ہے۔

(قیافہ) نشانات سے پتہ چلانا۔

مجز زمد لجی جو ابن اعور بن جعد کنانی کے بیٹے ہیں ان کا (قیافہ) نشانات سے پتہ لگانا۔

(۱۴۳) حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے فرمایا کہ ایک دن آپ ﷺ بہت خوش میرے پاس آئے اور فرمایا اے عائشہ کیا آپ کو علم ہے کہ مجز زمد لجی میرے پاس آئے اور اسامہ اور زید کو دیکھا (یہ دونوں باپ بیٹا ہیں) اور ان دونوں پر چادر تھی جس سے انہوں نے اپنے چہروں کو چھپا رکھا تھا اور پاؤں کھلے تھے تو اس نے کہا یہ قدم بعض بعض سے ہیں (یعنی ان قدموں والے آپس میں ایک دوسرے کے باپ بیٹا ہیں)

(۱۴۴) ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ اس سے بڑے خوش ہوئے اور تعجب میں پڑے اور حضرت عائشہ کو خبر دی۔

حضرت وحشی ؓ کی ذہانت اور نشانات سے پتہ چلانا

(۱۴۵) عبد اللہ بن فضل، سلیمان بن یسار سے روایت کرتے ہیں کہ ہمیں جعفر بن عمر ضمری بیان کرتے ہیں کہ میں عبید اللہ بن عدی بن خیار کے ساتھ نکلا اور عبد اللہ نے مجھے کہا، کیا وحشی کے پاس چلیں تو ہم آئے اور وحشی کے پاس ٹھہر گئے سلام کیا انہوں نے جواب دیا اور عبید اللہ نے عمامے کے ساتھ سر اور منہ کو لپیٹا ہوا تھا وحشی کو صرف انکی آنکھ اور پاؤں دکھ رہے تھے عبید اللہ نے پوچھا اے وحشی کیا آپ مجھ کو جانتے ہیں انہوں نے دیکھا اور فرمایا نہیں اللہ کی قسم میں اتنا جانتا ہوں کہ عدی بن خیار نے ایک عورت سے شادی کی عورت نے ایک بچہ جنا (اور وہ بڑا ہوا) گویا کہ اب میں اس کے قدموں کی طرف دیکھ رہا ہوں۔

امیۃ بن ابی صلت کی ذہانت اور سمجھ

امیۃ ابن ابی صلت عبداللہ بن ربیع بن عوف بن ثقیف جو منبہ بن بکر بن ہوازن سے ہیں کنیت ابو عثمان اور کہا جاتا ہے ابوالحکم ان امیۃ بن ابی صلت کو شعراء جاہلیت کے بڑے علماء میں شمار کیا جاتا ہے کہا جاتا ہے کہ انھوں نے اسلام کو قبول کر لیا تھا۔ پھر پھر گئے (اللہ ہمیں عافیت اور سلامتی میں رکھے)

انہی کے اشعار میں سے ہے (ترجمہ) میرے غموں نے رات بسر کی جب کہ ان غموں کے مصائب رات کو سفر کر رہے تھے اور میں اپنی آنکھوں کو روک رہا تھا لیکن آنسو بند توڑ کر نکل رہے تھے۔ ہر زندگی اگرچہ وہ طویل زمانہ گذارے، ایک مرتبہ ضرور ہلاک ہونے والی ہے یہاں تک کہ وہ ختم ہو جائے۔ اور اس چیز کے ظاہر ہونے سے پہلے کاش میں پہاڑوں کی چوٹیوں پر ہوتا اور جنگلی بکروں کو چراتا

امیۃ کے اشعار جن میں وہ عبداللہ بن جدعان کی تعریف کرتا ہے۔

کیا مجھ کو میری ضرورت کا ذکر کیا جاتا ہے یا مجھ کو تیری حیاء کافی ہے اگر میں تجھ کو حیاء کا عادی بناؤں جب آدمی تیری تعریف کرے کسی دن تو اس کو تیری تعریف کرنا ہی کافی ہو جائے گا۔

امام احمد عمرو بن شرید کی حدیث ذکر فرماتے ہیں شرید کہتے ہیں کہ میں سواری پر آپ ﷺ کے پیچھے بیٹھا تھا آپ نے مجھ کو فرمایا کیا تیرے پاس امیہ بن ابی صلت کے اشعار میں سے کچھ ہے۔ میں نے عرض کیا جی ہاں فرمایا تو مجھے کوئی شعر سنایئے (میں نے سنایا) جب بھی میں کوئی شعر سناتا آپ مزید طلب فرماتے یہاں تک کہ میں نے سو شعر سناڈالے پھر آپ ﷺ چپ ہو گئے میں بھی چپ ہو گیا (مسلم نے اس کو روایت کیا ہے) اور یہ بھی آپ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کاش کہ وہ مسلمان ہو جاتا۔

امیہ بن ابی صلت بڑی ذہانت والے اور نشانی سے ہی پہچان جانے والے تھے انہی میں سے آنے والے چند واقعات ہیں۔

(۱۴۶) روایت کی گئی ہے کہ امیہ بن ابی صلت کے پاس سے ایک اونٹ گذرا جس پر ایک عورت سوار تھی اور اونٹ سر اوپر اٹھائے کچھ پکار رہا تھا امیہ نے کہا اونٹ تجھے (اے

سوار عورت) کہہ رہا ہے کہ ہودج (جو اونٹ کے اوپر رکھا جاتا ہے بیٹھنے کیلئے) میں سوئی ہے عورت نے ہودج اٹھایا تو اس میں سوئی تھی جو اونٹ کی کوہان کو چبھ رہی تھی۔

(۱۴۷) بسا اوقات آپ جانوروں کی بولی سمجھ لیتے تھے ایک مرتبہ سفر پر جا رہے تھے پرندوں کے پاس سے گذرے تو اپنے ساتھیوں کو کہا یہ پرندے یہ یہ کہہ رہے ہیں ساتھیوں نے کہا جو کہہ رہے ہیں ہم تو ان کی سچائی نہیں جان سکتے چلتے چلتے بکریوں کے ریوڑ کے پاس سے گذرے ان میں سے ایک بکری اپنے ریوڑ سے جدا ہو گئی اس کے ساتھ اس کا بچہ بھی تھا بکری اپنے بچے کی طرف مخاطب ہوئی اور ممیانے لگی گویا کسی چیز پر اکسا رہی ہو امیہ نے اپنے ساتھیوں کو کہا جانتے ہو یہ بچے کو کیا کہہ رہی ہے کہا نہیں کہا کہ وہ کہہ رہی ہے کہ ہمارے ساتھ جلد چل پڑ کہیں بھیڑیا آ کر نہ تجھ کو کھا لے جیسے پہلے سال تیرے بھائی کو اٹھا کر کھا گیا تھا تو یہ لوگ جلدی جلدی چلے تاکہ جا کر چرواہے سے پوچھیں کیا اس کے بچے کو گذشتہ سال بھیڑیا کھا گیا تھا جب انہوں نے یہ سوال چرواہے سے کیا تو اس نے کہا جی ہاں۔

(۱۴۸) ابن سکیت نے ذکر کیا ہے کہ امیہ بن ابی صلت پانی پی رہے تھے اچانک کوا کائیں کائیں کرنے لگا امیہ نے اس کو کہا تیرے منہ میں مٹی پڑے۔ دو مرتبہ ایسا ہی ہوا کسی نے پوچھا یہ کیا کہہ رہا ہے کہا کہ کہہ رہا ہے کہ تو یہ پانی جو تیرے ہاتھ میں ہے پئے گا اور مر جائے گا کوا پھر کائیں کائیں کرنے لگا پھر امیہ نے کہا اب کوا کہہ رہا ہے کہ اس کی نشانی یہ ہے کہ میں اب اس کوڑے کے ڈھیر پر اتروں گا اور اس سے کچھ کھاؤں گا اور میرے حلق میں ہڈی پھنس جائے گی اور میں مر جاؤں گا۔ پھر کوا اترا اسی کوڑے پر اور کچھ کھایا اور حلق میں کوئی چیز اٹکی اور پھر مر گیا پھر امیہ نے کہا اس نے اپنے متعلق تو سچ کہا ہے لیکن دیکھتا ہوں کیا میرے متعلق بھی سچ کہا ہے یا نہیں پھر وہ گلاس پانی کا پیا اور ٹیک لگائی اور مر گیا۔

عرب کی ذہانت اور چالاکی۔

حیلہ باز آدمی

(۱۴۹) شعبی سے مروی ہے کہ عمرو بن معدیکرب نکلے اور ایک قبیلے میں پہنچے وہاں ایک گھوڑا بندھا ہوا اور نیزہ گڑا ہوا تھا اور سوار نشیبی جگہ میں قضاء حاجت کر رہا تھا میں نے اس کو کہا اپنا اسلحہ سنبھال لے میں تجھ کو قتل کرنے والا ہوں پوچھا تو کون ہے میں نے کہا عمرو بن معدیکرب اس نے کہا اے ابو ثور (عمرو بن معدیکرب کی کنیت ہے) تو نے میرے ساتھ انصاف نہیں کیا تو گھوڑے کی پیٹھ پر ہے میں کنویں میں تو مجھے ذمہ دے کہ تو مجھے قتل نہ کرے گا۔ جب تک میں گھوڑے پر سوار نہ ہو جاؤں اور اپنا سامان نہ اٹھالوں۔ میں نے اس کو ذمہ دے دیا کہ میں اس کو قتل نہ کروں گا جب تک وہ سوار ہو اور سامان اٹھائے۔ وہ اس جگہ سے نکلا اور تلوار لے کر آرام سے بیٹھ گیا میں نے اس کو کہا یہ کیا۔ اس نے کہا نہ میں گھوڑے پر سوار ہو تا نہ تجھ سے لڑائی کرتا ہوں اگر تو نے عہد شکنی کی تو تو خوب جانتا ہے تو میں نے اس کو چھوڑ دیا اور چلا گیا۔ اور اس سے زیادہ حیلہ باز میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔

قبیلہ بنی عنبر کے ایک شخص کی ذکاوت

(۱۵۰) ابو حاتم اصمعی سے مروی ہے کہ ہمیں بنی العنبر کے ایک شخص نے بیان کیا کہ قبیلہ بنو شیبان نے قبیلہ بنی العنبر کے ایک شخص کو گرفتار کر لیا اس نے ان سے کہا کہ میری طرف سے کسی قاصد کو میرے قبیلے بھیج دو تاکہ وہ میرا فدیہ ادا کر دیں بنو شیبان نے کہا کہ صحیح ہے لیکن قاصد سے گفتگو ہمارے سامنے کرنا ہو گی تو اس کے پاس قاصد آیا اور اس کو کہا میری قوم کے پاس چلا جا اور ان کو کہہ کہ درختوں پر پتے آگئے اور عورتیں بیمار ہو گئیں پھر اس قیدی قاصد سے پوچھا کیا تو سمجھتا ہے اس نے کہا ہاں سمجھتا ہوں پھر قیدی نے ہاتھ کو حرکت دی اور پوچھا یہ کیا ہے جواب دیا رات قیدی نے کہا میں سمجھتا ہوں تو سمجھ

گیا ہو گا چلا جا اور ان سے کہہ دینا میرے بھورے اونٹ سے اتر جاؤ اور میری سرخ اونٹنی پر سوار ہو جاؤ اور میری بات حارثہ سے پوچھو لہذا قاصد ان کے پاس آیا اور انہوں نے اس کو حارثہ کو بھیج دیا قاصد نے ان کو پیغام دے دیا جب حارثہ قوم کے پاس آیا تو کہا کہ درختوں پر پتے آگئے ہیں اس کا مطلب ہے قوم بنی شیبان اسلحہ بند ہو گئے ہیں اور عورتیں بیدار ہو گئی ہیں مطلب یہ ہے کہ انہوں نے جنگ کی تیاری میں مشکیزے بھی تیار کر لئے ہیں اور یہ رات ہے اس کا مطلب وہ رات کی طرح تم پر چھا جائیں گے یا رات کو حملہ کریں گے اور بھورے اونٹ سے اتر جاؤ یعنی اس زمین سے کوچ کر جاؤ اور سرخ اونٹنی پر سوار ہو جاؤ یعنی میدان میں چلے جاؤ۔ یہ بات سنی تو قوم نے سامان اٹھا کر کوچ کر لیا اور واقعی بنو شیبان قوم حملے کے لئے آئی لیکن کسی ایک کو بھی نہ پایا۔

جوان کی ذہانت

(۱۵۱) ابن جوزی نے فرمایا مجھے ایک دیہاتی سے خبر پہنچی کے قبیلہ طئی نے عرب کے جوان کو گرفتار کر لیا قبیلہ کے پاس اس کے باپ اور چچا آئے تاکہ فدیہ دے کر چھڑا لیں قوم نے فدیہ میں زیادتی پر جھگڑا کیا انہوں نے جو عطیہ دیا اس پر وہ قوم راضی نہ ہوئی آخر اس کے باپ نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے دو فرقدین ستاروں کو بنایا جو صبح و شام دلوی طئی پر آتے جاتے ہیں کہ میں اس سے زائد نہ دوں گا پھر دونوں لوٹ آئے باپ نے چچا کو کہا میں نے اپنے بیٹے کو ایسی بات کہہ دی ہے کہ اگر کچھ بھی اس میں عقل ہو گی تو نجات پالے گا کچھ وقت گذرا تھا کہ لونٹوں کے ایک حصہ کو بھی ہنکالایا۔ اور بات جو باپ کی طرف سے بیٹے کو کہی گئی وہ یہ ہے کہ فرقدین دو ستارے دلوی طئی میں اس پر برابر صبح و شام طلوع ہو رہے ہیں اور اس سے غائب نہیں ہوتے۔ ان کی رہنمائی میں آجا

(۱۵۲) ابن اعرابی سے مروی ہے کہ ایک دیہاتی نے اپنے بھائی کو کہا کہ تو دودھ کے نیچے کا بچا ہوا بغیر کھانسی کئے پی لے گا اس نے کہا ہاں دونوں نے شرط لگالی جب اس نے پی لیا تو اس کو تکلیف ہوئی تو کھانسی کے بجائے یوں کہنے لگا بش املح و نب اقبح و انا فیه اسجح ان الفاظ کے ذریعے اس نے اپنی کھانسی نکال لی اور معنی یہاں مراد نہیں لیکن معنی اس کا ہے مینڈھا چیت کبرا ہے اور گھاس خراب ہے اور میں نرمی کرتا ہوں۔ دوسرے نے کہا تو نے

کھانسی کرلی ہے اس نے پھر کہامن تنحنح فدلا ملح ان الفاظ کے ذریعہ بھی اس نے کھانسی کر لی اور معنی یہ جو کھانسی کرے گا وہ کامیاب نہ ہو گا۔

(۱۵۳) ابراہیم بن منذر سے مروی ہے کہ ایک دیہاتی شخص ایک شہری کے پاس آیا شہری نے اس کو مہمان بنالیا اور اس شہری کے پاس بہت مرغیاں تھیں اور اس شہری کی ایک بیوی دو بیٹے دو بیٹیاں تھی شہری نے اپنی بیوی کو کہا کہ کھانے میں مرغی بھون لانا جب کھانا لگ گیا تو ہم سب یعنی میں میری بیوی دونوں بیٹے دونوں بیٹیاں اوز اعرابی بیٹھ گئے پھر ہم نے مرغی اس دیہاتی کے حوالے کی اور کہا اس کو ہمارے اور اپنے درمیان تقسیم کرلو ہمارا ارادہ مذاق کرنے کا تھا دیہاتی نے کہا میں تقسیم اچھی نہیں جانتا اگر تم میری تقسیم کے ساتھ راضی ہو تو میں تقسیم کروں ہم نے کہا ہم راضی ہیں تو اس نے کہا صحیح ہے پھر اس نے مرغی کا سر کاٹا اور مجھے دیا اور کہا کہ سردار کیلئے پھر دونوں بازو کاٹے اور کہا دونوں بازو دونوں بیٹوں کیلئے دونوں رانیں دونوں لڑکیوں کیلئے اور بڑھیا کیلئے بوڑھا حصہ (دم) پھر بقیہ حصہ : کہا مہمان کے لئے بقیہ حصہ۔ اس طرح تمام مرغی ختم کر دی پھر جب دوسرا دن ہوا تو میں نے اپنی بیوی کو کہا پانچ مرغیاں بھون لینا جب کھانا حاضر ہوا تو ہم نے اس کو تقسیم کے لیے کہا اس نے کہا کل تم نے میری تقسیم کو شاید اچھا نہیں پایا ہم نے کہا نہیں بہت اچھا پایا لہذا آپ ہی تقسیم کریں اس نے پوچھا جفت جفت یا طاق طاق تقسیم کروں ہم نے کہا طاق طاق کہا صحیح ہے پھر کہا آپ اور آپ کی بیوی اور ایک مرغی یہ طاق عدد ہوئے اور ایک مرغی ہم دو کو دے دی پھر کہا دو بیٹے اور ایک مرغی تین ہو گئے اور ایک مرغی دونوں لڑکوں کو دے دی پھر کہا دو لڑکیاں اور ایک مرغی تین ہو گئے اور ایک مرغی ان کو دے دی پھر کہا میں اور باقی دو مرغیاں تین ہو گئے اور دو مرغیاں لے لیں اور ہم اسکی طرف دیکھ رہے تھے اس نے دیکھا اور کہا کیا تم دیکھتے ہو شاید تم میری تقسیم طاق طاق پر راضی نہیں ہو طاق طاق تو اسی طرح ہو گی ہم نے کہا چلیں آپ جفت جفت تقسیم کر دیں اور تمام مرغیاں اس کو دے دیں پھر کہا آپ اور دو بیٹے اور ایک مرغی چار جفت ہو گئے اور ہمیں ایک مرغی دے دی اور بوڑھی اور دو بیٹی اور ایک مرغی چار جفت ہو گئے اور میں اور بقیہ تین مرغی چار جفت ہو گئے اور تین مرغیاں اپنی طرف کر لیں پھر آسمان کی طرف سر اٹھایا اور کہا اے اللہ تمام تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں جو تو نے مجھ کو یہ تقسیم سکھائی۔

شن کی ذہانت اور سمجھ

(۱۵۴)شرقی بن قطامی کہتے ہیں کہ شن عرب کے عقل مند لوگوں میں سے تھا ایک مرتبہ کہااللہ کی قسم میں تو ضرور چکر لگاتار ہوں گا یہاں تک کہ اپنی جیسی عورت کو پالوں پھر میں اس سے شادی کروں۔ وہ چلتا رہا یہاں تک کہ ایک سے اس کی ملاقات ہو گئی وہ بھی اسی بستی میں جارہا تھا جس کا شن نے ارادہ کیا تھا۔ تو شن اس کے ساتھ ہو گیا۔ جب دونوں چلے تو شن نے اس کو کہا تو مجھے اٹھائے گا۔ یا میں تجھے اٹھاؤں۔ آدمی نے کہا اے جاہل کیا سوار بھی سوار کو اٹھایا کرتا ہے۔ پھر چلتے رہے یہاں تک کہ ایک کھیت کو دیکھا جس کی کٹائی کا وقت ہو گیا تھا تو شن نے کہا بتائیں کیا یہ کھیتی کھائی جا چکی ہے یا نہیں۔ آدمی نے کہا اے جاہل کیا تو اس کو کھڑا ہوا نہیں دیکھ رہا۔ پھر ایک جنازے کے پاس گذر ہوا تو شن نے پھر پوچھا کیا یہ زندہ ہے یا مردہ۔ آدمی نے کہا تجھ سے بڑا جاہل میں نے نہیں دیکھا کیا تو نے کبھی زندہ کو بھی دیکھا ہے کہ لوگ اسے قبرستان اٹھائے لے جارہے ہوں۔ پھر آدمی کا گھر آگیا۔ آدمی کی ایک بیٹی تھی جس کا نام طبقہ تھا آدمی نے بیٹی کو قصہ سنایا اس نے کہا۔ تو مجھے اٹھائے گا یا میں۔ اس کا مطلب ہے کہ تو مجھے کچھ باتیں سنائے گا یا میں تجھے سناؤں۔

تاکہ اس طرح ہم سفر پورا کرلیں اور اس کی یہ بات کہ کھیتی کھائی جا چکی ہے یا نہیں کہ اس کے مالکان نے اس کو بیچ کر قیمت کھالی ہے یا نہیں اور اس کی یہ گفتگو کہ یہ مردہ زندہ ہے یا مردہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے پیچھے کسی کو چھوڑا ہے جس سے اس کا ذکر ہوتا رہے یا نہیں۔ آدمی دوبارہ شن کے پاس آیا اور اپنی بیٹی کی گفتگو سے آگاہ کیا۔ تو شن نے اسی لڑکی کو پیغام نکاح بھیجا۔ اور باپ نے لڑکی کی شادی شن سے کردی۔ شن اس کو لے کر گھر آیا جب لوگوں نے عورت کی عقل کو جانا تو کہنے لگے کہ شن نے طبقہ سے موافقت کرلی ہے۔

ایک غلام کی ذہانت اور سمجھ

عبدالملک بن عمیر سے مروی ہے کہ مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں کہ ابن حارث بن کعب کے ایک لڑکے کے علاوہ کبھی کوئی مجھ کو دھوکہ نہ دے سکا۔ میں نے اسی قبیلے کی ایک

عورت کا ذکر کیا اور میرے پاس اس قبیلے کا ہی جوان بھی بیٹھا تھا اس نے کہا اے امیر آپ کے لئے اس عورت میں کوئی بھلائی نہیں ہے میں نے پوچھا کیوں۔ کہا میں نے ایک مرد کو اس کا بوسہ لیتے ہوئے دیکھا ہے۔ پھر چند دن کے بعد مجھے خبر پہنچی کہ اسی جوان نے اس لڑکی سے شادی کر لی ہے مغیرہ نے اس کے پاس پیغام بھیجا کہ تو تو کہہ رہا تھا کہ میں نے کسی مرد کو اس کا بوسہ لیتے ہوئے دیکھا ہے اس نے جواب دیا بے شک میں نے اس کے باپ کو اس کے بوسہ لیتے ہوئے دیکھا ہے۔ مغیرہ کہتے ہیں جب بھی میں جوان کا تذکرہ کرتا ہوں (تو سوچتا ہوں) کتنا اس نے مجھ کو دھوکہ دیا ہے اس طرح۔

مقصد کے حصول کیلئے ذہانت کے ساتھ حیلہ جوئی کرنا

(۱۵۶) ہیثم نے فرمایا کہ ہمیں فرات بن احنف بن مرح العبدی نے خبر دی کہ میرے والد بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے کسی قوم میں شادی کا پیغام بھیجا لوگوں نے پوچھا آپ کیا کام کرتے ہیں کہا کہ جانوروں کی بیوپاری کرتا ہوں تو انہوں نے اس کی شادی کر دی پھر بعد میں سوال کیا تو معلوم ہوا کہ وہ بلیوں کا خرید و فروخت کرنے والا ہے لوگوں نے فیصلہ قاضی شریح کے پاس دائر کیا قاضی نے کہا بلیاں بھی چوپائے جانور ہیں لہذا قاضی نے شادی کو برقرار رکھا۔

سعید بن عثمان کی سمجھ

(۱۵۷) داؤد بن رشید سے مروی ہے کہ میں نے ہیثم بن عدی سے پوچھا کہ کس چیز کی وجہ سے سعید بن عثمان اس بات کے مستحق ہوئے کہ خلیفہ مہدی نے ان کو قاضی بنایا اور اس بلند رتبہ پر بٹھایا تو ہیثم بن عدی نے کہا کہ مہدی کے ساتھ اسکی خبر بڑی دلچسپ ہے اگر آپ پسند کریں تو میں بیان کروں میں نے کہا اللہ کی قسم میں واقعی اس کو پسند کرتا

ہوں تو ہیثم بن عدی نے کہنا شروع کیا کہ جب خلیفہ مہدی کو خلافت سپرد ہوئی تو اسکے دربان ربیع کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا میرے لئے امیر المومنین سے اجازت طلب کریں۔ ربیع نے اس سے پوچھا تو کون ہے اور تیری کیا ضرورت ہے۔ اس نے کہا میں ایسا شخص ہوں کہ میں نے امیر المومنین کیلئے بہت اچھا خواب دیکھا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ تم امیر المومنین سے میرا ذکر کرو (تاکہ میں خواب سناؤں) تو ربیع نے اسکو کہا اے شخص لوگ جو خواب اپنے متعلق دیکھتے ہیں ان کو سچ نہیں پاتے تو اپنے غیر کیلئے دیکھیں تو کہاں سے سچ ہوگا۔

تو جا ایسا حیلہ اختیار کر جو اس سے زیادہ تجھ کو کام آئے تو اس نے کہا کہ اگر تم میرے بارے میں خبر نہ دو گے تو میں ایسے شخص کو کہوں گا جو پہنچا دے گا اور پھر خلیفہ کو کہوں گا کہ میں نے اس سے اجازت طلب کی تھی لیکن تو نے اجازت نہ دی تو ربیع مہدی کے پاس آئے اور کہا کہ اے امیر المومنین آپ نے لوگوں کو لالچی بنا دیا ہے وہ آپ کے پاس مختلف تدبیریں بنا کر آتے ہیں مہدی نے کہا بادشاہوں کے ساتھ ایسا ہی ہوا کرتا ہے ربیع نے کہا دروازے پر ایک شخص کھڑا ہے اور وہ خیال کرتا ہے کہ اس نے امیر المومنین کے لئے ایک اچھا خواب دیکھا ہے اور آپ کو سنانا چاہتا ہے مہدی نے ربیع کو کہا افسوس ربیع میں خدا کی قسم اپنے آپ کے لئے خواب دیکھتا ہوں لیکن وہ سچ نہیں ہوتے تو یہ پھر کیسے صحیح ہوگا جب کہ دوسرا شخص دعوی کرے۔ ہو سکتا ہے اس نے خود ہی بنا لیا ہو ربیع نے کہا اللہ کی قسم میں نے اس شخص کو کہا تھا لیکن اس نے میری بات نہ مانی مہدی نے کہا چلو آدمی کو لے کر آؤ لہٰذا سعید بن عبد الرحمٰن کو لے آئے اس کی بڑی ڈاڑھی اور خوبصورت چہرہ اور تیز زبان اچھا منظر تھا مہدی نے اس کو کہا آجا اور مجھے خبر دے تو نے کیا دیکھا ہے۔ اس نے کہنا شروع کیا۔

اے امیر المومنین ایک شخص میرے پاس خواب میں آیا اور کہا کہ امیر المومنین کو خبر دے کہ وہ بڑی عیش سے خلافت کے تیس سال پورے کریں گے اور اس کی نشانی یہ ہے کہ امیر آج کی رات اپنے خواب میں دیکھیں گے کہ وہ یاقوتوں کو الٹ پلٹ کر رہے ہیں پھر ان کو شمار کریں گے تو تیس عدد پائیں گے گویا کہ یہ ان کو عطا کئے گئے ہیں مہدی نے کہا بہت اچھا خواب دیکھا ہے اور آج کی رات ہم اس کا امتحان کر لیں گے اگر بات صحیح نکلی تو تو جو چاہے تجھے ملے گا اور اگر خلاف نکلی تو بسا اوقات خواب سچ ہو جاتے ہیں اور بسا اوقات غلط (یعنی کوئی پکڑ نہ ہوگی) تو سعید نے کہا اگر میں اب اپنے اہل کے پاس خالی ہاتھ لوٹوں تو کیسا لگے گا میں

ان کو کہوں گا کہ میں امیر کے پاس سے آرہا ہوں اور خالی ہوں مہدی نے کہا پھر ہم کیا کریں سعید نے کہا اے امیر میں قسم کھاتا ہوں کہ آپ خواب ضرور دیکھیں گے ورنہ میری بیوی کو طلاق ہو تو پھر امیر نے اس کے لئے دس ہزار درہم کا حکم دیا اور یہ بھی حکم کیا کہ ان سے کوئی ضامن لیا جائے جو اس کو کل حاضر کرے سعید نے مال پر قبضہ کر لیا اور پوچھا گیا کہ تیرا کفیل کون بنے گا۔ سعید نے نظر اٹھائی تو ایک خادم کو دیکھا جو بڑا خوبصورت اچھی شکل والا تھا سعید نے کہا یہ میرا ضامن بنے گا مہدی نے اس کو پوچھا تو اس کا ضامن بنتا ہے۔ تو وہ شرمندہ اور سرخ ہو گیا۔ اور کہا جی ہاں سعید نے کفیل بنایا اور لوٹ گیا پھر جب رات ہوئی تو مہدی نے حرف بحرف اس طرح خواب دیکھا اور سعید بھی صبح صبح آ گیا اور اجازت لی اور آ گیا جب مہدی کی نگاہ اس پر پڑی تو پوچھا کہاں ہے تیری بات کا مصداق۔ سعید: امیر المومنین نے کچھ نہیں دیکھا۔ اور بڑے زور سے اپنی بات کہی اور کہا کہ میری عورت کو طلاق اگر آپ نے کچھ نہ دیکھا ہو۔ مہدی نے کہا تجھے اتنا پکا اور جری کس بات نے کر دیا ہے سعید نے کہا اس لئے کہ میں سچ پر قسم اٹھا رہا ہوں مہدی: اللہ کی قسم میں نے خواب کو بالکل اس طرح سچ پایا ہے۔
سعید: اللہ اکبر تو بس امیر المومنین اپنا وعدہ وفا کیجئے امیر المومنین: بالکل اعزاز و اکرام کے ساتھ اس کو تین ہزار اشرفیاں دی جائیں اور ہر قسم کے کپڑوں کے دس صندوق اور خاص اصطبل سے تین گھوڑے سعید نے یہ لیا اور لوٹ گیا پھر وہ خادم جو اس کا کفیل بنا تھا وہ اس کو ملا اور پوچھا آپ کو میں خدا کی قسم دیتا ہوں کیا واقعی آپ نے اس طرح خواب دیکھا تھا سعید نے کہا نہیں خدا کی قسم خادم: پھر کیسے امیر المومنین نے وہی دیکھا جو آپ نے کہا۔

سعید: یہ بڑے شعبدے کی بات ہے اس پر تم جیسے لوگ واقف نہیں ہو سکتے اور اس کی وجہ یہ ہے یہ بات امیر کو کہی تو ان کے دل میں کھٹکنے لگی اور امیر کا دل اسی میں مشغول ہو گیا اور فکر بھی اس میں لگ گئی تو جب وہ سو گئے تو قوت خیالیہ نے وہی دکھایا جو دل میں تھا اور جس کے ساتھ فکر مشغول تھی خادم نے پوچھا اور آپ نے تو قسم طلاق پر اٹھائی تھی کیا ہوا؟ میں نے ایک طلاق کی قسم اٹھائی تھی اگر امیر المومنین وہ خواب نہ دیکھتے تب بھی میں بیوی کے مہر میں دس درہم کا اضافہ کرتا اور خلاصی حاصل کر لیتا اور جب اتنی دولت حاصل کر لی تو یہ کیا زیادہ ہیں خادم حیران ہو کر سعید کا منہ دیکھنے لگا سعید نے کہا خدا کی قسم میں نے بالکل سچ کہا ہے چونکہ تم نے میری کفالت کی تھی اس لئے میں نے بدلے میں تم سے سچ کہہ دیا

لیکن اب اس راز کو پوشیدہ رکھنا۔ خادم نے بھی راز پوشیدہ رکھا پھر مہدی نے سعید کو اپنا قریبی بنا لیا اور مہدی کے لشکر پر قاضی کا عہدہ بھی مل گیا اور مہدی کے وفات تک اسی عہدہ پر رہے۔

ایک بڑے آدمی کی ذہانت

عوف بن مسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں عمر بن محمد سند اور ان کے ساتھی مشرکین کے شہروں میں چل رہے تھے دشمنوں کو علم ہوا تو یہ بھاگے انہوں نے ایک بوڑھے اور اس کے ساتھ غلام دیکھا عمر بن محمد نے اس سے اس کی قوم کا حال پوچھا اگر تو نے بتادیا تو تجھ کو امن ہے ورنہ: اس نے کہا اگر میں نے بتادیا تو یہ غلام بادشاہ کو اطلاع کرے گا اور وہ مجھے قتل کردے گا اس لئے میں پہلے اس کو قتل کر رہا ہوں تاکہ تمہیں صحیح خبر (جاسوسی) کرسکوں پھر اس بوڑھے نے غلام کو قتل کردیا پھر بوڑھے نے کہا سچ یہ ہے کہ مجھے خطرہ تھا اگر میں نے تمہیں بتانے سے انکار کردیا تو یہ غلام سب بتادے گا اب اس سے امن ہے اور خدا کی قسم اگر وہ پاؤں کے نیچے ہوں تو میں پھر اپنے پاؤں کو بھی نہ اٹھاؤں گا کہ تم مطلع ہو جاؤ (یعنی کسی صورت میں تم کو میں اپنی قوم کی جاسوسی نہیں کرسکتا) پھر عمر بن محمد کے ساتھیوں نے اس کی گردن اڑادی۔

طالب علم کی ذہانت

(۱۵۹) حمیدی سے روایت ہے کہ ہم سفیان بن عیینہ کی خدمت میں تھے کہ انہوں نے حدیث زمزم سنائی کہ جو آب زمزم جس نیت سے پئے گا وہ نیت پوری ہوگی یہ حدیث سن کر ایک شخص مجلس سے اٹھا اور تھوڑی دیر بعد آیا اور کہا اے ابو محمد (سفیان کی کنیت) کیا وہ حدیث صحیح نہیں ہے آپ نے فرمایا صحیح ہے اس نے کہا میں نے زمزم کا ایک ڈول اس نیت سے پیا ہے کہ آپ ہمیں سو احادیث سنادیں سفیان نے فرمایا بیٹھو پھر آپ نے سو احادیث سنائیں۔

(۱۶۰) ابن ابی زر سے مروی ہے کہ جب جی بھر آتا تھا تو سفیان بن عیینہ بنی ہاشم کے دروازے کے پاس ایک اونچی جگہ پر بیٹھ جاتے تاکہ آتے جاتے لوگوں کو دیکھیں

ایک دن اسی جگہ ایک طالب علم آپ کے پاس آبیٹھا اور کہا کوئی حدیث سناؤ آپ نے اس کو بہت احادیث سنائیں اس نے کہا اور سنائیں آپ نے اور سنائیں اس نے پھر کہا اور سنائیں آپ نے مزید احادیث سنائیں اور پھر اس کو ہلکا سا دھکا دے دیا (تاکہ وہ اب ہٹ جائے) مگر وہ وادی میں جان بوجھ کر گر پڑا اور یہ خبر ایک دوسرے سے ہوتی ہوئی لوگوں میں پھیل گئی اور بہت سے حاجی وہاں جمع ہو گئے اور شور ہو گیا کہ سفیان نے ایک حاجی کو قتل کر دیا۔ یہ شور بڑھا تو سفیان ڈر گئے اور اٹھ کر اس کے پاس آئے اور اس کے سر کو اپنی گود میں رکھا اور پوچھا کیا ہوا تجھے کہاں چوٹ لگی ہے لیکن وہ مسلسل ہاتھ پاؤں مار رہا تھا اور منہ سے جھاگ پھینک رہا تھا کہ سفیان نے قتل کر دیا سفیان نے اس کو کہا احمق تو نہیں دیکھ رہا لوگ کیا کہہ رہے ہیں پھر اس نے سرگوشی میں کہا جب تک آپ زہری اور عمرو بن دینار کی سو احادیث نہ سنائیں گے میں نہیں اٹھوں گا پھر آپ نے سنائیں اور وہ اٹھا۔

ایک محسن تاجر کی ذہانت

(۱۶۱) محسن بن علی تنوخی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ سن ۳۴۲ھ میں وہ حج کیلئے گئے تو میں نے مسجد حرام میں بہت سے مال اور کپڑے بکھرے ہوئے دیکھے میں نے لوگوں سے پوچھا یہ کیا ہے۔ لوگوں نے کہا ایک صالح مرد جو خراساں میں ہے جس کا نام علی زراد کہا جاتا ہے اس نے بھیجے ہیں گذشتہ سال بھی اسی طرح بہت سامال اور کپڑے اپنے خاص معتمد آدمی کے ہاتھ بھیجے تھے اور اس کو کہا تھا کہ قریش کو عبرت دلائے اور جس کو حافظ قرآن پائے اسے اتنا اتنا مال اور کپڑے دے دے کیونکہ پہلے جب یہ شخص حج کو آیا تھا تو سوائے بنی ہاشم کے ایک شخص کے کوئی بھی خاندان قریش میں حافظ نہ ملا تھا تو اس کو اس کا مقررہ حصہ دے دیا اور لوگوں کو اکسایا اور بقیہ مال مالک کو دے دیا اور اب اس سال دوبارہ اس نے یہ مال بھیجا تو قریش کے بہت سے لوگ اکٹھے ہو گئے جو قرآن کے حافظ ہو گئے تھے اور ایک دوسرے سے حفظ قرآن میں مقابلہ کر رہے تھے اور کپڑے اور دراہم لے رہے تھے اور اس دفعہ سارا مال ختم ہو گیا اور ابھی کچھ حافظ رہ گئے اور وہ اس سے طلب کر رہے تھے میں نے یہ بات سن کر کہا اس شخص صالح نے قریش کو ان کی اچھی عادتوں کی طرف واپس لانے کے لئے کیسی اچھی تدبیر کی ہے۔ اور اللہ ہی اس کے اچھے عمل کی قدر دانی فرمائے گا۔

ایک بیوی کی ذہانت

(۱۶۲)فرمایا کہ کوفہ میں ایک عورت تھی جس کے شوہر کو معاشی تنگی پیش آئی عورت نے کہا کیا ہی بہتر ہو تا کہ تم گھر سے نکل کر شہروں میں جاتے اور اللہ کی روزی تلاش کرتے۔ یہ سن کہ شوہر ملک شام گیا اور اس نے تین سو درہم کمائے جن سے اس نے ایک بڑی اچھی اونٹنی خریدی مگر وہ بڑی اڑیل اور سخت نکلی جس نے اس مرد کو پریشان کر دیا اور غصہ دلا دیا غصہ میں آکر اس نے قسم اٹھائی کہ کوفہ جاکر اس کو ایک درہم کی بیچ دوں گا ورنہ تو اس کی بیوی کو طلاق ہو بعد میں بڑا پریشان ہوا کوفہ جاکر بیوی کو خبر سنائی بیوی نے ایک بلی کو پکڑا اور اونٹنی کے گلے میں باندھ دیا اور شوہر کو کہا بازار جا اور یہ آواز لگا بلی تین سو درہم کی اور اونٹنی ایک درہم کی۔ لیکن دونوں ساتھ ہی فروخت ہوں گی شوہر نے ایسا ہی کیا تو ایک دیہاتی آیا اونٹنی کو گھوم پھر کر دیکھ رہا تھا اور کہہ رہا کیسی اچھی اونٹنی ہے کیسی خوبصورت ہے کاش تیرے گلے میں یہ بلی نہ ہوتی۔

ابودلامہ کی ذہانت

(۱۶۳)ابودلامہ کے متعلق نقل ہے کہ وہ خلیفہ مہدی کے پاس آیا اور ان کو ایک قصیدہ سنایا مہدی نے کہا بولو کیا مانگتے ہو کہا اے امیر المومنین مجھے کتا دے دیجئے مہدی کو بڑا غصہ آیا اور کہا میں حاجت پوچھتا ہوں تو کتا کہتا ہے ابودلامہ امیر المومنین حاجت تو میری ہے یا آپ کی امیر نے کہا تیری کہا پھر تو بس مجھے ایک شکاری کتا ہی دے دیجئے۔ مہدی نے اس کا حکم کر دیا پھر ابودلامہ نے امیر المومنین سے کہا کیا میں اس کتے کے ساتھ پیدل دوڑ سکوں گا۔ امیر المومنین نے ایک گھوڑے کا بھی حکم کر دیا ابودلامہ: اے امیر اس کی خدمت کون کرے گا۔ امیر نے پھر ایک باندی کا بھی حکم کر دیا پھر کہا اے امیر یہ سب ٹھہرینگے کہاں پھر امیر نے ایک مکان کا بھی حکم کر دیا پھر کہا اے مہدی گردن پر تو ایک بڑے اہل و عیال کا وزن ہو گیا ہے (اب میں کیا کروں) یہ کہاں سے کھائیں گے امیر نے ایک ہزار جریب آباد زمین اور ایک ہزار جریب بنجر کا حکم فرمادیا ابودلامہ نے کہا اے امیر یہ (غامر) آباد تو میں سمجھ گیا

لیکن (غامر) کا کیا مطلب فرمایا وہ زمین جو کچھ نہ اگاتی ہو ابو دلامہ نے کہا پھر تو امیر المومنین میں آپ کو جنگل کا ایک لاکھ جریب دیتا ہوں آپ اس کے بدلے دو ہزار آباد زمین دے دیں مہدی نے کہا کہاں سے دیں کہا بیت المال سے پھر مہدی نے کہا اس کو زمین دے دو لیکن وہاں سے فصل وغیرہ (جو پہلے سے کاشت ہے) اس کو ہٹالو ابو دلامہ نے کہا اے امیر پھر تو یہ بھی بنجر ہو گی مہدی ہنس پڑے اور اس کو عطیات سے خوش کر دیا۔

ضحاک بن مزاحم کی ذہانت

(۱۶۴) ضمرہ شوب سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص کے پاس کنیز تھی اس نے اس سے صحبت کی پھر جب خود غسل کرنا اور باندی کو غسل کرانا چاہا تو بیوی کو کہا حضرت مریم اس رات میں غسل کرتی تھیں تو اس لئے سب غسل کر لو اس طرح اس نے بھی اور بیوی اور کنیز سب نے غسل کر لیا۔ (اور بیوی کو معلوم نہ ہو سکا کہ شوہر نے کنیز سے ہمبستری کی ہے)۔

عقبہ ازدی کی ذہانت اور سمجھ

(۱۶۵) ابن جوزی نے فرمایا کہ ہمیں عقبہ ازدی سے خبر ملی کہ اس کے پاس ایک لڑکی کو لایا گیا جس پر جن کا آسیب ہو گیا تھا اور جس رات اہل خاندان نے اس کو اس کے شوہر کے پاس بھیجا اسی رات یہ اثر ہوا تھا: عقبہ لڑکی کے پاس گئے تو وہ لیٹی تھی عقبہ نے اس کے رشتے داروں سے کہا آپ سب چلے جائیں اور مجھے تنہائی کا موقع دیں تو وہ چلے گئے پھر عقبہ نے لڑکی سے کہا جو بھی آپ کے دل کی بات ہے وہ مجھے ذکر کریں سچ سچ اور آپ کی مصیبت کو دور کرنا میرے ذمہ ہو گا۔ تو وہ بولنے لگی کہ میں جب اپنے رشتے داروں کے ہاں تھی تو ایک شخص کے ساتھ میرا غلط تعلق ہو گیا اور اب یہ مجھ کو میرے شوہر کے پاس بھیجنا چاہتے ہیں اور میں کنواری نہیں ہوں تو اس لئے مجھے شرمندگی کا سخت ڈر ہے تو آپ کے پاس کوئی تدبیر ہو جو مجھے بچا لے۔ عقبہ نے کہا صحیح ہے۔ پھر یہ اس کے رشتہ داروں کے پاس گئے اور کہا جن نے جانے کو قبول تو کر لیا ہے اب یہ بتاؤ کہ کس عضو سے اس کو نکالوں اور جس عضو سے وہ نکلے گا وہ خراب ہو جائے گا اگر منہ سے نکلے گا تو گونگی ہو جائے گی اور اگر ہاتھ سے نکلا تو لولی

ہو جائے گی اور اگر ٹانگ سے نکلا تو لنگڑی ہو جائے گی اور اگر فرج (عضو مخصوص) سے نکلا تو پردہ بکارت زائل ہو جائے گا اس کے گھر والوں نے کہا اس سے زیادہ آسان کوئی بات نہیں ہے کہ محض پردہ بکارت کے زائل ہونے سے کام چل جائے لہذا آپ شیطان (جن) کو اس کے فرج (عضو مخصوص) سے ہی نکال دیں۔ پھر عقبہ نے ان کو یقین دلایا کہ اس نے جن نکال دیا اور پھر عورت کو شوہر کے پاس بھیج دیا گیا۔

احنف بن قیس کی ذہانت

(۱۶۶) ایک شخص نے ان کو تھپڑ مارا انہوں نے پوچھا کس وجہ سے مارا۔ اس نے جواب دیا مجھے اس کے بدلے ایک رقم طے کی گئی ہے کہ میں بنی تمیم کے سردار کے منہ پر تھپڑ ماروں احنف نے کہا پھر تو تو کامیاب نہ ہوا بلکہ تجھے حارثہ بن قدامہ کے منہ پر طمانچہ مارنا چاہیے۔ کیونکہ بنی تمیم کا سردار وہی ہے۔ اس نے جا کر اس کے بھی طمانچہ مار دیا اس نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا اور احنف کے ذہن میں بھی یہ خیال تھا۔

ایک بناوٹی حکیم کا مکر

(۱۶۷) ابو محمد خناب نحوی سے مروی ہے کہ ایک جولاہے (سوت کات کر کپڑا بنانے والا) کا ایک حکیم کے پاس سے گذر ہوا جو کسی مریض کے لئے ٹھنڈا میٹھا پانی تجویز کرتا ہے اور کسی کے لئے تمر ہندی تجویز کر رہا ہے جولاہے نے (اپنی جان میں) کہا کون اس کام کو نہیں کر سکتا اچھی طرح پھر وہ اپنی بیوی کے پاس آیا اور حکم دیا کہ میرے لئے بڑا پگڑ بنا دے اس نے کہا افسوس تجھ پر کیا چیز تجھے اڑا رہی ہے اس نے کہا میں نے حکیم بننے کا ارادہ کر لیا ہے اس نے منع کیا کہ اگر کسی کو جان سے مار دیا تو لوگ تجھے قتل کر دیں گے کہا اب اس کے بغیر چارہ کار نہیں۔

لہذا پہلے دن جا کر اپنا مطب شروع کیا اور عوام الناس کو دوائیں بتائیں اور کافی پیسے کمائے پھر ایک مرتبہ بیوی سے کہا کہ میں روزانہ ایک ہی قسم کی گولی بنالیتا ہوں دیکھ کتنا کمایا

ہے اس نے کہا ارے حکیم صاحب یہ کام چھوڑ دیجئے یہ نہیں چل سکتا۔ ایک دن ایک باندی کا گذر حکیم صاحب کے مطب کے پاس سے ہوا اس نے جاکر اپنی آقا مالکہ کو جو بیمار تھی کہا کہ اب حکیم تبدیل کر لو دل چاہتا ہے کہ نیا حکیم تمہاری دوا کرے مالکہ نے بلانے کا کہہ دیا حکیم صاحب تشریف لے گئے اور حقیقت میں تو بیماری جا چکی تھی صرف کمزوری باقی تھی حکیم صاحب نے ایک بھنی ہوئی مرغی لانے کا نسخہ بتلایا مرغی آئی تو مالکہ نے اچھی طرح کھائی تو وہ کمزوری بھی ختم ہو گئی تو وہ بالکل تندرست ہو گئی کرتے کرتے یہ خبر بادشاہ کو پہنچی بادشاہ بھی ایک مرض میں مبتلا تھا بادشاہ نے اس کو بلایا اتفاقاً جو دوا اس (نئے) حکیم صاحب نے بتائی وہ مرض کے موافق آگئی (اور بادشاہ صحیح سالم ہو گیا) پھر ایک مرتبہ بادشاہ کے کچھ لوگ آئے جو اس (حکیم صاحب) کو جانتے تھے انہوں نے بادشاہ کو کہا یہ صرف جولاہا ہے کچھ نہیں جانتا بادشاہ نے فرمایا (یہ کیسے۔) اس کے ہاتھ سے مجھے شفاء ملی اور فلاں عورت کو تندرستی ہوئی لہذا میں تمہاری بات قبول نہ کروں گا انہوں نے کہا ہم بطور آزمائش اس کے سامنے چند مسائل رکھتے ہیں (اگر صحیح جواب دے تو مان لیں گے) بادشاہ نے قبول کر لیا انہوں نے چند سوالات تیار کر کے اس کے سامنے ذکر کئے! اس نے کہا تم طبیب تو ہو نہیں جو میری بات ان جوابات کے متعلق سمجھ لو (چلو اس طرح جو ابھی ذکر ہوتا ہے تم مجھے آزمالو) پھر پوچھا تمہارے ہاں کوئی شفاخانہ نہیں ہے انہوں نے کہا ہاں موجود ہے پھر پوچھا ایسے کوئی بیمار ہیں جو مدت دراز سے پڑے ہوں لوگوں نے کہا وہ بھی ہیں کہا صحیح ہے میں ان کا علاج کر دیتا ہوں تم خود دیکھو گے کہ کچھ دیر میں وہ تندرست ہو جائیں گے تو کیا میری حکمت کے لئے اتنی بڑی دلیل کافی نہیں ہے۔ لوگوں نے کہا صحیح ہے پھر یہ شفاخانے میں اکیلا داخل ہو گیا اس کے ساتھ صرف شفاخانے کا انچارج تھا۔ حکیم صاحب نے انچارج کو کہا جو میں کروں اس کو اگر تو نے ظاہر کر دیا تو پھانسی دلا دوں گا اگر چپ رہا تو مالا مال کر دوں گا اس نے کہا صحیح ہے میں کچھ نہیں کروں گا۔ لیکن پھر بھی حکیم صاحب نے اس کو قسم اٹھوائی کہ اگر وہ بتائے گا تو اس کی بیوی کو طلاق ہو جائے پھر حکیم نے اس سے پوچھا ادھر تیل ہے کہا ہاں حکیم نے منگوالیا انچارج بہت زیادہ تیل لے آیا حکیم صاحب نے تیل ایک بڑی دیگ میں ڈالا اور نیچے آگ جلائی جب تیل جوش مارنے لگا تو مریضوں کو بلایا پھر ایک کو کہا تیری بیماری صرف اسی طرح دور ہو گی کہ اس میں بیٹھ جا اس نے کہا اللہ اللہ مدد فرما پھر کہا میں تو شفایاب ہو چکا ہوں بس

تھوڑا سا سر درد تھا پھر حکیم نے کہا تو پھر تو یہاں کیوں پڑا ہوا ہے جب کہ تو صحیح ہے کہا واقعی مجھے کچھ بیماری نہیں۔ حکیم نے کہا اچھا تو پھر یہاں سے نکل اور ان کو اپنے شفایابی کی خبر دے مریض تو بھاگا اور کہتا ہوا جارہا تھا میں اس باعظمت حکیم کی توجہ سے صحیح ہو گیا ہوں پھر دوسرے کو بلایا اور کہا تیرا بڑا مرض بھی صحیح نہیں ہو سکتا سوائے اس کے کہ تو اس تیل میں بیٹھ جا اس نے کہا اللہ اللہ میں تو بالکل صحیح ہوں کہا کہ نہیں اس میں بیٹھنا ہو گا مریض نے کہا میں نے تو کل نکلنے کا ارادہ کیا تھا حکیم نے کہا ٹھیک ہے اگر تو صحیح ہے تو نکل جا اور کہتا ہوا جا میں تندرست ہو گیا۔ تو وہ بھی بھاگا کہتا ہوا جارہا تھا میں حکیم صاحب کی برکت سے شفاپا گیا ہوں اس طرح تمام حکیم صاحب کا شکر کرتے ہوئے بھاگے۔

(۱۶۸) ایک فوجی کا کہنا ہے میں شام کے شہروں سے نکلا اور کسی بستی کا ارادہ تھا ابھی راستے ہی میں تھا اور ابھی کچھ فرسخ ہی طے ہوئے تھے کہ میں تھک گیا میں ایک جانور پر سوار تھا اور اسی پر میرا توشہ دان اور مال پیسے وغیرہ رکھے تھے پھر جب شام قریب ہو گئی تو اچانک ایک قلعہ پر میری نظر پڑی اس میں ایک راہب کو دیکھا جو اپنے عبادت خانے میں تھا وہ خود میرے پاس آیا اور میرے سامنے کھڑا ہوا اور پھر اپنے پاس رات گذارنے کی خواہش کی اور مہمانی کی بھی دعوت دی جو میں نے قبول کر لی جب میں اس کے کنیسے میں پہنچا تو مجھے اپنے سوا کوئی نظر نہ آیا اس نے میری سواری کو باندھا اور اس کے آگے جو ڈالے اور میرے پاس گرم پانی لایا اور وہ موسم سخت سردی کا تھا برف گر رہی تھی اور میرے آگے آگ جلادی اور بڑا اچھا عمدہ کھانا لایا میں نے کھایا اور رات کا ایک حصہ گذر چکا تھا پھر میں نے سونے کا ارادہ کیا تو میں نے اس سے سونے کا مقام اور بیت الخلاء کی جگہ معلوم کی تو اس نے مجھے راستہ بتادیا اور بیت الخلاء اوپر تھا جب میں بیت الخلاء کی طرف چلا اور اس میں داخل ہونے لگا تو سامنے ایک بوریہ بچھا پڑا تھا جیسے ہی میں نے اس پر پاؤں رکھے دھڑام سے نیچے میدان میں گرا کیونکہ بوریہ چھت سے باہر خالی جگہ پر کسی طرح لگایا ہوا تھا اور اس رات برف بھی بہت گر رہی تھی میں نے بہت چیخ و پکار کی مگر اس نے کوئی جواب نہ دیا پھر میں کھڑا ہوا۔ تو میرا بدن اگرچہ زخمی تھا لیکن اعضاء سالم تھے پھر میں نے ایک محراب کی جگہ دیکھی اور اس کے نیچے کھڑا ہو گیا جو قلعہ کے دروازے کے پاس ہی تھی پھر اچانک ایک بڑی پتھر کی چٹان گری اگر میرے سر پر گر جاتی تو دماغ کو چورا چورا کر دیتی میں وہاں سے (خوف) کی وجہ سے بھاگا اور چلایا تو وہ مجھے پھر

بھی گالیاں نکال رہا تھا اور میں سمجھ گیا کہ یہ سب ذلالت اس نے میرے مال لوٹنے کے لئے لی ہے اور میری حالت یہ تھی کہ جب نکلا تو بدن پر برف مسلسل گر رہی تھی اور بدن سخت لڑا جا رہا تھا لہٰذا سردی اور برف کی تکلیف سے بچنے کے لئے میں نے ایک بڑا تمیں رطل کا پتھر تلاش کیا اور اسے اپنے شانے پر رکھا اور صحرا میں خوب لمبا چکر بھاگتے ہوئے کاٹا جب تھک گیا اور بدن بھی گرم ہو گیا تو پتھر اتار کر آرام کرنے بیٹھ گیا کچھ دیر بعد جب سردی نے پھر تنگ کیا تو پھر دوبارہ پتھر اٹھایا اور بھاگنا شروع کر دیا۔ پھر جب طلوع کا وقت قریب ہوا تو میں قلعہ کی پچھلی جانب تھا تو اچانک قلیسے کے دروازہ کھلنے کی آواز آئی اور راہب پر نظر پڑی وہ نکلا اور اس جگہ آیا جہاں میں گرا تھا جب اس نے مجھے نہ دیکھا تو اس نے کہا اے میری قوم اس شخص نے کیا کیا میں اس کی بات سن رہا تھا میرے گمان میں اس نے یہ سمجھا کہ وہ قریب کی بستی میں کہیں گیا ہے کہ وہ وہاں کیا کرے گا اب اس راہب نے چلنا شروع کیا تو میں کلیسا کے دروازے تک چھپتا چھپتا اس کے پیچھے آیا اور قلعہ میں داخل ہو گیا اور وہ آگے مجھے تلاش کرنے چلا گیا اور میں دروازے کے پیچھے کھڑا ہو گیا اور میری کمر میں ایک خنجر تھا جس کا اس کو پتہ نہ تھا پھر جب وہ تلاش کر کے واپس آیا اور اندر داخل ہوا اور دروازہ بند کر لیا اور قریب تھا کہ وہ مجھے دیکھ لیتا لیکن میں نے خنجر کے ساتھ اس پر حملہ کر دیا اور زخمی کر کے ڈال دیا پھر ذبح ہی کر دیا پھر میں نے قلعہ کا دروازہ بند کیا اور اوپر کمرہ میں آکر آگ روشن کی جو پہلے سی ہلکی ہلکی موجود تھی پھر اپنے کپڑے اتارے اور اپنے سامان میں سے دوسرا لباس نکال کر تبدیل کیا اور پھر راہب کی چادر لے کر سو گیا عصر سے پہلے میں نہ اٹھ سکا پھر اٹھا اور قلعے کا چکر لگایا یہاں تک کے خورد و نوش کی اشیاء تک پہنچ گیا اور کھانا کھایا پھر اتفاق سے مجھے قلعے کے کمروں کی چابیاں بھی مل گئیں پھر میں نے (ایک کمرے کو کھولا دیکھا تو وہاں اموال کثیر تھے سونا چاندی اور دوسری بہت سی قیمتی چیزیں۔ رقسم قسم کے آلے اور اونٹوں کے کجاوے اور دیگر اسباب اور سامان بہت ہی تعداد میں تھا۔ کیونکہ اس راہب کی عادت تھی کہ جو بھی مسافر تنہا یہاں سے گذرتا تھا اس کے ساتھ یہی معاملہ کرتا تھا جیسا میرے ساتھ کیا۔ اس طرح وہ ان کے اموال پر قبضہ جما لیتا۔ اب میرے ذہن میں کوئی ترکیب نہیں آرہی تھی کہ اتنے مال کو کیسے لے کر جاؤں۔ پھر میں نے یہ ترکیب کی کہ راہب کے کپڑے پہن کر ادھر سے گذرتا چند دن تک ایسا ہی کیا کہ وہ مجھے راہب سمجھنے لگیں اور جب کبھی وہ قریب ہوتے تو ان

کی طرف اپنی پیٹھ کر لیتا۔ اس طرح معاملہ پوشیدہ رہا۔ پھر چند روز کے بعد میں نے یہ کپڑے نکالے اور اس قلعے سے بوریاں نکال کر ان میں اموال بھرا اور خچر پر لاد کر قریب ہی بستی میں لے گیا۔ جہاں میں نے ایک مکان کرایہ پر لیا ہوا تھا۔ لہذا وہاں میں نے پہلے تو ٹھوس چیزوں کو منتقل کیا۔ پھر ہلکی ہلکی اشیاء کو جو زیادہ قیمتی تھیں۔ بالآخر میں نے وہاں صرف ایسی ہی چیزیں چھوڑیں جو زیادہ وزنی تھیں۔ پھر کسی دن بہت سے مزدور اور خچر، گدھے کرایئے پر لئے اور جتنی اشیاء بھی ہو سکیں سب وہاں سے منتقل کر لیں اور یہ اموال کثیر لے کر اپنے وطن پہنچا۔ میں نے اندازہ لگایا تو تقریباً دس ہزار درہم نقد اور بہت دینار اور دوسرا قیمتی اسباب حاصل ہوا۔ پھر میں نے یہ تمام اموال زمین میں دفنا دیئے اس طرح کسی کو اس واقعے کی خبر نہ ہو سکی۔

عیسٰی بن موسٰی کی ذہانت اور سمجھ

(۱۶۹) ابن جریر وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ منصور نے عبداللہ بن علی کو خفیہ طور پر رات کے وقت عیسٰی بن موسی کے حوالے کیا اور کہا اے عیسٰی یہ عبداللہ مجھ سے اور تم سے خلافت کو دور کرنا چاہتا ہے اور تم مہدی کے بعد میرے ولی عہد ہو اور میرے بعد خلافت تم ہی کو پہنچے گی۔ لہذا اس کو لے جاؤ اور گردن اڑا دو اور خبردار کہیں بزدل نہ ہو جانا۔ پھر بعد میں تحریراً بھی پوچھا کہ جو حکم دیا تھا وہ پورا کر دیا۔ عیسٰی نے کہا ہاں جو حکم دیا وہ نافذ کر دیا تو منصور کو عبداللہ کے قتل میں کوئی شک نہ رہا۔ لیکن صحیح صورت حال یہ تھی کہ عیسٰی کے جاسوس نے اس کو اطلاع دی کہ منصور، عبداللہ اور آپ دونوں کو قتل کرانا چاہتا ہے اس طرح کہ اس عبداللہ کے قتل کو تم سے خفیہ طور پر کروا رہا ہے۔ پھر بعد میں تم کو خون کے بدلے میں اعلانیہ قتل کر دے گا اور تم کو پھنسا لے گا۔ عیسٰی نے اس سے رائے مانگی تو اس نے کہا ابھی آپ اس عبداللہ کو خفیہ رکھیں۔ پھر جب آپ پر قتل کا دعوی کھلم کھلا ہو (قصاص لینے لگے) تو پھر تم ان کو پیش کر دینا۔ پھر منصور نے ایک شخص کو سمجھایا کہ وہ عبداللہ کی چچا زاد اولاد کو عبداللہ کے لئے سوال کرنے پر ابھارے اور تمہارے سوال کو پورا کیا جائے گا۔ چنانچہ جب حسب منشاء لوگوں نے منصور کے پاس آکر سوال اٹھایا، منصور نے عیسٰی کو بلایا، پھر پوچھا

اے عیسیٰ میں نے عبداللہ کو تمہارے حوالے کیا تھا اور اب انہوں نے مجھے اس کے بارے میں بتلایا ہے لہٰذا ان کو میرے پاس لاؤ۔ عیسیٰ نے کہا اے امیر کیا آپ نے مجھے اس کے قتل کرنے کا حکم نہیں دیا تھا۔ منصور نے کہا تو جھوٹا ہے میں نے تجھے قتل کا حکم نہیں دیا۔ پھر منصور نے رشتہ داروں کو کہا دیکھو یہ تمہارے سامنے اس کو قتل کرنے کا اقرار کر چکا ہے اور میرے بارے میں جھوٹ بولتا ہے۔ رشتہ داروں نے کہا آپ اس کو ہمارے حوالے کر دیں۔ منصور نے کہا تمہیں اختیار ہے۔ پھر وہ عیسیٰ کو لے کر میدان میں لے گئے اور دوسرے بھی بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔ پھر ایک شخص تلوار ننگی کر کر عیسیٰ کی طرف مارنے کو چلا۔ عیسیٰ نے کہا کیا تو مجھے قتل کرنا چاہتا ہے۔ اس نے کہا واللہ میں تجھے قتل کرنا چاہتا ہوں۔ عیسیٰ نے کہا مجھے امیر المومنین کے پاس لے چلو۔ لوگ لے گئے۔ عیسیٰ نے منصور کو کہا کیا آپ نے اس کے قتل سے میرے قتل کا ارادہ کیا تھا۔ اور یہ ان کا چچا عبداللہ صحیح سالم موجود ہے۔ پھر عبداللہ کو بلا کر سامنے کھڑا کر دیا اور منصور روسیاہ ہو گیا۔

ایک حکیم کی ذہانت

(۱۷۰) حارثی فرماتے ہیں کہ خلیفہ مقتدر باللہ کے زمانہ میں چند مزاحیہ طلبہ احادیث بغداد کو گئے وہاں ایک خادم جو خصی تھا کو دیکھا جو راستہ پر دکان لگائے بیٹھا تھا۔ اس کے سامنے دوائیں اور سرمے کو پیسنے کے آلات اور دوسرے جراحی آلات رکھے ہوئے تھے اور ایک خیمہ تنا ہوا تھا۔ جیسا کہ بازاری حکیم کیا کرتے ہیں۔ میں نے ساتھیوں سے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے۔ کہا یہ خادم ہے جو طب کا پیشہ کرتا ہے اور دوائیں بتاتا ہے اور پیسے حاصل کرتا ہے اور بغداد کا ایک عجوبہ ہے۔ میں نے کہا میں اس سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں تاکہ اس کے فہم کا اندازہ لگا سکوں۔ ایک نے کہا واقعی اس کی سمجھ کو میں بھی نہیں جانتا مگر ہمارا ابھی خیال ہے کہ تم اس سے چھیڑ چھاڑ کرو۔ میں نے کہا چلو میں اس کو چھیڑوں گا۔ پھر میں نے اپنی ایسی حالت بنالی کہ گویا بے ہوش ہو رہا ہوں۔ مرنے کے قریب ہوں اور انتہائی سخت بیمار ہوں اور کئی دفعہ چلایا، اے استاد، اے استاد، خادم نے مجھ کو ڈانٹا اور کہا کچھ کہو تو سہی بیمار ہو کر مرے کیا مصیبت پڑ گئی ہے۔ کون سا طاعون تجھ پر آن پڑا ہے۔ میں نے کہا میں اپنی آنتوں

میں اندھیرا دیکھتا ہوں اور سر کے بالوں پر قبض (مروڑ) ہو گئی ہے اور جو آج کھاتا ہوں وہی کا وہی کل کو نکل جاتا ہے۔ میرے لئے کوئی نسخہ فرمائیں۔ خادم نے جواب تیار کر کے کہا تیرے سر کے بالوں کے مروڑ کا علاج ہے کہ تو سر اور داڑھی کے بال منڈ والوے مروڑ ختم ہو جائے گا اور تیرے معدہ میں اندھیرا ہے۔ اس کا علاج ہے کہ اپنے کمرے (معدہ) کے دروازے پر چراغ لٹکا لے اور یہ شکایت کہ جو کھاتا ہوں بالکل وہی اسی طرح نکل جاتا ہے تو بس تو اپنے خرچ وغیرہ سے بچ گیا جو نکلے اس کو دوبارہ کھالے۔ اور اس مناظرہ کے وقت دوسری بہت عوام بھی جمع ہو گئی تھی۔ انہوں نے بڑا شور کیا اور ہمارا مذاق اڑایا اور جو مذاق ہم نے اس پر ڈالا وہ ہم پر الٹ کر آن پڑا۔

بس اب ہمارا آخری عمل یہی ہوا کہ ہم وہاں سے بھاگ پڑے۔

سراقہ بن مرداس کی ذہانت

(۱۷۱) ابوالحسن مدائنی سے مروی ہے کہ احمد بن سمیط نے پانچ سو آدمیوں کو قید کر کے مختار کو پیش کر دیئے۔ اس مختار نے ان میں دو سو چالیس کو قتل کر دیا اور کچھ کو قید کیا ۔کچھ کو پیسے لے کر چھوڑ دیا۔ قیدیوں میں سراقہ بن مرداس بھی تھا۔ اس کے قتل کا حکم بھی دیا گیا۔ سراقہ نے کہا خدا کی قسم تو مجھے قتل نہیں کر سکتا جب تک میں تیرے ساتھ مل کر اپنے ہی گھر کے پتھر نہ گرادوں۔ مختار نے کہا تجھے کیسے معلوم ہوا۔ اس نے کہا سچی خبر بتانے والی کتابوں سے۔ پھر مختار نے عبداللہ بن کامل اور ابو عمرہ سے کہا کہ ہمارے رازوں کی بات (جو یہ سراقہ کہنا چاہتا ہے) کون اس سے معلوم کرے گا۔ پھر حکم دیا کہ تم اس سے تنہائی میں گفتگو کرو۔ پھر سراقہ نے ان کو کہا ہم کو ایسی قوم نے قید کیا ہے جن کے سروں پر سرخ عمامے تھے اور وہ سیاہ و سفید چتکبرے گھوڑوں پر سوار تھے اور آسمان و زمین کے درمیان اڑ رہے تھے۔ مختار نے کہا یہ اللہ کے فرشتے تھے اور اے سراقہ تو یہ واقعہ لوگوں کو بتادے (تاکہ شہرت ہو) سراقہ پھر مینار پر چڑھے اور لوگوں کو یہ سنایا اور قسم کھا کر بیان کیا (پھر اس وجہ سے) مجھے چھوڑ دیا گیا۔

امن دیئے ہوئے شخص کی ذہانت

(۱۷۲)ابن عیاض کہتے ہیں کہ حرہ کی جنگ والے دن عباس بن سہیل بن سعد الساعدی کے لئے مسلم بن عقبہ سے امن کی درخواست پیش کی گئی۔ مسلم نے انکار کر دیا۔ عباس نے کہا اللہ امیر کو سلامتی سے رکھے۔ واللہ ایسا معلوم ہوتا ہے (آگے والے کلمات کے ذریعہ عباس سے اس کے والد کی تعریف کر کے اپنے کو چھڑانا چاہتا ہے) کہ بہت بڑی رکاب (ٹرے) آپ کے والد کے پاس ہے اور وہ جب پہلے اس طرح تشریف لاتے تھے کہ اس پر ایک منقش چادر ہوتی تھی اور آکر حرہ کی مجلس میں بیٹھتے تھے پھر وہ رکاب اپنے اور حاضرین کے سامنے رکھ دیتے تھے (بڑے سخی تھے) مسلم نے کہا۔ واقعی اس طرح ہوتا تھا تو سچ بولتا ہے۔ لہٰذا تجھے امن دیا جاتا ہے۔ پھر کسی نے عباس سے پوچھا کیا مسلم کے والد واقعی ایسے ہی تھے۔ اس نے کہا نہیں، خدا کی قسم جب وہ ہوتا تھا تو صرف اسی کے متعلق خیال ہوتا تھا کہ کہیں وہ ہمارے گھوڑوں کی (زین) اور رکاب یا کوئی اور سامان نہ چرا لے، دوسرے کے متعلق خیال ہی نہ ہوتا تھا۔

اصمعی کی ذہانت اور ذکاوت

(۱۷۳)درید، عبدالرحمٰن بن اخی الاصمعی سے اور وہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں ایک مرتبہ رشید نے مجھے بلایا، پہنچا تو ایک لڑکی کو موجود پایا۔ رشید نے پوچھا یہ کون ہے۔ میں نے کہا میں نہیں جانتا کہا یہ امیر المومنین کی بیٹی (حوالہ) ہے۔ میں نے اس کو اور امیر المومنین (رشید) کو دعائیں دیں تو رشید نے مجھے اس کے سر کا بوسہ لینے کو کہا۔ میں نے سوچا کہ اگر میں نے بوسہ لے لیا تو اس کو غیرت آئے گی اور مجھے قتل کر ڈالے گا اور اگر بات نہ مانی تو نافرمانی کی وجہ سے مارے گا۔ پھر میں نے اپنی آستین کو اس کے سر پر لگایا اور پھر اس آستین کو بوسہ دے دیا۔ امیر المومنین نے کہا، اللہ کی قسم اصمعی اگر تو غلطی کر جاتا تو میں تجھے قتل کر دیتا۔ پھر امیر نے اس کو دس ہزار درہم کا عطیہ دیا۔

واصل بن عطاء کی ذہانت

(۱۷۴)ابن بلول سے مروی ہے کہ ابو حذیفہ واصل بن عطاء ایک قافلے کے ساتھ سفر کے ارادے سے نکلے۔ راستے میں ان کو خارجیوں کے لشکر نے روک لیا۔ واصل نے ساتھیوں کو کہا ان سے میرے علاوہ کوئی بات نہ کرے اور مجھے ان کے پاس بھیجو۔ پھر واصل ان کے پاس گئے۔ جب قریب ہوئے تو خارجیوں نے حملہ کا ارادہ کیا۔ واصل نے کہا تم کیسے اس خونریزی کو حلال جانتے ہو۔ حالانکہ تم کو یہ معلوم نہیں ہے کہ ہم کون ہیں اور یہاں کیوں آئے ہیں۔ ہم مشرک قوم کے لوگ تمہارے پاس امن لے کر قرآن سننے آئے ہیں۔ وہ تو حملے سے فوراً ٹھہر گئے۔ پھر ایک شخص نے قافلے کے سامنے قرآت کی جب وہ فارغ ہوا تو واصل نے ان کو کہا اب ہم نے قرآن سن لیا ہے۔ اب ہم کو ہمارے علاقے واپس پہنچاؤ تاکہ ہم اس بات پر غور کریں کہ کیسے دین اسلام میں داخل ہوں۔ لشکر نے کہا بالکل چلو، پھر ہم کئی فرسخ تک ان کی حفاظت میں آئے۔ جب ہم ان کے غلبے کے علاقے سے نکل گئے تو پھر وہ لوٹ گئے۔

مطلب کی ذہانت

(۱۷۵)ابو اسحٰق جہمی کا کہنا ہے کہ جب حجاج نے گشت کیا تو اپنے غلام کو کہا آؤ ہم بھیس بدل لیں اور اندازہ لگائیں کہ لوگوں کا ہمارے متعلق کیا خیال ہے۔ دونوں نے بھیس تبدیل کیا اور نکل پڑے۔ ان کا گذر ابو لہب کے غلام مطلب پر ہوا۔ حجاج نے اس کو کہا اے شخص کیا تو حجاج کے بارے میں کچھ جانتا ہے۔ اس نے کہا حجاج پر خدا کی لعنت ہو۔ حجاج نے پوچھا وہ یہاں سے کب گذرے گا۔ اس غلام نے کہا خدا اس کی روح کو اس کے جسم سے نکال دے۔ مجھے اسکی کیا خبر۔ پھر حجاج نے پوچھا تو مجھے جانتا ہے۔ اس نے انکار کیا۔ حجاج نے کہا میں ہی حجاج بن یوسف ہوں۔ غلام مطلب نے کہا اور اچھا تو مجھے پہچانتا ہے۔ حجاج نے کہا نہیں۔ اس نے کہا میں ابو لہب کا غلام مطلب ہوں۔ سب کو معلوم ہے میں ہر مہینہ میں تین دن پاگل رہتا ہوں اور آج ان دنوں میں سے پہلا دن ہے۔ حجاج نے اس کو چھوڑ دیا اور چلا گیا۔

ایک باغبان کی ذہانت

(۱۷۶) ابوالحسن بن ہلال صابی حکایت فرماتے ہیں کہ ایک دن حجاج اپنے لشکر سے علیحدہ ہو گیا اور ایک باغ والے کے پاس چلا گیا جو اپنی زمین کے درختوں کو پانی دے رہا تھا۔ حجاج نے کہا حجاج کی سلطنت میں تمہارا کیا حال ہے۔ اس نے کہا خدا اس پر لعنت کرے۔ نیک لوگوں کا قاتل اور بڑا حاسد کینہ پرور شخص ہے۔ اللہ اس کے بدلے میں جلدی فرمائے۔ حجاج نے کہا کیا تو مجھے جانتا ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ حجاج نے کہا میں حجاج ہی ہوں۔ پھر تو اس کا خون خشک ہو گیا اور ڈنڈا اٹھا لیا اور پوچھا کیا آپ مجھے جانتے ہیں۔ حجاج نے کہا نہیں۔ کہا میں ابوثور پاگل ہوں اور آج میرے پاگل پن کے دورے کا دن ہے اور منہ سے جھاگ نکالنے لگا اور بک بک کرنے لگا اور اپنے سر پر ڈنڈا مارنے لگا۔ حجاج ہنس پڑا اور چل دیا۔

(۱۷۷) ابن جوزی نے فرمایا کہ ہمیں یہ خبر ملی کہ کسی دن حجاج اپنے لشکر سے جدا ہو گیا اور ایک دیہاتی سے ملا اور پوچھا اے عرب کے سربر آوردہ شخص، حجاج کیسا ہے۔ اس نے جواب دیا۔ بڑا ظالم اور دھوکہ باز شخص ہے۔ پھر تم عبدالملک بن مروان کے پاس اس کی شکایت کیوں نہیں کرتے۔ اس نے کہا، خدا اس پر بھی لعنت کرے۔ وہ اس سے بڑا ظالم ہے اور غاصب ہے۔ پھر حجاج کے پاس لشکر آ گیا۔ حجاج نے اس کو سوار کرانے کا حکم جاری کیا۔ دیہاتی نے لشکر والوں سے پوچھا یہ کون ہے۔ کہا یہ حجاج ہے۔ پھر تو دیہاتی نے گھوڑا حجاج کے پیچھے لگایا اور کہا اے حجاج، اس نے پوچھا کیا ہے۔ کیا وہ راز جو ہمارے اور آپ کے درمیان ہوا ہے اس کو کسی سے ذکر نہ کرنا۔ حجاج ہنس پڑا اور چھوڑ دیا۔

(۱۷۸) حجاج ایک دیہاتی سے جنگل میں ملا اور اپنے متعلق اور اپنے افسروں اور عاملوں کے متعلق سوال کیا۔ اس نے ہر بات کا بری طرح جواب دیا۔ حجاج نے کہا خدا مجھے قتل کر دے اگر میں تجھ کو نہ قتل کروں۔ دیہاتی نے کہا پھر اس طرح بے تکلفی سے گفتگو کرنے کا کیا حق ادا کیا۔ حجاج نے کہا وہ حق تیرے لئے ہو تو تے اچھا بچنے کا موقع نکالا ہے۔ لہذا اس کو چھوڑ دیا۔

ابوالحسین بن سمائی کی ذہانت اور سمجھ

(۱۷۹)ابوالحسن بن سمائی لوگوں سے شہر کی جامع مسجد میں خطاب کرتے تھے۔ لیکن علم پاس تھا نہیں۔ مگر کچھ تھوڑا بہت۔ کچھ تصوف کے بارے میں طبعی باتیں کر لیتے تھے۔ ایک شخص نے ایک کاغذ پر سوال لکھ کر بھیجا کہ فقہاء اس مسئلے میں کیا فرماتے ہیں کہ ایک شخص کا انتقال ہوا اور اس نے فلاں فلاں وارث چھوڑے۔ اس نے کھولا، دیکھا۔ جب معلوم ہوا کہ یہ میراث کا مسئلہ ہے تو کاغذ پھینک دیا اور کہا میں تو ان لوگوں کے بارے میں خطاب کرتا ہوں جب وہ مرتے ہیں تو ان کی ملکیت میں کچھ نہیں ہوتا۔ (یعنی صوفیہ کرام) حاضرین کو ان کی عقل کی وجہ سے بڑی حیرانگی ہوئی (کہ کس طرح مسئلہ کو چھپالیا)

(۱۸۰)حکایت کی گئی ہے کہ مزید کسی والی مدینہ کے پاس آتے جاتے تھے۔ ایک دن دیر سے گئے تو والی نے دیر لگانے کی وجہ پوچھی تو جواب دیا کہ مجھے اپنے پڑوسی کی عورت سے محبت تھی۔ آج مقصد حاصل ہو گیا اور اس پر قدرت مل گئی۔ والی تو غصے میں بھڑک اٹھا اور کہا خدا کی قسم ہم تیرے اقرار کی وجہ سے تجھے سزا دیں گے۔ جب مزید نے دیکھا کہ والی سنجیدگی (اور غصہ) سے بات کہہ رہا ہے تو کہنے لگا میری پوری بات تو سن لیں۔ والی نے پوچھا کیا۔ تو کہا کہ جب صبح ہوئی تو میں خوابوں کی تعبیر بتانے والے کی تلاش میں نکلا جو میرے خواب کی صحیح تعبیر دے سکے۔ لیکن مجھے وہ نہ ملا۔ والی نے کہا وہ جو تو نے پہلے کہا وہ خواب میں دیکھا۔ کہا ہاں۔ پھر جا کر والی کا غصہ رفع ہوا۔

ابودلف کی ذہانت

(۱۸۱)ابوالفضل بھی اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ایک دن مامون بڑے غصہ میں تھے تو ابودلف کو کہا کہ تو وہی ہے جس کے متعلق شاعر نے کہا ہے ترجمہ ابودلف صرف دنیا ہے۔ خواہ مقیم ہو یا سفر میں اور جب وہ چلا جائے تو دنیا بھی اس کے نشان قدم پر چلی جاتی ہے۔ ابودلف نے کہا اے امیر المومنین یہ جھوٹی گواہی اور غدار آدمی کی بات ہے جو خوشامدی اور مانگنے والا ہے۔ اس سے زیادہ سچا میرا بھانجا ہے جس نے یہ شعر کہا ہے ترجمہ

مجھے چھوڑ تاکہ میں زمین کا سفر کروں روزی کی تلاش میں۔ پس دنیا کوئی کنواں نہیں ہے اور نہ لوگ تقسیم کرنے والے۔ مامون سن کر ہنس پڑا اور ٹھنڈا ہو گیا۔

ایسی باتیں اور کام جو ذہانت اور سمجھ کی قوت پر دلالت کرتے ہوں۔

سکندر کی ذہانت

(۱۸۲) دو آمیوں نے ایک بادشاہ پر سکندر کے زمانہ میں حملہ کیا اور اس کو مار ڈالا۔ سکندر نے کہا جس نے اس کو مارا وہ بڑے عمدہ کام کرنے والا شخص ہے اور اگر ہمیں وہ شخص مل جائے تو ہم اس کو اچھا بدلہ دیں گے جس کا وہ مستحق ہے اور لوگوں میں اس کا مرتبہ بلند کریں گے۔ جب یہ بات ان دونوں قاتلوں کو معلوم ہوئی تو وہ آگئے اور اقرار کیا۔ سکندر نے کہا ہم تم کو وہ بدلہ دیں گے جس کے تم مستحق ہو (اور وہ یہ ہے) جس شخص کو سردار نے بلند مرتبہ دیا وہ شخص پھر بھی آقا سے غداری کرے اور اس کو قتل کردے تو اس کا بدلہ جس کا وہ مستحق ہے وہ صرف قتل ہی ہے اور میرا یہ وعدہ کہ لوگوں پر بلند کروں گا وہ یہ کہ میں تم دونوں کو جتنی بلند لکڑی ہو سکے اس پر سولی دوں گا۔

ایک مومن شخص کی ذہانت

(۱۸۳) مروی ہے کہ دو آدمیوں نے جو فرعون کو مانتے تھے ایک مومن شخص کی برائی کی۔ فرعون نے اس کو بلایا اور ان دونوں کو بھی بلایا۔ پہلے ان دونوں سے پوچھا تم دونوں کا رب کون ہے۔ دونوں نے کہا آپ ہی۔ پھر مومن سے پوچھا تیرا رب کون ہے۔ اس نے کہا میرا رب وہی ہے جو ان دونوں کا رب ہے۔ فرعون نے ان دونوں کو کہا تم نے ایک ایسے شخص کی برائی کی جو میرے دین پر ہے تاکہ میں اس کو قتل کردوں۔ لہذا فرعون نے ان ہی دونوں کو قتل کروادیا۔ علماء نے فرمایا کہ اللہ کا فرمان اسی طرح اشارہ کرتا ہے فوقه الله سيات مامكروا وحاق بال فرعون سوء العذاب۔ (ترجمہ) پس اللہ نے اس (مومن) کو ان کے مکروں کی برائی سے بچالیا اور فرعون کی آل کو برے عذاب نے گھیر لیا۔

(۱۸۴)اسحاق بن ھانی سے مروی ہے کہ ہم ابو عبداللہ احمد بن حنبل کے ساتھ ان کے گھر میں بیٹھے تھے اور ہمارے ساتھ مروزی اور مھنی بن یحیی شامی بھی موجود تھے تو دروازہ کو بجایا گیا اور پوچھا گیا کہ مروزی یہاں ہیں (اور مروزی اس کو پسند نہ کرتے تھے کہ ان کی موجودگی کا علم سائل کو ہو) تو مھنی نے اپنی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھیں اور کہا یہاں مروزی نہیں ہے تو امام احمد ہنسنے لگے اور اس پر کچھ نہ فرمایا۔

(۱۸۵)مصعب زبیری سے روایت ہے کہ عربان کے پاس ایک نشئی نوجوان کو لایا گیا۔ پوچھا تو کس کا لڑکا ہے۔ اس نشئی نے یہ شعر پڑھا۔ (ترجمہ) تم لوگوں کو جماعت در جماعت اس کی آگ کی روشنی میں دیکھو گے اور اس کے ارد گرد کوئی کھڑا اور کوئی بیٹھا ہے۔ عربان نے کسی سپاہی کو کہا اس سے پوچھ وہ کون ہے تو کہا وہ لوبیا (پکا کر بیچنے) والے کا لڑکا ہے۔
مؤلف فرماتے ہیں دوسری روایت میں یہ زیادتی ہے۔

(ترجمہ) تو لوگوں کی جماعتیں اس کی آگ کی روشنی میں کھڑی ہوئی دیکھے گا کچھ ان میں بیٹھے ہیں کچھ کھڑے ہیں تو عربان نے اس کو بڑے مرتبے والا سمجھا اور چھوڑ دیا اور وہ لوبیا والے کا لڑکا تھا۔

حارث بن مسکین کی ذہانت

(۱۸۶)حارث بن مسکین پر بھی مشقت کے ایام آئے اور ابن ابی داؤد (گمراہ) لوگوں کا خلق قرآن کے مسئلہ میں امتحان کر رہا تھا تو حارث کو بھی کہا گواہی دے کہ قرآن مخلوق ہے۔ اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ چاروں مخلوق ہیں اور اپنی چار انگلیاں پھیلا دیں پھر کہا تورات، انجیل، زبور، فرقان۔ لہٰذا اس نے کنایۃً کہا اور قتل سے خلاصی پالی

(۱۸۷)جب مبرد کے اصحاب اکٹھے ہو کر آنے کی اجازت طلب کرتے تو مبرد کہتے اگر تمہارے ساتھ ابو العباس زجاج موجود ہے تو آجاؤ ورنہ لوٹ جاؤ۔ ایک مرتبہ وہ سب آئے لیکن زجاج ان میں موجود نہ تھے۔ ان سے وہی بات کہی تو سب لوٹ کر چلے گئے مگر ایک آدمی جس کا نام عثمان تھا وہ کھڑا رہا اور اس نے قاصد کو کہا کہ مبرد کو کہہ دو کہ تمام قوم منصرف ہو گئی ہے لیکن عثمان غیر منصرف ہے۔ وہ شخص مبرد کی جانب سے جواب لایا کہ

جب عثمان نکرہ ہو تو منصرف ہے اور معرفہ ہم تجھ کو بنائیں گے نہیں (عثمان نے کہا قوم منصرف ہے یعنی لفظاً بھی منصرف ہے اور حقیقت میں بھی منصرف) ہو چکی ہے اور نہ عثمان لفظاً غیر منصرف ہے لہٰذا وہ حقیقت میں بھی غیر منصرف ہے (نہیں لوٹا) پھر مبرد نے جواب دیا کہ عثمان جب نکرہ ہو تو لفظاً بھی منصرف ہو جائے گا لہٰذا وہ حقیقت میں بھی منصرف ہو جائے (لوٹ جائے) اور معرفہ ہم اس کو تسلیم کرتے نہیں (یعنی خاص اپنا بناتے نہیں)

طالب علم کی ذہانت

(۱۸۸) ایک جوان نے کسی دن شعبیؒ سے علمی گفتگو کی۔ شعبی نے فرمایا۔ یہ کلام ہم نے سنا نہیں (لہٰذا نامقبول ہے) جوان نے پوچھا کیا آپ نے تمام علم سن لیا۔ فرمایا نہیں۔ جوان نے کہا۔ کیا نصف فرمایا، نہیں۔ تو جوان نے کہا اس کو بھی اس نہ جانے ہوئے آدھے میں شمار کر لیجئے تو شعبی سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔

ہارون اعورؒ کی ذہانت

(۱۸۹) عبداللہ بن سلیمان ابن اشعث سے مروی ہے کہ ہارون اعور پہلے یہودی تھے۔ پھر مسلمان ہو گئے اور خوب اسلام میں داخل ہوئے۔ قرآن بھی حفظ کر لیا اور مسائل نحو بھی یاد کئے۔ ایک مرتبہ کسی شخص نے ان سے کسی مسئلہ میں مناظرہ کیا تو یہ غالب آ گئے۔ مقابل کو جب کچھ سمجھ نہ آیا تو کہنے لگے تو تو پہلے یہودی تھا پھر اسلام لے آیا۔ ہارون نے کہا تو کیا میں نے برا کام کیا۔ (پھر دوبارہ لاجواب کر دیا) واللہ الموفق

ابراہیم بن طہمان کی ذہانت

(۱۹۰) مالک بن سلیمان سے مروی ہے ابراہیم بن طہمان کا مشاہرہ بیت المال سے جاری تھا۔ ان سے ایک مرتبہ خلیفہ کی مجلس میں کوئی مسئلہ دریافت کیا گیا۔ انہوں نے کہا میں نہیں جانتا لوگوں نے ان کو کہا تم بیت المال سے اتنا اتنا مشاہرہ لیتے ہو اور ایک مسئلہ صحیح نہیں بتا سکتے انہوں نے فرمایا میں ان ہی مسائل پر وظیفہ لیتا ہوں جن کو خوب بتا سکتا ہوں اور اگر ان مسائل پر بھی لیتا جو بخوبی نہیں جانتا تو بیت المال ختم ہو جاتا مگر ابھی وہ مسائل جو میں نہیں بتا سکتا وہ ختم نہ ہوتے۔ خلیفہ نے ان کے جواب کو بہت پسند کیا اور انعام اور قیمتی لباس سے نوازا اور تنخواہ میں بھی اضافہ کر دیا۔

(۱۹۱) ابو عباس مبرد کہتے ہیں کہ ایک آدمی کسی کے ہاں مہمان ہوا گھر والے اس سے تنگ آگئے تو مالک نے اپنی بیوی کو کہا کسی طرح ہمیں اس کے ٹھہرنے کی مدت معلوم کرنی چاہئے عورت نے کہا ہم آپس میں لڑائی کر کے اس کے پاس فیصلہ لے جاتے ہیں لہٰذا انہوں نے ایسا ہی کیا اور عورت نے مہمان کو کہا اے مہمان اس خدا کے واسطے جو آپ کے کل کے کھانے میں برکت دے بتائیں ہم میں کون ظالم ہے مہمان نے کہا اس ذات کی قسم جو میرے آپ کے پاس ایک مہینے کے قیام میں برکت دے میں نہیں جانتا۔

(۱۹۲) ابو خلف فرماتے ہیں کہ میرے کسی ساتھی نے بیان کیا کہ ہارون رشید اپنے لشکر سے الگ ہو کر کسی دن سیر کو نکلے اور فضل بن ربیع ان کے پیچھے پیچھے تھے راستے میں ایک بوڑھا اپنے گدھے پر سوار ملا اور اس کے ہاتھ میں لگام تھی لگام ایسی کہ مینگنیوں کی آنت پھر اس بوڑھے کو دیکھا تو اس کی آنکھوں سے پانی بہہ رہا تھا ہارون نے فضل کو مذاق کرنے کے لئے اشارہ کیا تو فضل نے بوڑھے کو کہا کہ کہاں کا ارادہ ہے۔ کہا اپنے باغ میں ابو فضل نے کہا کیا میں آپ کو ایسی چیز نہ بتاؤں جس سے تیری آنکھوں کی بیماری ختم ہو جائے اس نے کہا کیوں نہیں میں تو اس کا محتاج ہوں تو ابو فضل نے کہا ہوا کی لکڑیاں لے اور پانی کا گرد و غبار لے اور کمان درخت (جس کے پتے نہیں ہوتے) کے پتے لے اور ان کو اخروٹ کے چھلکے میں پیس لے اور اس کا سرمہ لگا تو وہ

تیری بیماری کو ختم کردے گا بوڑھے نے گدھے کے پالان پر ٹیک لگائی اور کھینچ کر آواز سے ہوا نکالی اور کہا یہ لے لے تیری اجرت اگر ہمیں نفع ہوا تو اور بھی دیں گے ہارون اتنا ہنسے کہ قریب تھا کہ گر جاتے۔

(۱۹۳) علامہ حافظ نے کہا کہ خلیفہ مہدی نے قاضی شریک کو کہا اگر آپ کے سامنے کوئی عیسٰی (عیسائی) شہادت دے تو آپ قبول کریں گے اور اس وقت مہدی کے پاس عیسٰی بن موسیٰ بھی تھا اور مہدی کا ارادہ تھا کہ دونوں کے درمیان کچھ مناظرہ ہو جائے قاضی شریک نے کہا جس سے آپ سوال کر رہے ہیں وہ عیسٰی سے نہیں پوچھے گا وہ امیر المومنین ہی سے معلوم کرے گا اگر امیر نے اس کو عادل تسلیم کیا تو قبول کرے گا اس طرح قاضی نے مہدی کے سوال کو اسی پر لوٹا دیا۔

(۱۹۴) ابو بکر بن محمد کا کہنا ہے کہ میرا ایک بھائی بہت اچھے اشعار کہتا تھا ایک شخص جو ان سے ان کے اچھے اشعار کہنے کی وجہ سے حسد کرتا تھا اس نے بھائی کو کہا کہ ایک عجمی اچھے اشعار کہے اس کا محض یہی مطلب ہے کہ اس کی ماں سے کسی عجمی باپ نے ہم بستری کی ہے (جس سے وہ شاعر ہو گیا) بھائی نے کہا کہ اس کو یہ لازم ہے کہ جو عربی اچھے شعر نہ کہہ سکتا ہو (تو) واقعی اس کی ماں سے کسی عجمی نے ہم بستری کی ہو۔

(۱۹۵) ایک شخص دوسرے پر غصہ ہوا تو اس نے پوچھا کیوں غصہ آیا اس نے کہا ایک معتمد ثقہ شخص نے تمہاری گفتگو مجھ سے نقل کی ہے تو اس نے کہا وہ ثقہ کہاں ہوا جب اس نے چغل خوری کی۔

(۱۹۶) ابو الحسن سے روایت ہے کہ خلیفہ مامون نے قاضی یحیٰی بن اکثم سے کہا یہ شخص کون ہے جس نے بطور چوٹ لگانے کے یہ شعر کہا ہے۔ ترجمہ قاضی زنا کے لئے تو حد تجویز کرتا ہے اور جو لواطت کرے اس سے کچھ سزا وغیرہ کا ذکر نہیں کرتا (چونکہ ان پر اس فعل کا شک تھا اس لئے یہ چوٹ لگائی)

یحیٰی نے کہا اے امیر کیا آپ نہیں جانتے یہ کس کا شعر ہے مامون نے انکار کیا۔ یحیٰی نے کہا یہ شعر احمد ابن ابی نعیم بدکار کے ہیں جس نے یہ شعر بھی کہا ہے۔

ہمارا حاکم رشوت وصول کرتا ہے اور ہمارا قاضی لواطت کرتا ہے اور جو ہر چیز کا سردار ہو (خلیفہ) وہ برائی میں بھی سردار ہوتا ہے۔ مجھے امید نہیں کہ ظلم ختم ہو گا

جبکہ امت کا والی عباس کی آل میں سے ہے۔

یہ سن کر مامون چپ ہو گیا اور شرمندہ ہو کر خاموش ہو گیا پھر کہا کہ مناسب ہے کہ اس شاعر احمد بن نعیم کو سندھ کی طرف جلاوطن کر دیا جائے۔

مسلمان مناظر کی ذہانت

ابن جوزی فرماتے ہیں یحیٰ ابراہیم بن محمد بن شہاب عطار نے بیان کیا کہ یعقوب شحام روایت کرتے ہیں کہ مجھے ابو ہندیل نے کہا ایک یہودی شہر بصرہ میں آیا اور اس نے عام متکلم حضرات کو چپ کروا دیا میں نے اپنے چچا سے اس یہودی کے ساتھ مناظرہ کی خواہش ظاہر کی چچا نے کہا بیٹا وہ متکلمین کے ایک گروہ کو ہرا چکا ہے لیکن میں نے کہا میں ضرور جاؤں گا تو میرے چچا نے میرا ہاتھ پکڑا اور ہم اسکے پاس گئے تو میں نے یہودی کو دیکھا کہ وہ ہر اس شخص سے جو مناظرہ کرے حضرت موسیٰ کی نبوت کا اقرار کرواتا ہے پھر کہتا ہے ہم اس نبی کے دین پر ہیں جس کی نبوت پر مسلمانوں نے بھی اتفاق کیا ہے پھر ہم اس نبی (محمد) کو کیوں مانیں جس پر سب کا اتفاق نہیں ہے اور اس کا اقرار کیوں کریں میں اس کے سامنے گیا اور پوچھا کہ میں سوال کروں یا تو سوال کرے گا اسنے کہا بیٹا کیا تو نہیں دیکھتا کہ میں نے تیرے بڑوں کو مناظرہ میں بند کر دیا ہے میں نے کہا ان باتوں کو رہنے دیں سوال کریں گے یا میں کروں اس نے کہا میں سوال کرتا ہوں کہ کیا موسیٰ اللہ کے انبیاء میں ایسے نبی نہیں ہیں جس کی نبوت بالکل صحیح اور نبوت کی دلیل بھی ہے تو اس کا اقرار کرتا ہے یا انکار اگر تو انکار کرے گا تو اپنے نبی کی مخالفت کرے گا میں نے کہا جو سوال تو کہہ رہا ہے اس کی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ میں اس موسیٰ کی نبوت کا اقرار کرتا ہوں جس نے ہمارے نبی کے صحیح ہونے کی خبر دی اور ہمیں ان کی اتباع کا حکم کیا اور ان کی نبوت کی بشارت دی اگر ایسے موسیٰ کے بارے میں تو سوال کر رہا ہے تو میں اقرار کرتا ہوں اگر وہ موسیٰ ہمارے نبی کی نبوت کا اقرار نہیں کرتا اور اس کی اتباع کا حکم ہمیں نہیں دیتا اور نہ اس کے آنے کی اس نے بشارت دی ہے تو میں اسکو نہیں جانتا اور نہ اس کی نبوت کا اقرار کرتا ہوں اور وہ کتاب جو موسیٰ پر نازل

ہوئی اگر وہ تورات مراد ہے جو اس موسیٰ پر نازل ہوئی جو ہمارے نبی کی تصدیق کرتا ہے تو میں اس کتاب کو مانتا ہوں اور اگر وہ تورات ہے جس کا تو دعوی کر رہا ہے اس کو میں نہیں مانتا وہ غلط ہے پھر اس نے مجھے تنہائی میں بات کرنے کا کہا میں سمجھا کہ شاید کوئی اچھی بات ہو گی میں اس کے پاس گیا تو اس نے مجھے آہستہ آہستہ گالیاں دینا شروع کیں اور گالیاں بھی گندی صاف الفاظ میں کہ تیری ماں ایسی ایسی ہے جس نے تجھے تعلیم دی اس کی ماں بھی ایسی ہے در حقیقت وہ اس کی کوشش کر رہا تھا کہ میں غصہ کی وجہ سے اس پر حملہ کر دوں پھر یہ کہہ سکے کہ اس نے مجھ پر حملہ کر دیا ہے (جو ہارنے کی علامت ہے) پھر میں نے حاضرین کو خطاب کیا کہ اللہ تمہیں عزت سے نوازے کیا میں نے اس کو اچھا جواب نہیں دیا سب نے کہا بے شک پھر میں نے کہا اس نے مجھ کو سرگوشی میں ایسی گندی گالیاں دی ہیں جو حد کو واجب کر دیتی ہیں اس طرح میرے استاد کو بھی اس نے گالیاں دیں اور اس کا مقصد تھا کہ میں حملہ کر دوں اور اس کو دعوی کرنے کا موقع مل جائے کہ اس نے (ہار کر) مجھ پر حملہ کر دیا ہے اب تم جان چکے ہو کہ کس گھٹیا درجے کا یہ شخص ہے پھر تو عوام کے ہاتھوں سے اس کے سر پر جوتے لگنے لگے اور بصرہ سے بھاگ گیا اور بصرہ میں اس کا لوگوں کے ذمے قرض بھی تھا وہ بھی چھوڑ دیا کیونکہ اب اس کو اس سے زیادہ خطرہ پیش آگیا تھا۔

(۱۹۷) ایک مرتبہ حجاز، متوکل باللہ کے ہاں گیا متوکل نے کہا کہ ہم تجھ سے استبراء (صفائی حاصل کرنا) چاہتے ہیں اس نے کہا ایک حیض سے یا دو حیضوں سے تو سب حاضرین ہنسنے لگے۔

پھر انہی کو فتح نے کہا کہ میں نے امیر سے گفتگو کر لی ہے وہ تجھے بندروں کے علاقے کا حاکم بنانے پر رضامند ہو گئے ہیں اس نے فتح کو کہا کہ کیا آپ امیر کی اطاعت سے باہر ہیں خدا آپ کو درست کرے۔

فتح تو مفتوح ہو گئے اور خاموشی اختیار کر لی پھر خلیفہ نے اس (حجاز) کے لئے دس ہزار درہم کا حکم دیا اس نے درہم لئے اور گر پڑا اور خوشی سے مر گیا۔

(۱۹۸) یحیٰ نے فرمایا کہ ولید بن زید، ہشام بن عبدالملک کے پاس آیا اور ولید کے سر پر خوبصورت نقشیں دستار پڑی تھی ہشام نے پوچھا یہ عمامہ کتنے میں خریدا۔ ولید

نے کہا ہزار درہم میں ہشام نے کہا پھر تو یہ مہنگی ہے ولید نے کہا اے امیر میں نے ایک ایسے جسم کے عضو کے لئے یہ کپڑا خریدا ہے جو سب سے اشرف ہے اور آپ نے ایک لونڈی خریدی دس ہزار درہم کی گھٹیا عضو کے لئے۔

(۱۹۹) یموت بن مزرع سے مروی ہے کہ میرے والد مزرع اور حجاز جا رہے تھے اور میں پیچھے تھا ہمارا گذر ایک امام پر ہوا اور وہ گذرنے والوں ہی کے انتظار میں تھا تاکہ اس کے ساتھ نماز پڑھے جب اس نے ہم کو دیکھا تو جلدی سے تکبیر کہنے لگا تو حجاز نے اس کو کہا چھوڑو اس کو اس لئے کہ آپؐ نے تلقی جلب سے منع فرمایا ہے (حجاز کی مراد جلدی ہے) اور ابن اعرابی اصمعی سے نقل کرتے ہیں کہ میں کوفہ کے ایک راستے سے گذر رہا تھا تو ایک آدمی دیکھا جو جیل سے کندھے پر مٹکا رکھے ہوئے شعر پڑھتے ہوئے نکل رہا تھا ترجمہ شعر: میں اپنے نفس کی عزت کرتا ہوں اگر اس کو ذلیل کروں تو (اے نفس) قسم ہے تیری تو قابل عزت نہ ہوگا کسی کے نزدیک۔

تو میں نے اس کو کہا تو اپنے نفس کی عزت ایسے کام کی وجہ سے کر رہا ہے اس نے کہا ہاں اور میں تجھ جیسے بیوقوف سے بے پرواہ ہوں کہ جب میں اس سے سوال کروں تو وہ یہ کہہ کر جواب دے دے اللہ تیری مدد کرے۔ میں سمجھ گیا کہ اس نے مجھے پہچان لیا ہے تو میں جلدی سے آگے نکل گیا پھر اس نے پکارا اے اصمعی میں اس کی طرف متوجہ ہوا تو کہا (شعر ترجمہ) پہاڑوں کی چوٹیوں سے چٹانوں کا منتقل کرنا میرے نزدیک لوگوں کے احسان اٹھانے سے زیادہ پسند ہے۔ اور لوگ کہتے ہیں کہ مزدوری میں عیب ہے حالانکہ سارے عیب تو سوال میں ہیں۔

(۲۰۰) طراد بن محمد نے کہا کہ ایک یہودی نے ایک مسلمان سے مناظرہ کیا اور شاید یہ مناظرہ مرتضی باللہ کی مجلس میں ہوا یہودی نے کہا۔ کیا کہوں میں۔ ایسی قوم کے متعلق جن کو اللہ نے مدبرین کہا اس کی مراد آپؐ اور آپ کے اصحاب ہیں جنگ حنین والے دل (مدبرین سے مراد پیٹھ دینے والے جنگ سے) تو مسلمان نے کہا پھر اگر موسیٰ زیادہ مدبر پیٹھ دینے والے ہوں۔ یہودی نے کہا کیسے۔ کہا اس لئے کہ اللہ نے فرمایا

ولی مدبرا ولم یعقب

ترجمہ موسیٰ پیٹھ پھیر کر بھاگے اور مڑ کر بھی نہ دیکھا۔ اور اصحاب

رسول کے لئے تو یہ بھی نہ کہا کہ ولم یعقوا کہ انہوں نے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔

(۲۰۱) نصر بن سیار نے کہا کہ میں نے ایک دیہاتی سے پوچھا کہ کبھی تجھے بدہضمی سے پیچش لگے ہیں اس نے کہا کہ تیرے اور تیرے باپ کے کھانے سے کبھی نہیں ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ کئی دن تک نصر اس جواب سے غصہ میں بھڑکتا رہا۔

(۲۰۲) اہل رقہ کے کسی آدمی نے عبدالملک بن عمیر سے روایت کی کہ زیاد نے خارجیوں میں سے ایک شخص کو گرفتار کر لیا لیکن وہ قید سے فرار ہو گیا پھر زیاد نے اس کے بھائی کو پکڑ لیا اور کہا کہ اپنے بھائی کو پیش کرو ورنہ گردن اڑادوں گا اس نے کہا اگر میں آپ کے پاس امیر المومنین کا (سفارش) مکتوب لے آؤں تو چھوڑ دیں گے کہا ہاں تو بھائی نے کہا کہ میں آپ کے پاس اللہ زبردست رحم کرنے والے کا مکتوب لایا ہوں اور دو گواہ بھی ابراہیم اور موسیٰ وہ یہ ہے ام لم ینبا بمافی صحف موسی و ابراھیم الذی وفی الا تزر وازرة وزر اخری کیا اس کو بات کی خبر نہیں پہنچی جو موسیٰ کے صحیفوں میں ہے اور ابراہیم (کے صحیفوں میں) جنہوں نے پوری تابعداری کی یہ کہ کوئی شخص کسی کا گناہ اپنے اوپر نہیں لے سکتا زیاد نے کہا اس نے بڑی مضبوط دلیل پیش کی ہے لہٰذا چھوڑ دو (دلیل یہ کہ آیت کا معنی ہے کوئی کسی کے گناہ کو نہیں اٹھائے گا لہٰذا بھائی کی وجہ سے مجھے نہ پکڑو)۔

(۲۰۳) یموت بن مزرع نے کہا کہ ہمیں حافظ نے بیان کیا کہ مجھ پر کبھی کوئی غالب نہ ہو سکا سوائے ایک مرد اور ایک عورت کے۔ مرد کے ساتھ ایسا ہوا کہ میں راستے سے جا رہا تھا تو ایک شخص کو دیکھا جو بونا قد موٹا پیٹ بڑی کھوپڑی والا اور لمبی داڑھی والا لنگی باندھے ہوا تھا اور ہاتھ میں کنگھا تھا جس کے ساتھ بالوں پر کنگھی کر رہا تھا اور مانگ سے پانی نچوڑ رہا تھا میں نے کہا بونا قد آدمی، موٹا پیٹ، لمبی داڑھی، واہ واہ میں نے اس کو گھٹیا سمجھا اور کہا اے بوڑھے میں نے تیرے لئے ایک شعر کہا ہے اس نے ہاتھ روکتے ہوئے کہا کہیئے۔ شعر ترجمہ تو ایسا ہو لا ہے جو گھاس کی جڑ میں بیٹھا ہے گھاس پر بارش کی بوندیں گر رہی ہیں۔

اس نے کہا اب اس کا جواب بھی سن لے میں نے کہا سنائیے۔

(شعر ترجمہ) تو ایسا گوہ ہے جو مینڈھے کی دم میں ہے اور مینڈھا چلتا ہے تو وہ بھی ادھر ادھر ہلتا ہے اور عورت کے ساتھ یہ معاملہ ہوا کہ راستہ سے جارہا تھا کہ دو عورتوں کے پاس سے گذر ہوا اور میں ایک گدھی پر سوار تھا گدھی نے زور سے ہوا نکالی تو ایک عورت نے اپنی ساتھی سے کہا ارے بڈھے کی گدھی ہوا نکال رہی ہے مجھے غصہ آیا تو اسکو کہا مجھے جب بھی کسی مادہ نے اٹھایا اس نے ہوا ضرور نکالی پھر ایک نے دوسری کے کندھے پر ہاتھ مارا اور کہا اس کی ماں تو نو مہینے تک بڑی مشقت میں رہی ہو گی۔

(۲۰۴) کسی کسری بادشاہ کے سامنے کوئی کانا آگیا بادشاہ نے اس کو قید کرلیا جب واپسی ہوئی تو چھوڑ دیا اور کہہ دیا کہ میں نے برا شگون، بدنامی لی تھی تیری وجہ سے کانے نے کہا کہ پھر تو آپ زیادہ منحوس ہوئے کیونکہ آپ اپنے مکان سے نکلے تو میں سامنے آیا تو خیر ہی رہی اور میں نکلا تو آپ سامنے آئے اور آپ نے مجھے قید میں ڈال دیا (گویا مجھے آپ کی وجہ سے قید ہونا پڑا) پھر کبھی بادشاہ نے شگون نہ لیا۔

ایک نابینا کی ذہانت

(۲۰۵) ابو عمر ضریر نے اپنے کسی دوست کی عیادت کی (یہ نابینا تھے) تو کنیز نے انکا ہاتھ پکڑا اور اوپر لے آئی جب اس نے واپس اترنا چاہا تو باندی پھر آئی تاکہ نیچے لے چلے مگر ابو عمرو نے کہا مجھے اپنے آقا کے پاس دوبارہ لے جاوہ لے آئی تو ابو عمرو نے کہا یہ تیری کنیز جب پہلے مجھے لے کر آئی تو کنواری تھی اور ابھی جب ہاتھ پکڑا تو کنواری نہ تھی کیا بات ہے۔ آقا نے پوچھا تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ آقا کے بیٹے نے اس سے اس دوران ہمبستری کی تھی۔

(۲۰۶) مصعب بن عبداللہ کہتے کہ کہ مالک بن انس نے کہا کہ کسی بکواس کرنے والے نے ایک آدمی کے پیچھے نماز پڑھی جب امام نے قرآت کی تو وہ بھول گیا پتا نہ چلا کہ اب کیا پڑھے اب کہنا شروع کر دیا اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بار بار اس کو پڑھتا رہا (نماز ہی میں) اس پیچھے والے نے کہا شیطان کا اس میں کوئی قصور نہیں تیری ہی کمی ہے کہ تو قرآت پر قادر نہیں۔

(۲۰۷) محمد بن عبدالرحمن نے کہا کہ ایک گانا گانے والے نے اپنے بھائی کو بلایا اور عصر تک بٹھائے رکھا لیکن کھانے کو کچھ نہ دیا اب اس پر بھوک غالب ہوئی اور شدت میں جنون تک پہنچ گیا اب گھر والے نے سارنگی سنبھالی اور کہا تمہیں میری جان کی قسم تمہیں کون سا لہجہ پسند ہے اس نے کہا مجھے تو دیگچی کی بھننے کی آواز پسند ہے۔

(۲۰۸) ابوالحسن علی بن ہشام بن عبید اللہ کعب جو ابو قیراط کے نام سے مشہور ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے حامد بن عباس سے سنا فرماتے ہیں کہ بہت سی مرتبہ مصیبت کے وقت چھوٹے آدمی سے ایسا نفع ہوتا ہے جو بڑے سے نہیں پہنچتا اس کی مثال یہ ہے کہ اسمٰعیل بن بلبل نے جب مجھ کو قید کیا تو میری محافظت وہ کرتا تھا جو اس کا دربان تھا اور اس کی خدمت کرتا تھا لیکن وہ آزاد آدمی تھا۔ میں نے بھی اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا وہ دربان عام طور پر اسمٰعیل کی مجلس میں چلا جاتا اور وہ دیرینہ خادم تھا اس لئے کوئی روک ٹوک نہ تھی۔ ایک رات میرے پاس آیا اور کہا کہ وزیر نے ابن الفرات کے پاس لکھا ہے حامد (مجھ) سے سرکاری مال کا بقیہ آپ (ابن الفرات) کے سوا کسی سے وصول نہ ہو سکے گا اور اس سے مطالبہ میں کوشش ضروری ہے لہذا اکل وزیر تمہیں اپنی بارگاہ میں بلائے گا اور تم پر سختی کرے گا۔ تو مجھے اس خبر سے بڑی فکر لاحق ہوئی میں نے اس سے پوچھا کہ تمہارے پاس اس کی کوئی تدبیر ہے۔ اس نے کہا جن سے تیرے تعلقات ہیں ان میں سے کسی بخیل شخص کو دیکھ جس کے بخل سے تم واقف ہو اور اس کے نام اپنے بال بچوں کے لئے ایک ہزار درہم بطور قرض مانگو اور لکھ دے کہ خط کا جواب رقعہ کی پشت پر لکھ دے تا کہ وہی خط تمہارے پاس آجائے اور تم اس کو پیش کر سکو اور ظاہر ہے وہ اپنے بخل کی وجہ سے کوئی عذر لکھ دے گا تم اس خط کو سنبھال رکھنا جب وزیر مال کا مطالبہ کرے تو یہ رقعہ دکھا دینا اور کہنا کہ میرا حال تو یہاں تک پہنچ گیا ہے لہذا جب تم اس کو فوراً پیش کر دو گے تو تمہارے لئے فائدہ مند ہو گا لہذا میں نے اس کی رائے پر عمل کیا اور وہی کاغذ لے کر چلا گیا اور جواب بھی ایسا ہی آیا جیسا گمان تھا۔ آئندہ روز وزیر نے قید سے نکال کر روپوں کا مطالبہ کیا تو میں نے وہی رقعہ پیش کر دیا اس نے اس کو پڑھا اور نرم ہو گیا اور شرمندہ ہوا۔ اور یہی سبب میرے لئے آسانی اور مصیبت کو دفع کرنے والا بنا۔

(۲۰۹)۔یحیٰ بن محمد طومار نے کہا کہ ابو عمرو محمد بن یوسف القاضی نے کہا کہ میرے والد سخت بیمار ہوگئے۔ایک رات انہوں نے مجھ کو اور میری بہن کو بلایا اور فرمایا کہ میں نے خواب دیکھا کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ کل لا واشرب لا معنی کہ لا کو کھا اور لا کو پی تو تو صحت یاب ہو جائے گا لیکن ہم اس کا مطلب نہیں سمجھ سکے اور باب شام کے محلہ میں ایک شخص رہتا تھا جن کا نام ابو علی خیاط تھا وہ بڑے خوابوں کی تعبیر میں مشہور تھے ہم ان کے پاس گئے اور خواب بیان کیا اس نے کہا اس کی تعبیر میری سمجھ میں نہیں آتی لیکن میرا ہر شب معمول ہے کہ میں آدھا قرآن پڑھتا ہوں میں اس سے فارغ ہو جاؤں پھر اس پر غور کروں گا جب صبح ہوئی تو وہ خود ہمارے پاس آئے اور فرمایا کہ جب میں نے یہ آیت پڑھی لا شرقیۃ ولا غربیۃ تو میری نگاہ لفظ لا پر پہنچی کہ یہ اس میں دوبارہ آرہا ہے میرا خیال ہے تم ان کو زیتون کا تیل پلاؤ اور کھلاؤ ہم نے ایسا ہی کیا لہذا بیماری رخصت ہوگئی اور عافیت مل گئی۔

(۲۱۰) جعفر برنی نے حکایت کی ہے کہ میں پل پر ایک فقیر کے پاس سے گذرا وہ مسکینا ضریرا ترجمہ اندھا مسکین اس کی رٹ لگائے ہوئے تھا میں نے کچھ اس کو دے دیا اور پوچھا اے شخص تو نے ان کو فتحہ کے ساتھ کیوں پڑھا تو اس نے کہا میں آپ پر قربان جاؤں یہاں ارحموا محذوف ہے یعنی رحم کرو۔

(۲۱۱) ابن جوزی نے فرمایا کہ ہمیں ابو عثمان خالدی نے کہا کہ میں نے ایک قصیدہ بنایا جس میں میں نے سیف الدوم ابوالحسن ابن حمدان کی تعریف کی اور اس کو ایک جماعت پر پیش کیا جو کچھ جانتے بوجھتے تھے تو اچانک ایک ہیجڑا داخل ہوا اور میں شعر پڑھ ہی رہا تھا جب یہاں پہنچا۔

> ترجمہ محبوبہ نے صرف ایک بال میں بھی سفیدی کو برا سمجھا تو وہی سیاہی جو اس کو راضی کرتی تھی ناراض کرنے لگی تو ہیجڑے نے کہا یہ غلط ہے میں نے پوچھا وہ کیا اس نے کہا تم امیر کے لئے فی الراس واحدہ کہتے ہو یہ کیوں نہیں کہتے طالعۃ یا لائحۃ کہ وہاں طلوع ہونے والا اے چمکنے والا۔ تو میں اس کی ذہانت سے بڑا تعجب میں پڑا۔

(۲۱۲) ہشام کے ساتھیوں نے اسلم بن احنف سے مشاہرہ (تنخواہ) نہ ملنے پر شکایت کی تو اسلم (ان کے بڑے) ہشام کے پاس پہنچے اور کہا اے امیر المومنین اگر کوئی اے مفلس کی صدا لگائے تو آپ کے اصحاب میں سے کوئی ایسا نہ ہوگا جو اس کی طرف متوجہ نہ ہو جائے ہشام یہ سن کر ہنس پڑا اور سب کی تنخواہیں ادا کرنے کا حکم جاری فرمایا۔

(۲۱۳) سلیمان بن عبدالملک کی خدمت میں عراق کا ایک وفد آیا ان میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا اے امیر المومنین ہم آپ کے پاس نہ کسی لالچ اور نہ کسی خوف کی وجہ سے آئے ہیں سلیمان نے کہا پھر کیوں مشقت اٹھائی کہا ہم شکریہ ادا کرنے آئے ہیں کیونکہ آپ کے عطیات ہمیں گھر بیٹھے مل جاتے ہیں اور خوف اس لئے نہیں کہ ہم آپ کے عدل کی وجہ سے امن میں ہیں اور ہماری زندگی محبوب ہو گئی ہے اور مرنا آسان ہو گیا ہے موت اس لئے آسان ہے آپ کی حکومت پسماندہ بچوں کی کفالت فرمائے گی۔ سلیمان نے خوش ہو کر اس کو بھی اور اس کے ساتھیوں کو بھی عطیات سے نوازا۔

(۲۱۴) ابوالحسن مدائنی نے بیان فرمایا کہ بعض علماء کا بیان ہے کہ بصرہ میں ایک دوست تھا جو بڑا ادیب اور مذاق کرنے والا شخص تھا ایک مرتبہ انہوں نے وعدہ کیا کہ وہ ہماری اپنے مکان پر دعوت کریں گے تو ہم نے یہ آیت پڑھی متی هذا الوعد ان كنتم صدقين کہ یہ وعدہ کب سچا ہوگا اگر تم سچے ہو۔ اور جب بھی وہ آتے جاتے تو ہم یہی آیت پڑھتے وہ چپ ہو جاتے ایک دن کہا تو انہوں نے بھی ایک آیت پڑھی انطلقو الی ماكنتم به تكذبون جس کو تم جھٹلاتے ہو چلو اس کی طرف (یعنی چلو دعوت کیلئے تیاری ہو گئی ہے)

(۲۱۵) ہلال بن محسن نے بیان فرمایا کہ ابوالعجب نام کا ایک شخص، شعبدہ بازی میں اس کے مثل کوئی نہیں دیکھا گیا۔ ایک دن خلیفہ معتضد باللہ کے محل میں پہنچا خلیفہ کے کسی خاص آدمی کو دیکھا وہ اپنی بلبل کے مرنے کی وجہ سے رو رہا تھا۔ اس نے ابو العجب کو دیکھا تو کہا کہ استاد آپ کو میری بلبل زندہ کرنا ہوگی اس نے کہا جو تم چاہتے ہو وہ ہو جائے گا اس نے بلبل کا سر کاٹ کر اپنی آستین میں ڈال لیا اور اپنا سر گریبان میں ڈال

کر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر میں زندہ بلبل نکال کر حاضرین کے سامنے کر دی تو سب حاضرین بڑے تعجب کا شکار ہوئے پھر علی بن عیسیٰ نے اس کو بلایا اور کہا خدا کی قسم اگر تو اس کی حقیقت سچ سچ نہ بتائے گا تو تیری گردن اڑا دوں گا اس نے کہا کہ میں خادم کو بلبل پر روتے دیکھ چکا تھا تو میں نے امید کر لی کہ اس سے کچھ حاصل ہو جائے گا پھر میں بازار جا کر ایک بلبل خرید لایا اور آستین میں اس کو چھپا لیا پھر خادم کے پاس آیا اور مردہ کا سر میں نے خفیہ طور پر منہ میں ڈال لیا اور زندہ کو باہر نکال دیا۔ اور یہ کسی کو شک نہ گذرا کہ یہ وہی بلبل ہے یا کوئی اور یہ لو اس مری ہوئی بلبل کا سر۔

(۲۱۶) ایک مجرم کو رشید کے دربار میں پیش کیا گیا۔ ہارون نے کہا کیا تو نے ہی ایسے ایسے کیا ہے اس نے کہا حضور میں وہی ہوں جس نے اپنی جان پر ظلم کیا اور امیر کی ذات پر عفو کا اعتماد کیا لہٰذا ہارون نے اس کو معاف کر دیا۔

(۲۱۷) ایک ادیب نے اپنے ایک دوست کو کہا کہ واللہ آپ تو دنیا کا باغ ہیں۔ اس نے کہا اور آپ وہ نہر ہیں جس سے اس باغ کو پانی ملتا ہے۔

(۲۱۸) کوفہ والوں نے اپنے عامل (گورنر) کے ظلم کی شکایت مامون الرشید کو کی مامون نے کہا کہ مجھے تو اس سے زیادہ عادل کوئی نہیں لگتا ایک شخص نے کہا پھر تو امیر المومنین ضروری ہے کہ آپ تمام جگہوں کا نگہبانی میں اس کا حصہ مقرر فرما دیں تا کہ تمام لوگوں کو عدل پہنچے لیکن ہم کو ان کے عدل سے تین سال سے زیادہ نہ مشرف فرمایا جائے (جو گذر چکے ہیں) مامون ہنس پڑا اور اس کو بدلنے کا حکم فرمایا۔

(۲۱۹) ایک عقل مند کا گذر کسی انتظار کرنے والے شخص پر ہوا اس نے کھڑے ہونے کی وجہ پوچھی جواب دیا کہ ایک انسان کا انتظار ہے عقل مند نے کہا پھر تو کھڑے ہی رہو آپ کا قیام بہت لمبا ہو گا۔

(۲۲۰) روایت ہے کہ حضرت عثمان بن عفان نے کسی سے پوچھا آپ بڑے یا میں بڑا ہوں تو اس نے جواب دیا کہ مجھے اس رات کا علم نہیں جس میں آپ کے والد مطہر نے آپ کی مبارک والدہ کے ساتھ رات گذاری۔

اور کیا پیارا بچاؤ ہے اس بات سے کہ وہ کہتے آپ کی والدہ (مطہرہ) کیونکہ یہ لفظ عورتوں میں ماہواری سے پاک ہونے کیلئے استعمال ہوتا ہے اور پھر یہ حضرت عثمان

کی ذات پر نقص ہوتا۔

(۲۲۱) ابن اعرابی کہتے ہیں مجھے محمد بن عمر ضبی نے ذکر کیا ہے انہوں نے معتز باللہ کے بیٹے کو قرآن حفظ کروانا شروع کیا اور یہ اس کے بیٹے کے گھریلو استاد تھے اور جب سورۃ نازعات شروع کرائی تو ان کو سمجھایا کہ اگر تمہارے والد پوچھیں کون سی سورت میں ہو تو کہنا جو سورۂ عبس سے ملی ہوئی ہے اور یہ نہ کہنا کہ نازعات میں ہوں (جس کا معنی ہوگا میں جھگڑے والیوں میں ہوں محمد بن عمر کہتے ہیں کے اور ایسا ہی ہوا کہ باپ نے سوال کیا کون سی سورت میں ہو۔ تو جواب دیا اس میں جو سورۃ میں عبس سے ملی ہوئی ہے معتز نے پوچھا کس نے یہ سکھایا کہا میرے استاد نے تو معتز نے ان کیلئے دس ہزار درہم کا حکم فرمایا۔

(۲۲۲) عبدالواحد بن نصر مخزومی نے فرمایا کہ مجھے ایک معتمد شخص نے بیان کیا کہ وہ شام کے راستے میں سفر کر رہا تھا اور اس پر پیوند لگے ہوئے کپڑے تھے اور تیس آدمیوں کی جماعت میں چل رہے تھے سب اسی طرح تھے راستے میں ایک بوڑھا ہمارے ساتھ چل دیا جو اچھی حالت میں تھا وہ ایک مضبوط گدھی پر سوار تھا اور ساتھ میں دو خچروں پر اس کا قیمتی سامان اور کپڑے لدے ہوئے تھے۔ ہم نے اس کو کہا تجھے کسی ڈاکو کے آنے کا بھی خطرہ نہیں ہے۔ ہمارے پاس تو کچھ نہیں جو ضبط کیا جائے لہذا تمہارا اتنی دولت کے ساتھ چلنا ہمارے ساتھ کسی طرح مناسب نہیں۔ اس نے کہا اللہ کافی ہے اور ہماری بات نہ مانی اور چل پڑا اور جب سواری سے اتر کر کھانا کھاتا تو ہم میں بہت آدمیوں کو اپنے ساتھ بلا کر کھلاتا پلاتا اور جب ہم سے کوئی تھک جاتا تو اس کو اپنے خچر پر سوار کر لیتا اس وجہ سے پوری جماعت اس کی عزت خدمت کرنے لگی اور اس کی رائے کا لحاظ کرنے لگی یہاں تک کہ ہم ایک خطرناک مقام پر پہنچ گئے وہاں ہم پر حملے کے لئے تیس جنگلی ڈاکو سوار ہماری طرف آئے ہم بڑے خوفزدہ ہوئے اور ان کو دفع کرنے کا ارادہ کیا تو اس بوڑھے نے ہم کو منع کر دیا اور خود اتر کر کھانا کھانے کیلئے سامنے دستر خوان لگا کر بیٹھ گئے اور وہ جماعت قریب آئی تو ان کو بھی دعوت دی وہ بھی بیٹھ کر کھانے لگے پھر شیخ نے اپنے سامان میں سے بہت سا حلوا نکالا اور ان کے سامنے رکھ دیا جب انہوں نے سیر ہو کر کھا لیا تو ان کے ہاتھ منجمد ہو گئے پاؤں سن ہو گئے اور کوئی

حرکت نہ کرسکے شیخ نے کہا یہ حلوا بے حس کردینے والا تھا ایسے ہی موقع کیلئے تیار کروا رکھا تھا لہذا تدبیر پوری ہوگئی اور اس کا اثر جلد ختم ہونے والا نہیں تم تھپڑ مار کر تجربہ کر سکتے ہو اور ہم اطمینان سے جاسکتے ہیں۔ ہم نے ان کو مار کر دیکھا وہ واقعی روکنے پر قادر نہیں تھے ہمیں شیخ کی بات سچی ماننی پڑی اور پھر ان کے ہتھیار لئے اور ان کے جانوروں پر سوار ہو کر اس مقام کے آس پاس چکر لگانے لگے اس طرح کہ ان کے تیر ہمارے شانوں پر تھے اور دوسرے ہتھیار بھی بدن پر لٹکائے ہوئے تھے اور ہم جس قوم کے پاس سے گذرتے تو وہ ہم کو وہی دیہاتی سمجھتے اور امن کی درخواست کرتے اور اس طرح ہم سلامتی کے ساتھ اپنے ٹھکانوں پر پہنچ گئے۔

(۲۲۳) ابو محمد بن عبداللہ بن علی مقری سے مروی ہے۔ ایک آدمی نے کسی جگہ اپنا مال دفن کیا اور اس پر ڈھکن رکھ کر بہت مٹی ڈال دی پھر اپنے کسی کپڑے میں بیس دینار رکھ کر اس کے اوپر رکھ دیئے اور اوپر اور مٹی جمادی جب اس کو مال کی ضرورت ہوئی تو دیکھا کہ مال تو موجود ہے اوپر کے بیس دینار کوئی لے گیا اس نے اللہ کا شکر ادا کیا اور اس نے ایسا اسی لئے کیا تھا تاکہ کوئی دیکھ رہا ہو تو وہ کھودے تو بیس دینار ہی سب کچھ سمجھ کر لے جائے اور یہ ذہن میں بھی نہ آئے کہ بڑا مال تو نیچے موجود ہے۔

(۲۲۴) ابن جوزی فرماتے ہیں کہ کسی بزرگ نے فرمایا ایک یہودی کے ساتھ مال تھا اس کو حمام میں جانے کی ضرورت پیش آئی اس نے خطرہ محسوس کیا کہ اگر مال کے ساتھ جائے تو کہیں ازار بند ٹوٹ جائے اور مال پانی میں گر جائے تو اس نے خفیہ جگہ دیکھ کر وہاں مال دبا دیا پھر واپس آکر دیکھا تو کچھ نہ پایا تو خاموش ہو گیا اور اپنے بیوی بچوں کو بھی نہ بتایا کئی دنوں بعد ایک آدمی نے اس کو کہا تیرا دل کس چیز میں لگا رہتا ہے یہ اس کو لپٹ گیا اور مال کا مطالبہ کیا لوگوں نے وجہ پوچھی تو کہا کہ جب میں نے مال دفن کیا تھا تو مجھے کسی مخلوق نے نہیں دیکھا اور گم ہونے کی خبر بھی کسی کو نہ دی تو اگر یہ شخص وہ مال نہ نکالتا تو یہ بات کبھی نہ کرتا۔

(۲۲۵) ایک شخص نے بیان کیا کہ رات کو میں کسی ضرورت کیلئے باہر گیا تو دیکھا اندھا اپنے سر پر مٹکا اور ہاتھ میں چراغ لئے ہوئے جا رہا تھا چلتا ہوا نہر کو پہنچا اور پانی بھرا اور واپس لوٹ گیا میں نے کہا ارے تو اندھا ہے اور رات دن تیرے لئے برابر ہیں

پھر یہ چراغ کیوں لئے گھوم رہا ہے اس نے کہا تیرے جیسے اندھوں کیلئے لے رکھا ہے تاکہ ان کے لئے راستہ روشن رہے اور میرے ساتھ ٹکرا کر میرا مٹکا نہ پھوڑ دیں۔

حکیموں کی ذہانت اور ذکاوت

(۲۲۶) محمد بن علی امین کہتے ہیں ہم سے کسی معتبر طبیب نے بیان کیا کہ ایک لڑکا بغداد سے رے پہنچا راستہ میں اس کو منہ سے خون نکلنے کی شکایت لاحق ہو گئی اس نے مشہور حکیم ابو بکر رازی کو بلایا خون دکھایا اور حال سنایا حکیم نے نبض دیکھی اور اس کے حال پر غور و فکر کی لیکن خون نکلنے کی وجہ سمجھ نہ آئی نہ زخم تھا نہ کوئی دوسری بیماری حکیم نے مریض کو کہا تو ہمارے پاس ٹھہر جا تا کہ کچھ غور کیا جائے وہ بڑا مایوس ہوا کہ ایسا ماہر طبیب بھی جان نہ سکا تو ضرور آخری وقت ہے بڑا رنجیدہ ہوا رازی نے دوبارہ دریافت کیا کہ وہ پانی کونسا ہے جو اس نے راستے میں پیا تھا اس نے بند تالاب کے پانی پینے کا بتایا رازی بڑی تیز طبیعت والا تھا فوراً خیال کیا کہ شاید پانی میں کوئی جونک تھی جو معدہ میں اتر گئی اور خون اسی وجہ سے آرہا تھا اب رازی نے کہا کہ ہم تمہارا علاج اس شرط پر کر دیں گے کہ جو ہم تمہارے لڑکوں کو کہیں وہ میری بات مانیں مریض نے قبول کیا پھر رازی واپس گھر آئے اور دو بڑے تھال کائی کے بھرے منگوا لئے اور دوسرے دن ان کو لے کر مریض کے پاس پہنچے پھر کہا یہ دونوں تھال تمہیں نگلنے ہوں گے اس نے تھوڑا نگلا پھر رک گیا رازی نے کہا نگلو اس نے انکار کیا۔ لڑکوں کو حکم دیا کہ اس کا منہ کھولو پھر رازی اس میں کائی ٹھونسنے لگے اور دبا دبا کر اس میں حلق تک ڈال دی ساتھ ساتھ دھمکیاں دیتے رہے اگر انکار کیا تو مار پڑے گی اس نے کہا مجھے قے ہو رہی ہے رازی نے پھر کائی ٹھونسی تو بالآخر اسے قے ہو گئی رازی نے دیکھا تو کائی میں جونک موجود تھی کیوں کہ جب کائی جونک کے پاس گئی تو وہ اپنی فطرت کی وجہ سے کائی کی طرف جھپٹ گئی جب قے ہوئی تو وہ بھی کائی کے ساتھ باہر آگئی۔ اس طرح مریض تندرست ہو کر بیٹھ گیا۔

(۲۲۷) علی بن حسن صیدلانی نے ہم سے کہا کہ ہمارے پاس ایک نوجوان لڑکا تھا کسی مستری کا اس کے پیٹ میں سخت درد ہو گیا جس کا سبب معلوم نہ ہو سکا اس کے پیٹ میں درد کے جو کے لگتے تھے لڑکا مرنے کے قریب ہو گیا کھانا بھی کم ہو گیا

بدن کانٹا ہو گیا پھر اس کو احواز لایا گیا بہت علاج کیا لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا واپس لے آئے اور وہ اپنی زندگی سے مایوس ہو گیا ایک طبیب کا اس کے پاس سے گذر ہوا اس نے اس سے اس کے صحت کے زمانے کا حال پوچھا اس نے بیان کیا کہ جس جگہ ہماری گائیں باندھی جاتی ہیں میں وہاں گیا وہاں فروخت کے کچھ انار تھے میں نے ان میں سے بہت انار کھائے حکیم نے طریقہ پوچھا کہا کہ میں دانتوں سے انار کا سر کاٹا اور ٹکڑے ٹکڑے کر کے کھاتا طبیب نے کہا انشاء اللہ کل ہم تیرا علاج کر دیں گے دوسرے دن حکیم ایک دیگچی میں گوشت کے پکے ہوئے ٹکڑے لایا (جو کتے کے پلے کے بنائے ہوئے تھے) اس بیمار کو کہا یہ کھا اس نے پوچھا کیا ہے کہا کہ جب کھالے تو پھر پتا چل جائے گا اس نے کھائے طبیب نے کہ اچھی طرح سیر ہو کر کھا اس نے خوب پیٹ بھر کر کھائے پھر حکیم نے پوچھا پتا ہے تو نے کیا کھایا اس نے کہا نہیں اس نے کہا یہ کتے کا گوشت تھا مریض کو تو فوراً قے ہو گئی طبیب دیکھتا رہا یہاں تک کہ ایک سیاہ رنگ کی گٹھلی کے برابر چیز پھینکی جو حرکت کر رہی تھی حکیم نے اس کو پکڑ لیا بیمار کو کہا اب سر اٹھا تو شفایاب ہو گیا ہے پھر اس کو قے روکنے کی دوا پلائی اور چہرے پر گلاب کے چھینٹے مارے پھر وہ گری ہوئی چیز دکھائی جو چیچڑی تھی پھر تفصیل بتائی کہ جس جگہ انار تھے وہاں گائے کی یہ چیچڑیاں بھی تھیں اور یہ ایک انار کے سر پر آ گئی جب تو نے اس کو منہ سے کاٹا تو یہ اندر داخل ہو گئی اور معدہ کو چمٹ گئی اور چوسنا شروع کر دیا اور مجھے معلوم تھا کہ یہ کتے کے گوشت پر زیادہ آتی ہیں اگر چیچڑی نہ بھی ہوتی تب بھی یہ گوشت تجھ کو نقصان نہ پہنچاتا لہٰذا آئندہ کسی چیز کو اچھی طرح دیکھے بغیر مت کھانا اور نہ منہ میں دینا۔

(۲۲۸) ابو ادریس خولانی سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن ادریس شافعی سے سنا کہ موٹا آدمی کامیاب نہیں ہوتا سوائے امام محمد بن الحسن شیبانی کے آپ سے وجہ پوچھی گئی تو فرمایا عقل مند ان دو خصلتوں میں سے کسی ایک سے خالی نہیں ہوتا یا تو آخرت اور قبر کی فکر کرے گا یا دنیا اور راحت زندگی کا فکر کرے گا اور چربی غم اور فکر کے ہوتے ہوئے جم نہیں سکتی اور جس کے اندر دونوں نہ ہوں وہ چوپاؤں میں داخل ہے اور وہ موٹا ہوتا رہے گا پھر آپ نے ایک قصہ سنایا۔

پچھلے زمانہ میں ایک بادشاہ بہت موٹا تازہ چربی اس کے بدن پر جمی ہوئی تھی

اس لئے اپنے کاموں سے بھی معذور ہو گیا تھا اس نے حکیموں کو جمع کیا اور کہا کہ کوئی مناسب تدبیر کرو جس کی وجہ سے میرا بدن ہلکا ہو گوشت میں کمی ہو لیکن اطباء کچھ نہ کر سکے پھر بادشاہ کے لئے ایک ماہر حکیم عقل مند کو تجویز کیا گیا بادشاہ نے اس کو بلا کر حالت سے خبر دار کیا اس نے دعا دی اور کہا میں ستارہ دیکھ کر بتانے والا حکیم ہوں مجھے مہلت دیں کہ میں آج کی رات میں آج کی رات آپ کے ستارہ پر غور کروں کہ کون سی دوا آپ کو موافق ہے جو آپ کو دی جائے پھر دوسرے دن حکیم حاضر ہوا اور عرض کیا اے بادشاہ مجھے جان کی سلامتی ہو تو کچھ عرض کروں بادشاہ نے امن دے دیا حکیم نے کہا میں نے آپ کے ستارے کو دیکھا وہ بتاتا ہے کہ آپ کی عمر سے صرف ایک مہینہ باقی رہ گیا ہے اگر آپ چاہیں تو میں علاج شروع کروں اگر یقین چاہتے ہیں تو مجھے قید کر لیں اگر میری بات سچ ہو جائے تو رہا کر دینا ورنہ قتل کرا دینا۔ بادشاہ نے اس کو قید کر لیا اور سب تفریحات بالائے طاق رکھ دیں اور تنہا ہو گیا جو دن گزرتا اس کا غم زیادہ ہوتا یہاں تک کہ اسکا گوشت گھٹ گیا اور جسم بھی کم ہو گیا جب اٹھائیس دن گزر گئے تو بادشاہ نے حکیم کو قید سے نکلوایا بادشاہ نے پھر رائے پوچھی تو کہنے لگا اے بادشاہ سلامت اللہ آپ کی عزت بڑھائے میرا اس کے ہاں اتنا بڑا رتبہ کہاں کہ مجھے غیب پر مطلع کیا جائے مجھے اپنی عمر کا پتہ نہیں آپ کا کیا پتہ ہو گا بات یہ ہے کہ میرے پاس آپ کے مرض کے لئے بجز غم کے کوئی دوا نہ تھی اور میرے نزدیک غم لگانے کے لئے اس سے بہتر کوئی ترکیب نہ تھی اور اسی تدبیر سے آپ کے گردوں کی چربی پگھل گئی بادشاہ نے اس کو بڑے انعام سے نوازا اور رخصت کیا۔

(۲۲۹) ابوالحسن بن الحسن بن محمد صالحی کاتب سے مروی ہے کہ میں نے مصر میں ایک حکیم دیکھا جو وہاں قطیعی کے نام سے مشہور تھا اور ہر مہینے اسکی آمدنی ایک ہزار دینار تھی جو لشکر کے رؤساء، بادشاہ اور عوام کی طرف سے ہوتی تھی اس نے اپنا گھر بھی شفاخانے کی طرح بنو لیا تھا جسکے ایک حصہ میں بیماروں کمزوروں کے ٹھہرنے کا انتظام تھا ان کا علاج کرتا اور ان پر غذا و دواؤں میں آمدنی کا بڑا حصہ لگا دیتا تھا۔

ایک مرتبہ ایک رئیس کے جوان لڑکے کو سکتہ ہو گیا۔ تمام حکماء جن میں یہ بھی تھے جمع ہو گئے تمام اس کی موت پر متفق ہو گئے قطیعی کے علاوہ۔ اس وجہ سے اہل

میت نے اس کو نہلانا دفنانا شروع کر دیا قطیعی نے کہا میں اس کا علاج کرتا ہوں اور موت سے زیادہ تو کوئی بیماری نہیں ہے لہذا گھر والوں نے اس کو قطیعی کے حوالے کر دیا قطیعی نے اس کو دس کوڑے تیز تیز مارنے کا حکم دیا لگائے گئے پھر حکیم نے بدن پر ہاتھ پھیرا اور دس پھر لگوائے پھر دیکھا اور حکماء سے پوچھا کیا مردے کی نبض حرکت کر سکتی ہے انہوں نے انکار کیا کہا کہ اس کی نبض پر غور کرو سب نے اتفاق کیا کہ نبض میں حرکت موجود ہے پھر دس کوڑے اور لگوائے تو حرکت مزید بڑھ گئی پھر دس اور لگوائے تو مردہ چلا پڑا پھر مارنا بند کروایا مریض اٹھ بیٹھا قطیعی نے پوچھا تمہیں کیا معلوم ہوتا ہے اس نے کہا بھوک معلوم ہو رہی ہے کھانے کا حکم دیا مریض کو مناسب کھانا دیا گیا۔ تو اس کی طاقت لوٹ آئی اور صحیح ہو کر کھڑا ہو گیا اطباء نے اس علاج کے متعلق پوچھا کہ کیسے معلوم ہوا تو کہا کہ میں ایک قافلہ کے ساتھ جا رہا تھا جس کے ساتھ دیہاتی لوگ بھی ہماری حفاظت کے لئے چل رہے تھے ان میں سے ایک سوار کو سکتہ پڑ گیا لوگ تو کہنے لگے کہ یہ مر گیا۔ ایک بوڑھا آیا اور اس نے خوب اس کو مارنا شروع کر دیا جب تک اس کو ہوش نہ آیا اس کو مارتا ہی رہا تو اس سے میں نے سمجھ لیا کہ چوٹ اپنی طرف حرارت کو کھینچتی ہے جو اس کے سکتہ کو زائل کر دیتی ہے اس کو قیاس کرتے ہوئے میں نے اس کا علاج کیا۔

(۲۴۰) ابوالحسن مہدی قزوینی سے مروی ہے کہ ہمارے ہاں ایک حکیم نوح نامی تھے۔ تو ایک مرتبہ مجھ کو سکتہ پڑ گیا تو میری موت میں میرے گھر والوں کو کوئی شک نہ رہا انہوں نے مجھے غسل دیا اور کفنایا اور ڈولی پر اٹھا کر چل پڑے تو جنازہ اسی حکیم نوح کے پاس سے گذرا اور عورتیں جنازے کے پیچھے روتی ہوئے چل رہی تھیں تو اس حکیم نوح نے ان کو کہا یہ آدمی ابھی زندہ ہے مجھے اجازت دو تو میں اس کا علاج کر دوں گا لوگ چیخ پڑے لیکن کچھ لوگوں نے کہا اس کو تم اجازت دے دو علاج کرے گا اگر زندہ ہوا تو بہتر ہے ورنہ کیا نقصان ہے لیکن رشتہ داروں نے کہا ہم رسوائی کا خوف کرتے ہیں حکیم نے کہا اس کا ذمہ میرے سر ہے کہ رسوائی نہ ہو گی تو انہوں نے کہا اگر ہم رسوائی میں پکڑے گئے تو کہا بادشاہ کا حکم میرے اوپر چلے گا (تم دست بردار ہو) لیکن اگر صحیح ہو گیا تو مجھے کیا چیز دو گے کہا جو تو چاہے میں نے کہا اس کا خون بہا کہا ہم اس کے

مالک نہیں ہیں۔ پھر حکیم ایک مقدار پر راضی ہو گیا تو انہوں نے وہ مردہ میرے حوالہ کر دیا میں اس کو غسل خانہ میں لے گیا اور حکیم نے علاج شروع کر دیا تو میں (مردہ مریض) چوبیس گھنٹوں میں ہوش میں آ گیا اور خوشخبریاں پھیل گئیں۔ حکیم کو مال دے دیا گیا بعد میں میں نے حکیم کو کہا آپ کو یہ کیسے علم ہو گیا۔ کہا میں نے کفن میں تمہارے پاؤں کھڑے دیکھے تھے حالانکہ مردے کے پاؤں تو بچھے ہوتے ہیں تو میں جان گیا کہ یہ زندہ ہے اور اندازہ لگالیا کہ تجھ کو سکتہ پڑ گیا ہے پھر تجھ پر تجربہ کیا تو میرا تجربہ صحیح نکلا۔

(۲۳۱) ابو قاسم جہنی سے مروی ہے کہ کسی خلیفہ کی محبوبہ کنیز انگڑائی لینے لگی تو اسکے ہاتھ اوپر ہی رہ گئے نیچے کرنے پر قدرت نہ ہوئی دونوں ہاتھ کھلے اکڑ گئے۔ اور خلیفہ شاید ہارون رشید تھا۔

پھر کنیز درد سے چیخ پڑی خلیفہ کو خبر پہنچی آیا اور مشاہدہ کیا تو بڑا پریشان ہو گیا حکیموں سے مشورہ کیا ہر ایک نے کچھ نہ کچھ کہا اور طریقے بھی استعمال کئے لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ کئی دن تک کنیز اسی حالت پر کھڑی رہی خلیفہ بھی بڑے پریشان ہوئے پھر کوئی حکیم آیا اور کہا اے امیر المومنین اس کی کوئی دوا نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ اس کے پاس کوئی اجنبی شخص جائے اور اس سے تنہائی میں ملے اور ایک ایسا تیل ہے جس کو میں جانتا ہوں اس کی وہ مالش کرے۔ امیر نے اجازت دے دی شفاء کے لئے تو حکیم نے ایک شخص کو حاضر کیا تو اس نے اپنی آستین سے ایک تیل نکالا اور کہا اے امیر المومنین آپ اس باندی کو برہنہ کرنے کا حکم جاری فرمائیں تاکہ میں اس تیل کے ساتھ اس کے تمام بدن کی مالش کروں خلیفہ کو یہ بات سخت ناگوار گذری لیکن پھر بھی برہنہ کرنے کا حکم فرمادیا لیکن دل میں اس کے قتل کا ارادہ کر لیا فراغت کے بعد۔ لہذا ننگا کرنے کے بعد اس کو داخل کر دیا گیا۔

جب آدمی اس کے قریب ہوا تو جلدی سے اس کی طرف آیا۔ اور ہاتھ سے عضو مخصوص کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آگے بڑھا تاکہ اس کو چھولے۔ کنیز نے جھٹ سے ہاتھوں کے ساتھ اپنے عضو کو چھپالیا حیا اور گھبراہٹ کی وجہ سے اور اس کا بدن گرم ہو گیا طبعی حرارت کی بناء پر تو اس طبعی حرارت نے اس کے ہاتھ سے عضو کو چھپانے کے ارادے کی مدد کی۔ جب اس نے اپنی شرمگاہ کو چھپالیا تو آدمی نے کہا تو شفا پا

چکی ہے اب اپنے ہاتھوں کے حرکت کا ارادہ نہ کرنا۔

پھر حکیم اس کو پکڑ کر ہارون کے سامنے لایا اور اس کو اس واقعہ کی اطلاع دی ہارون نے حکیم سے پوچھا تم اس آدمی کے ساتھ کون سا معاملہ مناسب جانتے ہو جس نے ہماری حرم عزت کی شرمگاہ کو دیکھا حکیم نے اس شخص کی داڑھی کو کھینچا تو وہ مصنوعی نکلی اور الگ ہو گئی اور وہ مرد لڑکی تھی پھر کہا امیر کیا میں آپ کی حرم اور ناموس کو مردوں کے سامنے کر سکتا ہوں لیکن مجھے یہ خوف تھا کہ اگر آپ کو مطلع کر دوں تو کہیں یہ راز باندی پر ظاہر نہ ہو جائے اور پھر میری ساری تدبیر ضائع ہو جائے اس لئے کہ میں چاہتا تھا کہ اس کے دل میں سخت گھبراہٹ پیدا کر دوں جس کی وجہ سے اس کی طبیعت پر گرمی سے جوش ہو جائے اور یہی گرمی اسکو ہاتھ کے حرکت کرنے پر اکسائے تو میرے ذہن میں اس سے بہتر کوئی اور حیلہ نہ آیا اور اب ساری صورت حال آپ کے سامنے کر دی ہے تو خلیفہ نے اس کو بڑا انعام اور صلہ عطا کیا۔

ابوالقاسم فرماتے ہیں کہ اسی پر قیاس کرتے ہوئے کمزور قسم کے لقوہ (فالج) کے علاج میں اطباء نے فرمایا ہے کہ جب مریض غافل ہو تو لقوہ کی مخالف طرف منہ پر زور سے طمانچہ مارا جائے تا کہ اس کے دل پر طبعی جذبہ گرمی پیدا ہو اور پھر طبعی طور پر ہی وہ منہ کو دوسری جانب پھیر لے تو لقوہ ختم ہو جائے گا۔

عورتوں کی ذہانت

حضرت اسماء کی ذہانت اور ذکاوت

(۲۳۲) عبداللہ بن زبیر حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت اسماء نے فرمایا جب آپ علیہ السلام مکہ سے مدینہ کو چلے اور ابو بکر نے آپ کے ساتھ اپنے گھر کے سارے مال جو پانچ ہزار درہم تھے یا چھ ہزار درہم تھے ان کو بھی ساتھ لے لیا تو میرے دادا ابو قحافہ آئے اور وہ نابینا تھے۔ فرمایا اللہ کی قسم اس نے تو تمہیں اپنی جان کے ساتھ مال کی طرف سے بھی تکلیف میں ڈال دیا ہے۔ میں نے کہا بابا جان ایسا ہر گز نہیں ہے۔ انہوں نے ہمارے لئے بہت مال چھوڑا ہے۔ میں نے گھر کے طاق میں کچھ پتھر رکھے ہوئے تھے ان پر کپڑا ڈال کر دادا جان کا ہاتھ ان پر لگوایا اور کہا یہ ہمارے لئے چھوڑ گئے ہیں اور وہ کپڑے کے اوپر سے ان کو چھو رہے تھے۔ فرمایا بہر حال اگر تمہارے لئے یہ چھوڑا ہے تو بہتر ہے۔

حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ حقیقت میں اللہ کی قسم آپ نے ہمارے لئے نہ تھوڑا چھوڑا تھا نہ زیادہ۔

(۲۳۳) ابن ابی زناد سے مروی ہے کہ حضرت اسماء بنت ابو بکر کے پاس آپ ﷺ کی قمیض مبارک تھی جب حضرت عبداللہ بن زبیر قتل کر دیئے گئے تو قمیض مبارک کہیں کھو گئی۔ تو اسماء نے قمیض مبارک کے بارے میں فرمایا۔ اس کا رنج مجھ پر عبداللہ کے قتل سے زیادہ بھاری اور سخت ہے۔ بعد میں قمیض حضرت عبداللہ کے قاتل کے پاس پائی گئی۔ اس نے کہا کہ اگر اسماء میری مغفرت کی دعا کر دیں تو میں یہ قمیض لوٹا دوں گا ورنہ نہیں۔ اسماء نے فرمایا کہ میں عبداللہ کے قاتل کیلئے کیسے استغفار کر سکتی ہوں۔ لوگوں نے کہا کہ وہ پھر قمیض بھی نہیں واپس کرے گا۔ اسماء نے فرمایا کہ اسے کہہ دو کہ آجائے۔ ٹھیک ہے۔ تو وہ شخص قمیض لے کر آیا اور ساتھ میں عبداللہ بن عروہ بھی تھے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا قمیض عبداللہ کے حوالے کر دو۔ اس نے دے دی۔ پھر آپ نے فرمایا اللہ آپ کی مغفرت کرے اے

عبداللہ۔ انہوں نے عبداللہ بن عروہ مراد لیا۔ (وہ شخص سمجھا کہ میں اللہ کا بندہ مراد ہوں)

حضرت عائشہ کی ذہانت اور ذکاوت

(۲۳۴) ہشام بن عروہ سے مروی ہے اور وہ اپنے والد عروہ سے روایت کرتے ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یارسول اللہ ﷺ اگر آپ کسی وادی میں اتریں۔ اس میں ایسے بھی درخت ہیں جن سے کچھ کھایا گیا ہے اور ایسے درخت بھی ہیں جن سے کچھ نہیں کھایا گیا تو آپ کس میں اپنے اونٹ کو چرائیں گے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ان میں جن کو نہیں چرا گیا۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مراد لیا تھا کہ انہوں نے میرے علاوہ کسی کنواری لڑکی سے شادی نہیں کی۔

ایک جوان عربی لڑکی کی ذہانت

(۲۳۵) کسی تغلبی سے مروی ہے کہ ہم میں ایک آدمی تھا۔ اس کی ایک جوان لڑکی تھی اور اس کا ایک چچازاد بھائی تھا۔ دونوں آپس میں محبت کرتے تھے۔ ایک زمانہ گذر گیا۔ پھر لڑکی کے بارے میں کسی بڑے آدمی نے نکاح کا رشتہ بھیجا اور مہر خوب زیادہ بتلا کر رغبت دلائی تو لڑکی کے باپ نے ہاں کر دی اور قوم نکاح کے لئے جمع ہو گئی۔ لڑکی نے اپنی ماں کو کہا کہ اے امی کیا بات ہے کہ میری شادی میرے چچازاد سے کیوں نہیں کر رہی ہیں۔ ماں نے کہا اب تو معاملہ سارا ہو چکا ہے۔ لڑکی نے کہا اللہ کی قسم آپ نے بچپن سے اس کو پالا، پرورش کی، جب بڑا ہو گیا تو چھوڑ دیا۔ پھر لڑکی نے اپنی امی کو کہا اے امی میں تو حاملہ ہوں۔ اگر تو چاہے تو چھپا لے یا ظاہر کر دے۔ ماں نے باپ کو پیغام بھیجا اور خبر دی۔ اس نے کہا کہ اس بات کو چھپا لے۔ باپ قوم کے پاس گیا اور کہا اے میری قوم میں نے اپنی لڑکی کا نکاح اپنے بھائی کے لڑکے سے کر دیا ہے۔ جب

نکاح ہو گیا تو والد نے بیٹی کو اس کے پاس بھیجنا چاہا تو لڑکی نے قسم اٹھائی اگر ایک سال تک اس کا حمل ہو جائے یا اس کے پاس شوہر آئے تو وہ رحمٰن کے ساتھ کفر کرنے والی ہو جائے تو لڑکا سال کے بعد ہی اس کے پاس گیا تو اس کے والد نے سمجھ لیا کہ (حمل وغیرہ سب بہانہ تھا) اس طرح اس نے حیلہ کیا ہے۔

(۲۳۶) عبداللہ بن مصعب سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ عورتوں کے مہر کو چالیس اوقیہ سے زیادہ نہ بڑھاؤ۔ اگرچہ وہ ذی الغصہ کی بیٹی کیوں نہ ہو۔ یعنی یزید بن حصین صحابی حارثی (جو بڑے مالدار تھے) اور جس نے زیادتی کی وہ میں بیت المال میں ڈال دوں گا تو عورتوں کی صف میں سے ایک دراز قد عورت نے کہا جس کی ناک کٹی ہوئی تھی آپ کو اس کا کیا حق پہنچتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیسے، کہا اس لئے کہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے ترجمہ اور تم ان بیویوں میں سے کسی کو جب ڈھیر مال دو تو کچھ بھی واپس نہ لو کیا تم لو گے اس کو تہمت اور ظاہر گناہ کے ساتھ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا عورت نے درست کہا اور مرد نے غلطی کی۔

عمران بن حفظان کی بیوی کی ذہانت

(۲۳۷) ابوالحسن مدائنی فرماتے ہیں کہ عمران کسی دن اپنی بیوی کے پاس آئے اور عمران کوتاہ قد اور کچھ بد صورت تھے اور وہ حسین زینت کے ساتھ بیٹھی تھی۔ جب اس کی طرف دیکھا تو دیکھتے رہ گئے تو بیوی نے پوچھا کیا ہوا۔ کہا کہ خدا کی قسم آپ مجھے بہت اچھی لگتی ہیں۔ تو کہا کہ خوشخبری ہو میں اور آپ جنت میں ہوں گے۔ پوچھا کیسے معلوم ہوا۔ کہا کہ اس لئے کہ آپ کو مجھ جیسی بیوی ملی اور آپ نے شکر کیا اور میں آپ کے ساتھ مبتلا ہوئی اور صبر کیا اور صبر کرنے والے اور شکر کرنے والے دونوں جنت میں ہوں گے۔

ایک بوڑھی عورت کی ذہانت

(۲۳۸) ابو جعفر محمد بن فضل ضمیری فرماتے ہیں کہ ہمارے علاقے میں

ایک نیک بوڑھی عورت تھی۔ کثرت سے نماز روزہ رکھنے والی اور اس کا ایک بیٹا سنہار تھا جو لہو لعب میں مشغول رہتا اور دن کا اکثر حصہ اپنی دکان میں گذارتا۔ پھر اپنے گھر کی طرف لوٹ جاتا اور اپنی تھیلی والدہ کے حوالے کر دیتا تو ایک مرتبہ چور گھر میں داخل ہو گیا اور لڑکے نے تھیلی والدہ کے حوالے کر دی اور گھر سے نکل گیا اور یہ چور اور والدہ گھر میں اکیلے رہ گئے اور گھر میں ایک محفوظ کمرہ تھا جس پر ساگوان لکڑی کا دروازہ تھا۔ اسی میں یہ تھیلیاں اور دوسرا قیمتی سامان رکھتی تھی۔ اور بوڑھی نے ابھی بھی تھیلی وہیں ڈال دی اور بیٹھ گئی اور کھانے کا سامان آگے رکھ لیا۔ چور نے سوچا کچھ دیر میں یہ کمرے کو تالا لگائے گی اور سو جائے گی اور میں سیڑھیوں سے اتروں گا اور دروازہ اکھیڑ کر تھیلی اٹھالوں گا۔ جب اس نے کھانا کھالیا تو نماز کے لئے کھڑی ہو گئی اور نماز کو لمبا کر دیا اور نصف رات تک کھڑی رہی۔ چور بھی پریشان ہو گیا۔ اور ڈرنے لگا کہ کہیں صبح نہ ہو جائے تو وہ (دوسری کسی جگہ) گھر میں داخل ہوا تو وہاں صرف لنگی اور چراغ تھا تو اس نے لنگی باندھ لی اور چراغ کو روشن کر لیا اور سیڑھیوں پر سے اترنے لگا۔ (بوڑھیا کی طرف آتے ہوئے) کھنکھارنے لگا اونچی آواز کے ساتھ تاکہ عورت کو گھبراہٹ میں نہ ڈال دے اور بوڑھی تھی دلیر، سمجھ گئی کہ چور ہے تو بڑی کپکپائی آواز میں بولی کون ہے۔ تو کہا کہ میں جبرئیل ہوں اللہ کا فرشتہ۔ اللہ نے مجھ کو تیرے اس گناہگار بیٹے کی طرف بھیجا ہے تاکہ میں اس کو نصیحت کروں اور برے کاموں سے روکوں۔ بڑھیا نے جان کر اپنے اوپر خوف طاری کر لیا اور کہنے لگی۔ اے جبرئیل آپ اس سے نرمی کیجئے گا۔ وہ میرا اکلوتا بیٹا ہے۔ چور نے کہا میں اس کے قتل کے لئے نہیں بھیجا گیا۔ پوچھا پھر کس لئے بھیجا گیا ہے کہا کہ اس لئے کہ میں اس کی تھیلی لے لوں اور اس طرح اس کے دل کو تکلیف پہنچاؤں۔ جب وہ توبہ کرلے تو لوٹا دوں گا۔ تو بڑھیا نے کہا اے جبرئیل جو آپ کی مرضی اور جو آپ حکم کریں تو کہا تو دروازے سے ہٹ جا اور دروازہ کھولا اور داخل ہو گیا تاکہ تھیلی اور دوسرا قیمتی سامان اٹھالے۔ عورت بھی آہستہ آہستہ چلی اور دروازہ کھینچا اور کنڈی لگا دی اور تالا لگا کر بیٹھ گئی پھر تو چور کو موت نظر آنے لگی اور کوئی حیلہ سوچنے لگا۔ کوئی نقب لگائے یا کوئی نکلنے کا سوراخ وغیرہ۔ مگر کچھ نہ ہو سکا۔ پھر کہا کہ دروازہ کھول تاکہ میں نکلوں۔ اس لئے کہ تیرا بیٹا نیک ہو گیا ہے۔ بڑھیا نے کہا اے

جبرئیل میں خوف کھاتی ہوں کہ تو نکلے تو تیرے نور سے کہیں میری آنکھوں کا نور نہ چلا جائے۔ چور نے کہا میں اپنے نور کو بجھالیتا ہوں تاکہ تیری نگاہ خراب نہ ہو۔ بوڑھی نے کہا اے جبرئیل تجھے کیا مشکل ہے کہ تو دیوار یا چھت سے نکل جائے اور مجھے تکلیف نہ دے۔ کہیں میری آنکھیں نہ خراب ہو جائیں۔ چور نے محسوس کر لیا کہ بوڑھی بڑی سخت ہے۔ پھر نرمی سے معافی مانگنے لگا اور آئندہ کے لئے توبہ کرنے لگا۔ بڑھیا نے کہا چھوڑ اب دن نکلنے دے پھر کھڑی ہو کر نماز پڑھنے لگی اور وہ (جبرئیل) معافی مانگتا رہا۔ یہاں تک سورج طلوع ہو گیا۔ صبح بیٹا آگیا اور ساری خبر معلوم کی اور سپاہی کو بلایا اور دروازہ کھول کر (جبرئیل) کو حوالے کر دیا۔

(۲۳۹) علی بن جہم سے مروی ہے کہ میں نے ایک باندی خریدی اور اس کو کہا کہ شاید تو کنواری ہے۔ کہا اے میرے سردار واثق کے زمانہ میں بہت فتوحات ہوئی ہیں (کنواری نہیں ہے) پھر ایک بار میں نے اس سے پوچھا کہ صبح میں کتنی دیر ہے۔ تو کہا کہ مشتاق کی گردن کے برابر (اور وہ لوپر رہتی ہے مراد زیادہ دیر ہے) ایک مرتبہ سورج کو گہن دیکھا تو کہا کہ میرے حسن سے شرما کر چہرے پر نقاب ڈال لیا۔ ایک مرتبہ میں نے اس کو کہا کہ آج کی رات ہم اپنی مجلس چاندنی میں کریں گے تو جواب دیا کہ یہ سوکنوں کو جمع کرنا نہیں ہے۔ اور یہ زیورات کو ناپسند کرتی تھی اور کہتی تھی محاسن کو چھپایا جاتا ہے جس طرح بد صورتی کو چھپایا جاتا ہے۔

(۲۴۰) متوکل کے سامنے ایک باندی حاضر کی گئی پوچھا تو کنواری ہے یا اور کچھ ہے باندی نے کہا کچھ اور ہوں اے امیر المومنین، متوکل اس پر بہت ہنسا اور اسکو خرید لیا۔

(۲۴۱) معتضد نے اپنا سر ایک باندی کی گود میں رکھا اور سو گیا باندی سر کے نیچے تکیہ کر کے خود چلتی بنی بیدار ہوئے تو ناگوار محسوس کیا پوچھا تو نے ایسا کیوں کیا؟ باندی نے کہا ہمیں اسی طرح تعلیم دی گئی ہے کہ کوئی بیٹھے والا سونے والے کے پاس نہ ہو اور کوئی کسی بیٹھے ہوئے کے پاس نہ سوئے معتضد کو بات پسند آئی اور اسکو عقل مندی قرار دیا

(۲۴۲) یہ حکایت شیخ ابو وفاء ابن عقیل کی تحریر سے نقل کی ہے کہ ایک

حنفی قاضی جن کا مسلک تھا کہ جب ان کو گواہوں پر شک ہوتا تو ان کو الگ الگ کر دیتے تو ایک مرتبہ عورتوں کے معاملہ میں ایک مرد دو عورتیں گواہ پیش ہوئیں۔ قاضی نے پہلے کی طرح دونوں کو الگ الگ کرنا چاہا تو ایک عورت نے کہا آپ سے خطا ہوئی۔ پوچھا کیسے۔ کہا کہ اللہ پاک فرماتے ہیں (ترجمہ) تاکہ ایک دوسری کو یاد دلائے۔ لہذا جب آپ نے جدا کیا تو یاد دلانے کا مقصد شرعی فوت ہو گیا تو قاضی ٹھہر گئے۔

(۲۴۳) روایت ہے کہ کسی نے مبرد کو جماعت کے ساتھ بصرہ بلایا۔ مبرد کے سامنے ایک باندی نے پردے کے پیچھے سے گانا شروع کر دیا۔ (ترجمہ) اور لوگوں نے محبوب کو کیا کہا کہ تیر احبیب اعراض کرتا جارہا ہے تو محبوبہ نے کہا اس کا منہ پھیرنا میرے لئے بہت آسان معاملہ ہے۔ اس کی حقیقت محض ایک مسکرانا ہے۔ جس سے اس کے قدم ڈگمگا جائیں گے اور وہ کروٹ پر گر پڑے گا۔

(۲۴۴) مامون ایک دن عبداللہ بن طاہر پر سخت غصہ ہو گیا تو طاہر نے بھی کچھ کرنے کا ارادہ کیا (حملہ وغیرہ) تو عبداللہ کے پاس اس کے دوست کا خط پہنچا جس میں صرف سلام پر اکتفا کیا گیا تھا اور کنارے پر صرف یا موسی لکھا ہوا تھا۔ عبداللہ نے بڑا سوچا مگر مطلب نہ سمجھ آیا۔ اس کی ایک باندی نے کہا اس سے مراد یا موسی الایتہ ہے اے موسی یہ جماعت آپ کے قتل کا مشورہ کر رہے ہیں۔ باندی نے کہا لہذا آپ کو مامون کے ارادے سے ہوشیار رہنا چاہیئے۔

(۲۴۵) ایک آدمی کے سامنے دو باندیاں لائی گئیں۔ ایک کنواری، دوسری غیر کنواری۔ آدمی کو کنواری کی طرف رغبت ہوئی تو دوسری نے کہا آپ کے اس کی طرف راغب ہونے کی کیا وجہ ہے۔ حالانکہ میرے اور اس کے درمیان ایک دن رات کا فرق ہے (یعنی میں نے ایک سہاگ رات گذاری ہے جو اس نے نہیں گذاری ہے) تو کنواری نے کہا (قرآن کی آیت ترجمہ) اور ایک دن تیرے پروردگار کے نزدیک تمہارے شمار کے مطابق ہزار سال کا ہے۔ آدمی کو دونوں ہی پسند آگئیں تو دونوں کو خرید لیا۔

(۲۴۶) جاحظ کہتے ہیں کہ میں نے بغداد میں ایک لونڈی سے پوچھا کہ تو کنواری ہے یا غیر۔ تو کہا اللہ کی پناہ ہو کھوٹ سے (یعنی کنواری ہے) ایک رشتہ کرانے

والی عورت ایک قوم کے پاس آئی اور کہا میرے پاس ایک شوہر ہے جو لوہے سے لکھتا ہے اور شیشے سے مہر لگاتا ہے۔ قوم راضی ہو گئی اور لڑکی کا نکاح کر دیا۔ پھر پتہ چلا کہ وہ حجام تھا۔

(۲۴۷) اسی طرح ایک عورت نے کسی مرد کو کہا میرے پاس ایک عورت ہے گویا وہ نرگس جیسی ہے اس نے شادی کر لی۔ دیکھا تو وہ بڑھیا ہے۔ آدمی نے رشتہ کرانے والی کو کہا تو نے میرے ساتھ جھوٹ بولا اور دھوکہ دیا۔ اس پر عورت نے کہا خدا کی قسم میں نے غلط نہیں کہا۔ نرگس کے ساتھ تشبیہ دی کیونکہ اس کے بال سفید اور چہرہ زرد اور پنڈلیاں سبز ہیں (اور یہ باتیں نرگس میں ہوتی ہیں)۔

(۲۴۸) کوئی آدمی کسی عورت کے روشن دان کے نیچے کھڑا رہتا اور عورت کو اس سے تکلیف ہوتی تھی۔ عورت کہتی ہے کہ ایک دن وہ آیا تو اس کے بدن پر دیبا کی قمیض تھی۔ دھوبی نے اس کو دھور کھا تھا اور اس پر کلف بھی تھا اور نیچے ایک روی قمیض تھی۔ عورت کے پاس لوگوں کے گلے سڑے مالٹے تقریباً پندرہ سیر پڑے تھے۔ عورت نے ایک خربوزہ نکالا اور آدمی کو دکھا کر کہا آ اس کو لے لے اور اپنے دامن کو مضبوطی سے پکڑ لے۔ وہ روشن دان کے نیچے کھڑا ہو گیا اور دامن تھام لیا۔ عورت نے جلدی سے خربوزہ ایک طرف کر کے وہ گلے سڑے پندرہ سیر مالٹے فوراً زور سے اس کی جھولی میں پھینک دیئے۔ اس سے وزن کی وجہ سے سب گر گئے اور وہ اٹھاتے لگا لیکن کچھ ہاتھ نہ آیا کیونکہ سب زمین پر پھٹ کر خراب ہو گئے۔ پھر وہ شرمندہ ہو کر بھاگ پڑا اور پھر کبھی نہ آیا۔

(۲۴۹) ایک بڑھیا ایک میت پر رونے لگی۔ اس سے پوچھا گیا کہ اس میت کو آپ کے رلانے کا حق کیسے حاصل ہوا۔ اس نے کہا کہ یہ ہمارا پڑوسی تھا اور ہمارے ہاں صدقہ لینا صرف اس کو جائز تھا۔ باقی جو ہیں ان پر خود زکوۃ واجب ہوتی ہے۔

(۲۵۰) ایک بڑے آدمی کی باندی پاکدامن تھی لیکن زبان کی فحش گو تھی۔ آقا نے اسکو مجمع میں غلط بات کہنے سے منع کیا تو اس نے کہا بڑی فحش بات تو یہ ہے کہ آپ ان سب کے سامنے میرے ذریعہ ان سے دراہم وصول کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ حاضرین میں سے کسی بوڑھے نے کہا (ترجمہ) اے سب سے خوبصورت چہرہ مجھے ایک

بوسہ دے کر احسان کر۔ لڑکی نے جواب دیا۔ اے سب سے بد صورت اور سب سے گندی چشم والے اگر میں سخاوت کروں تو بھی گھٹیا درجے کی ہو جائے گی اور گدھے اور ہرنی کے بچے میں کیسے جوڑ ہو سکتا ہے۔ اسلئے خوبصورت دوشیزاؤں میں نہ پھرا کر کہ وہ تجھے ذرا بھی محبت نہ دیں گی اور ہر بوڑھا جو جوان لڑکیوں پر عاشق ہو وہ سب سے احمق ہے۔

(۲۵۱) ابن جوزی نے فرمایا مجھے ابو قاسم عبداللہ بن محمد کاتب نے کہا کہ مجھے کوفہ کے کسی بڑے شخص نے کہا کہ کوفہ میں ایک شخص حسنی اورع کے نام سے مشہور تھا۔ بڑا مضبوط دل انسان تھا اور کوفہ میں گذرنے والوں پر کسی ویران جگہ پر کوئی عجیب چیز ظاہر ہوتی تھی۔ کبھی وہ بلند ہو جاتی، کبھی پست ہو جاتی۔ لوگ کہتے ہیں یہ کوئی جنگلی چیز ہے۔ ایک رات یہ قصہ ہوا کہ اورع کسی ضرورت سے اپنے گھوڑے پر سوار جارہا تھا اورع کہتے ہیں کہ میرے سامنے ایک سیدھی آگ ظاہر ہوئی پھر وہ ہیولا میرے سامنے لمبا ہو گیا میں کچھ جھجکا اور سوچا یا تو کوئی شیطانی چکر ہے یا کوئی چیز ہے۔ پھر میں نے کہا کہ یہ تو کوئی آدمی ہے اور لوگ فضول بکتے ہیں۔ پھر میں نے اللہ کو یاد کیا۔ نبی علیہ السلام پر درود پڑھا اور گھوڑے کی لگام سنبھالی اور چابک مارا اور اس چیز کی طرف بڑھ گیا تو اس کی لمبائی زیادہ ہو گئی۔ روشنی بھی تیز ہو گئی۔ گھوڑے نے بدکنا شروع کیا تو میں نے ایک اور چابک اس کو رسید کیا اور گھوڑا اس چیز کی طرف بڑھا تو وجود چھوٹا ہو گیا۔ یہاں تک کہ انسان جتنا ہو گیا۔ جب گھوڑا اس کے قریب ہوا تو وہ ہیولا پیٹھ پھیر کر بھاگا۔ میں نے گھوڑا اس کے پیچھے لگا دیا تو وہ ایک جھنڈ کی طرف رکا اور اس میں گھس گیا۔ میں گھوڑے سے اترا اور اسے باندھا اور اس کے پیچھے تہہ خانہ میں اتر گیا اور میرے ہاتھ میں ننگی تلوار تھی۔ تہہ خانہ کے اندر حرکت ہوئی تو مجھے معلوم ہو گیا۔ میں اس پر چڑھ دوڑا تو میرا ہاتھ ایک انسان پر پڑا اور اسے کھینچ کر اوپر لایا تو وہ ایک کالی لڑکی تھی۔ میں نے کہا بتا کیا ہے ورنہ تجھے قتل کر دوں گا۔ اس نے کہا تو پہلے بتا کہ جن ہے یا آدمی۔ تجھ سے زیادہ مضبوط آدمی میں نے نہیں دیکھا۔ میں نے کہا تو بتا کون ہے۔ اس نے کہا کہ میں کوفہ کے فلاں خاندان کی باندی ہوں۔ کئی برس سے ان سے بھاگ کر یہاں چھپ گئی اور یہاں یہ مکر کرنے لگی تاکہ لوگوں میں پھیل جائے کہ یہاں

بھوت ہے اور اب یہاں کوئی نہیں آتا۔ اور چھوٹی عمر کے آدمیوں کے سامنے آتی رہتی ہوں اور وہ چیز چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں تو میں اٹھا کر بازار میں بیچ کر اپنا گذر بسر کرتی ہوں۔

میں نے پوچھا یہ گھٹتی بڑھتی چیز اور آگ یہ سب کیا ہیں۔ تو وہ ایک سیاہ رنگ کی چادر لائی اور کہا چند چھڑیاں ہیں جن کے سروں پر لوہے کی شامیں ہیں ایک چھڑی دوسری میں دے کر چادر ڈال کر اونچا کرتی ہوں وہ بڑھ جاتی ہے نکال لیتی ہوں تو گھٹتی ہے اور آگ وہ میرے ساتھ موم بتی ہوتی ہے۔ جس کے سر کو اتنا نکال دیتی ہوں جس کے ساتھ چادر روشن ہو جائے۔ پھر سب چیزیں دکھادیں اور کہا یہ مکر میں بیس سال سے کر رہی ہوں اور کوفہ کے سواروں، بہادروں کے سامنے بھی آئی ہوں لیکن تیرے سوا کوئی پہچان نہ کر سکا اور تجھ سے زیادہ سخت دل کسی کا نہیں دیکھا۔ پھر میں نے اسکو کوفہ اسکے مولا کے حوالہ کر دیا اس کے بعد وہ اثر کبھی نہ دکھا تو معلوم ہوا کہ قصہ سچا ہے۔

(۲۵۲) قاضی ابو حامد خراسانی فرماتے ہیں کہ ابن عبدالسلام ہاشمی نے بصرہ میں محل بنوانا شروع کیا۔ لیکن اس کی چاروں طرف ٹھیک نہ ہوتی تھی جب کہ اس میں چھوٹا گھر برابر والا جو کسی بڑھیا کا تھا شریک نہ کر لیا جائے لیکن بڑھیا نے فروخت سے منع کر دیا۔ ہاشمی نے کئی گنا قیمت زیادہ لگائی لیکن بڑھیا نہ مانی تو ابن عبدالسلام نے مجھ (ابو حامد) سے شکایت کی۔ میں نے کہا یہ تو آسان ہے وہ ضرور فروخت کرے گی اور خود کہے گی اور آپ قیمت بھی پوری دیں زیادہ نہیں۔ پھر میں نے بڑھیا کو بلایا اور کہا جو قیمت اصل لگی ہے وہ اس کی قیمت سے زیادہ ہے اگر تو قبول نہ کرے گی تو ہم حکم جاری کر دیں گے پھر تو بالکل فروخت نہ کر سکے گی کیونکہ تو مال کو ضائع کرنے والی ہے۔ تو بڑھیا نے کہا قاضی صاحب میں قربان جاؤں۔ یہ حکم اس پر کیوں نہیں چلاتا کہ وہ خریدنے کا حق نہ رکھے جو (بیوقوفی ہے کہ) ایک درہم کی چیز دس درہم میں خرید کرے اور میں اپنے گھر پر حکم لگواتی ہوں لہذا مجھے اس کی فروخت کا کوئی اختیار نہیں۔ قاضی صاحب چپ ہو گئے اور بڑھیا کے ہاتھ میں رہ گئے۔

(۲۵۳) مبرد نے کہا کہ یسار کواعب بن حرث بن سعد، ابن قضاعہ کے لوگوں کا غلام تھا اور ان کے لونٹوں کا چرواہا تھا۔ سیاہ رنگ تھا اس نے قبیلے کی کچھ عورتوں

کو چھیڑا۔ عورتوں میں سے ایک نے اس کو دھوکہ دیا کہ وہ اس سے محبت کرتی ہے اور ایک دن کا وعدہ کر لیا۔ پھر غلام نے اپنے چرواہے دوستوں سے اظہار کیا تو انہوں نے منع کیا اور کہا (ترجمہ) اے یسار اونٹنی کے بچے کے گوشت کو کھاتا رہ اور حاملہ کا دودھ پیتا رہ اور آزاد عورتوں کا خیال چھوڑ۔

لیکن یسار نے کہا میں جب اس کے پاس آیا تو وہ ہنسی تھی اور مجھ پر خفا نہیں ہوئی۔ خیر بعد میں وعدہ کے دن یہ پہنچ گیا۔ لڑکی نے کہا پہلے ٹھہر جا کچھ تجھے صحیح کر دوں۔ پھر یسار کو پکڑ اس کے ناک کان کاٹ دیئے۔ پھر یسار اپنے ساتھیوں کے پاس آیا۔ انہوں نے پہچانا ہی نہیں اور پوچھا کم بخت تو کون ہے۔ اس نے کہا یسار۔ انہوں نے کہا تو کیسا یسار ہے نہ آنکھ نہ کان۔ کہا تجھے کیا دکھ ہو رہا ہے۔ افسوس کھلی آنکھوں پر تو یہ ایک ضرب المثل ہو گئی پھر یہ غلام یسار کواعب کے نام سے مشہور ہو گیا اور جریر نے ایک شعر میں اسی طرف اشارہ کیا ہے جب کہ فرزدق نے بنی شیبان کی ایک عورت سے نکاح کیا اور مہر میں اضافہ کیا تو جریر نے اس کو شرم دلاتے ہوئے شعر کہا تھا (ترجمہ) تجھ پر بڑا اندیشہ ہے۔ اگر تو نے اس کے پاس پیغام نکاح بھیجا تو وہی معاملہ پیش آئے جو یسار کواعب کے ساتھ آیا۔

(۲۵۴) ابن قینہ نے بیان کیا ہے کہ میرے پاس ایک باندی ہدیہ لے کر آئی میں نے کہا تیرے آقا کو معلوم ہے کہ میں کوئی ہدیہ قبول نہیں کرتا۔ باندی نے کہا کیوں نہیں۔ میں نے کہا کہ لوگ پھر ہدیہ دینے والے پڑھنے میں مدد مانگنے آجائیں گے۔ لڑکی نے کہا لوگوں نے جتنی مدد رسول اللہ ﷺ سے لی وہ آپ کی مدد سے کہیں زیادہ ہے۔ لیکن آپؐ ھدیہ قبول کرتے تھے۔ پھر میں نے ہدیہ قبول کر لیا اور وہ مجھ سے زیادہ سمجھ دار نکلی۔

(۲۵۵) ہم کو حکایت ملی کہ کوئی شخص کسی عورت کی محبت میں گرفتار ہو گیا۔ اور امام صاحب ابو حنیفہ سے عرض کیا میرے پاس مال تھوڑا ہے۔ اگر ان کو میری غریبی معلوم ہو گئی تو وہ نکاح نہ کریں گے۔ امام صاحب نے کہا تم اپنا عضو مخصوص مجھے بارہ ہزار درہم میں فروخت کر دو گے۔ کہا نہیں۔ پھر امام صاحب نے فرمایا۔ جب تم ان کے پاس جاؤ اور وہ پوچھیں تمہیں کون جانتا ہے تو میرا نام لے دینا۔

پھر ایسا ہی ہوا۔ انہوں نے امام صاحب سے سوال کیا کہ کیسا آدمی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ وہ میرے پاس آیا تھا ایک چیز اس کے پاس تھی۔ میں نے بارہ ہزار درہم لگائے مگر اس نے فروخت نہ کی۔ وہ سمجھے کہ یہ کوئی مالدار ہے۔ لہذا نکاح کر دیا۔ پھر جب بیوی کو پورا حال معلوم ہوا تو شوہر کو کہا تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ میرا سب مال تمہارا ہی ہے۔

پھر عورت زیور لباس سے آراستہ ہو کر امام صاحب کے پاس گئی اور ظاہر کیا کہ مسئلہ پوچھنے آئی ہے اور حضرت کے گھر داخل ہو کر چہرہ کھول دیا۔ آپ نے فرمایا۔ پردہ کر۔ اس نے کہا کہ نہیں میں ایک مصیبت میں پھنس گئی ہوں۔ آپ ہی خلاصی دلا سکتے ہیں۔ میں ایک سبزی فروش کی لڑکی ہوں۔ جس کی دکان اس گلی کے سرے پر ہی ہے اور میری عمر زیادہ ہو گئی ہے۔ مجھے شوہر کی ضرورت ہے اور وہ میری شادی نہیں کرتے۔ کوئی رشتہ آتا ہے تو اس کو کہہ دیتے ہیں کہ وہ گنجی ہے۔ پھر اس نے ہاتھ اور سر سے کپڑا اٹھا کر دکھایا۔ اس طرح کچھ عیب بتائے۔ پھر کہا آپ میرے لئے کوئی حل تلاش کریں۔ آپ نے فرمایا میری بیوی بننے پر راضی ہے۔ لڑکی نے پاؤں چوم لئے اور کہا میں تو آپ کے غلام کے قابل نہیں ہوں۔ آپ نے اس کو بھیج دیا۔ پھر اس کے باپ سبزی فروش کو بلایا اور اس کو پچاس دینار دیئے اور کہا سو دینار مہر پر نکاح نامہ پر دستخط کر دے اپنے بیٹی کا مجھ سے نکاح کرنے پر۔ اس نے کہا۔ لیکن آپ کو اس کی پردہ پوشی کرنی ہوگی۔ جو اللہ نے بھی کی۔ امام نے فرمایا۔ ان باتوں کو چھوڑو۔ پھر سبزی فروش ڈیڑھ سو دینار پر نکاح کر کے چلا گیا۔ پھر وہ گھر گیا اور لڑکی کو بات بتلائی۔ اس نے خوب پسند کیا اور عشاء کے وقت باپ نے لڑکی کو ٹوکرے میں بٹھایا اور غلام کو ساتھ لے کر امام صاحب کے پاس لے آئے۔ امام نے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے۔ تو سبزی والے نے کہا اس کے سوا میری کوئی اور بیٹی ہو تو میری بیوی کو طلاق ہو۔ امام نے فرمایا میں اس کو تین طلاق دیتا ہوں۔ میری تحریر واپس کر دو۔ پچاس جو دے دیئے وہ تمہی لے لو۔ پھر امام صاحب ایک ماہ تک اس کو سوچتے رہے۔ آخر یہ کیا معاملہ ہے۔ پھر ایک مرتبہ عورت آئی تو پوچھا کہ تمہیں کس چیز نے ہمارے ساتھ ایسا معاملہ کرنے پر ابھارا۔ اس نے کہا آپ کو کس چیز نے اکسایا کہ ایک فقیر شخص ہمارے سر لگا دیا۔

(۲۵۶)ابوالحسن سیبی نے فرمایااور یہ مسترشد باللہ کے موذن تھے تو فرمایا کہ کسی چلتے پھرتے تاجر نے ہم سے بیان کیا کہ ہم مختلف شہروں سے گھوم پھر کر جامع عمرو بن العاص میں جمع ہو جاتے اور آپس میں باتیں کرتے۔ ایک مرتبہ ہم باتیں کر رہے تھے کہ ہماری نظر ایک عورت پر پڑی جو ستون کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ اس پر ایک بغدادی تاجر نے اس سے پوچھا کیا بات ہے۔ اس نے کہا میں ایک لاوارث عورت ہوں۔ میرا شوہر دس سال سے گم ہے۔ اس کا کچھ بھی پتہ نہیں۔ میں قاضی کے پاس گئی تو اس نے نکاح سے روک دیا۔ جب کہ وہ شوہر کچھ مال بھی چھوڑ کر نہیں گیا۔ اب میں کسی اجنبی شخص کی تلاش میں ہوں جو گواہی دے کہ میرا شوہر مر گیا ہے یا اس نے مجھے طلاق دے دی ہے تاکہ میں نکاح کر سکوں۔ آدمی نے کہا تو اگر مجھے ایک دینار دے دے تو میں یہ کام کر دوں اور قاضی کے سامنے شوہر ظاہر کر کے تجھے طلاق دے دوں گا۔ عورت سن کر رونے لگی اور کہا خدا کی قسم اس سے زیادہ میرے پاس نہیں ہے۔ پھر اس نے چار چھوٹے سکے نکالے۔ آدمی نے وہی لے لئے اور قاضی کے پاس عورت کے ساتھ چلا گیا۔ پھر دیر تک ہم سے نہیں ملا۔ دوسرے دن اس کی ہمارے ساتھ ملاقات ہوئی تو ہم نے پوچھا دیر کیوں ہو گئی۔ کہا چھوڑو میں ایسی چیز میں پھنس گیا تھا کہ اس کا ذکر بھی رسوائی ہے۔ ہوا یوں کہ قاضی کے سامنے اس نے میرے شوہر ہونے کا دعویٰ کیا۔ میں نے اقرار کیا اور طلاق دے دی۔ قاضی نے اس سے پوچھا تو کہا کہ میں علیحدگی نہیں چاہتی کیونکہ میرا مہر اس کے ذمے ہے اور دس سال یہ غائب رہا وہ خرچہ بھی ادا کرے۔ پھر تو میں بڑا حیران و پریشان ہوا۔ پھر قاضی نے کہا تو اس کا یہ سارا حق ادا کر دے۔ پھر تجھے اختیار ہے اور مجھے کوڑے والوں کے سپرد کر دیا۔ مجھ میں اتنی بھی ہمت نہ رہی کہ صحیح واقعہ بتا سکوں۔ آخر کار مجھ میں اور عورت میں دس درہم پر معاملہ ہو گیا اور چار سکے وہ وکلاء وغیرہ پر خرچ ہو گئے۔ پھر ہم نے اس کا بڑا مذاق اڑایا۔ پھر وہ مصر چھوڑ کر ہی چلا گیا اور کچھ پتہ نہ چلا۔

اچھا کلام کرنے کی ذہانت

اچھا کلام کرنے کی ذہانت

(۲۵۷) ایک مرتبہ ہارون رشید نے اپنے محل میں بید لکڑی کا گٹھا دیکھا تو فضل بن ربیع سے پوچھا یہ کیا ہے۔ جواب دیا عروق الرماح وہ شاخیں جن سے نیزے بنتے ہیں۔ یہ نہیں کہا الخیزران (جو اصل نام ہے عربی میں) اس لئے کہ الخیزران ہارون کی والدہ کا نام تھا۔

(۲۵۸) اسی کی مثل ہے کہ کسی خلیفے نے اپنے بیٹے سے سوال کیا جب کہ خلیفہ کے ہاتھ میں مسواک تھی۔ پوچھا کہ کیا چیز اس کو لائی ہے۔ جواب دیا کہ آپ کے محاسن اے امیر المومنین۔

اور الفاظ کو اچھا بیان کرنے کی ذہانت سے متعلق ہے اور یہ بڑا عظیم باب ادب ہے اور سنت میں اس پر بہت سے شواہد ہیں اور یہ عقل اور ذہانت سے حاصل ہوتی ہے۔

(۲۵۹) حضرت عمر ایک مرتبہ رات کو گشت کے لئے نکلے۔ دیکھا کہ خیمہ میں آگ جل رہی ہے۔ ان کو پکارا یا اھل الضوء۔ اے روشنی والو نہیں فرمایا یا اھل النار اے آگ والو۔

(۲۶۰) اسی طرح کسی آدمی سے سوال کیا، کیا معاملہ ہو گیا۔ جواب دیا لا اطال اللہ بقاك نہیں اللہ آپ کی عمر کو دراز کرے آپ نے فرمایا یوں کیوں نہیں کہا لا واطال اللہ بقاك نہیں ہو اور اللہ آپ کی عمر کو دراز کرے۔

پھر فرمایا آپ کو تعلیم دی گئی ہے لیکن پھر بھی سمجھ حاصل نہیں کی۔

(۲۶۱) حضرت عباس سے سوال کیا گیا آپ بڑے ہیں یا آپ علیہ السلام۔ فرمایا وہ مجھ سے بڑے ہیں اور میں ان سے پہلے پیدا ہوا ہوں۔

(۲۶۲) اسی طرح قباث بن اشیم سے سوال کیا گیا تو فرمایا کہ آپؐ بڑے ہیں اور میں ان سے پہلے پیدا ہوا ہوں۔

(۲۶۳) کسی قاضی کا کوئی نابینا ساتھی تھا۔ جب بھی وہ نابینا اٹھنے کا ارادہ کرتا تو قاضی کہتے اے غلام ابو محمد کے ساتھ جاؤ اور یہ نہیں کہتے کہ اس کا ہاتھ پکڑو اور کبھی

اس طرح اکتائے نہیں۔

(۲۶۴)اس کے متعلق جو یہ منقول ہے بڑا لطیف امر ہے کہ کسی خلیفہ نے کسی آدمی سے نام پوچھا تو کہا سعد اے امیر المومنین۔ پوچھا کون سا سعود (نیک بختی) کہا آپ کے لئے نیک بختی اور آپ کے دشمن کے لئے ولغ لگانے والا سعد (نصیبہ)اور آپ کے دستر خوان پر نگلنے والا سعد (نیک بخت)اور آپ کے رازوں کے لئے خیمہ کا سعد (نیک بخت) خلیفہ نے اس کو بڑا پسند کیا۔

(۲۶۵)اسی کے مثل ہے معن بن زائد منصور کے پاس آئے جب قریب ہوگئے تو منصور نے کہا تیری عمر بڑی ہو گئی اے معن کہا آپ کی اطاعت میں اے امیر المومنین۔ فرمایا تو سخت آدمی ہے۔ کہا آپ کے دشمنوں پر اے امیر المومنین۔ پھر فرمایا اے معن تیرے میں رحم ہے کہا آپ کے لئے اے امیر المومنین۔

اچھا کلام

(۲۶۶)س باب کی اصل اللہ کا فرمان ہے۔ وقل لعبادی یقولو التی ھی احسن ان الشیطان ینزغ بینھم ترجمہ اور میرے بندوں کو کہہ دیجئے کہ وہ گفتگو کریں جو بہت اچھی ہو اس لئے کہ شیطان ان کے درمیان اختلاف ڈالتا ہے۔ کیونکہ جب کوئی کسی سے بری بات کرے تو شیطان ان کے درمیان جھگڑا ڈالتا ہے اور لڑائی بھڑکاتا ہے اور یہ ہر ایک کو برے کام پر اکساتا ہے۔

(۲۶۷) صحیحین میں سہیل بن حنیف کی حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی یہ نہ کہا کرے میرا نفس خبیث ہے (اگر کہنا ہی ہو تو) یہ کہے میرا نفس عیب زدہ ہے۔

اور خباثت، عیب، فاسد یہ قریب قریب معنی والے الفاظ ہیں لیکن آپؐ نے لفظ خبیث کو ناپسند فرمایا۔ اس لئے کہ بدمزہ لفظ ہے اور رہنمائی فرمائی کہ اچھے لفظ کا استعمال کرنا چاہیئے۔ اگرچہ معنوں میں منطق کی تعلیم کا ادب ہو۔ اچھے الفاظ ہی کا استعمال بہتر ہے اور برے الفاظ کا ترک کلام میں ضروری ہے جیسے کہ اخلاق افعال میں

اچھائی ضروری ہے اسی طرح کلام میں۔

(۲۶۸) شیخ فرماتے ہیں کہ ابن شیب نے ہم کو بیان کیا کہ وہ خلیفہ مستنجد باللہ سے ملے۔ خلیفہ نے کہا این شئیت کہ شئیت کہاں۔ کہا عندك آپ کے پاس اے امیر المومنین۔ خلیفہ نے لفظ این شیب کی جگہ شئیت کو استعمال کیا تو اس نے بھی عبدك کے بجائے عندك استعمال کیا۔

(۲۶۹) ابو فضل ربعی سے مروی ہے کہ خلیفہ مامون نے عبداللہ بن طاہر سے پوچھا کہ ہماری نشست گاہ اچھی ہے یا آپ کی۔ عبداللہ نے کہا میں آپ کے ہمسر کیسے ہو سکتا ہوں۔ امیر المومنین خلیفہ نے کہا کہ میری مراد صرف لذت وعیش ہے۔ عبداللہ نے کہا پھر تو میرا گھر اچھا ہے۔ پوچھا کس طرح۔ جواب دیا کہ اس لئے کہ میں یہاں مالک ہوں (آپ کے شرف سے) اور وہاں مملوک۔

ذہانت کی مختلف اقسام

(۲۷۰) کوئی خادم کسی امیر کے سرہانے کھڑا تھا۔ اس کو پیشاب کی حاجت ہوئی تو چلا گیا اور پھر فارغ ہو کر آگیا۔ پوچھا کہاں تھا۔ کہا رائے کو درست کرنے گیا تھا۔ (اس لئے کہ پیشاب کی حاجت والے کی رائے درست نہیں۔)

(۲۷۱) بعض شیوخ نے فرمایا کہ کسی آدمی نے پانچ سو دینار چوری کر لئے۔ جن پر شک تھا سب کو والی کی طرف لے گئے۔ والی نے کہا میں کسی کو ماروں گا نہیں بلکہ میرے پاس ایک لمبا دھاگا تاریک کمرے میں بندھا ہوا ہے۔ تمام اس میں جائیں اور ہر ایک اپنے ہاتھ کو اس پر پھیرے۔ دھاگے کے شروع سے آخر تک پھر اپنے ہاتھوں کو آستین میں چھپالے اور نکل آئے تو جو چور ہوگا دھاگا اس کے ہاتھ پر خود ہی لپٹ جائے گا اور والی نے دھاگے کو کالا رنگ ملا ہوا تھا۔ جب نکلے تو سب کے ہاتھ دیکھے جو سب کالے تھے۔ مگر ایک سفید تھا۔ اس کو پکڑ لیا اور اس نے چوری کا اقرار کر لیا۔

(۲۷۲) کہا گیا ہے کہ فخر الملک جو سلطان کے وزیر تھے ان کے پاس قصہ لے جایا گیا کہ کسی آدمی نے دوسرے کی چغل خوری کی ہے تو اس پر لکھا کہ چغل خوری

بری چیز ہے اگرچہ نصیحت ہی کیوں نہ ہو۔ اگر آپ نے اس کو نصیحت سمجھ کر کیا ہے تو فائدہ سے زیادہ نقصان ہے اور میں ممنوع غلط بات نہیں سن سکتا اور نہ پوشیدہ معاملے میں کسی فاجر کی بات سنتا اگر تو بڑھاپے کی ساتھ نہ ہوتا تو تیرے جرموں کا اندازہ کرتا جو تیرے افعال کے مشابہ ہوں اور تو اس عیب کو اپنے میں چھپا کر رکھ اور ڈر اس سے جو عیبوں کو جانتا ہے۔ اس لئے کہ اللہ نیکوں اور بدوں سب کے لئے گھات میں ہے۔

وزیر ابو منصور بن جعفر نے ایک دن ابونصر بن ضائع کے بیٹے کو کہا آؤ ادب کے ساتھ بلند ہو ورنہ کوے کی مثل ہوگا۔

(۲۷۳) امام صاحب نے فرمایا کہ ایک عورت نے مجھے دھوکہ دیا اس طرح کہ اشارہ کیا ایک تھیلی کی طرف جو راستے میں پڑی تھی امام صاحب نے گمان کیا کہ اسکی ہے وہ منگوا رہی ہے اٹھا کر اسے دینے لگے تو کہا اسکی حفاظت کر جب تک اسکا مالک ملے۔

(۲۷۴) جب کسری نے بزرجمہر کو قتل کر دیا تو اس کی لڑکی سے شادی کرنی چاہی تو اس نے خاص عورتوں کو کہا کہ اگر تمہارا بادشاہ محتاط ہوتا تو اندر باہر دونوں کپڑوں میں اپنے سے تکلیف وزخم خوردہ کو داخل کرنے کا کبھی خیال نہ کرتا۔

(۲۷۵) ایک شخص نے ایک باندی کو خریدنے کا ارادہ کیا اور اس کو کہا تجھے میرے پاس آنا ناگوار ہونا چاہیئے کیونکہ میرے پاس آنکھوں کی ٹھنڈک موجود ہے باندی نے کہا کیا آپ خوش ہو سکتے ہیں کہ آپ کے پاس شہوت پرست بڑھیا ہو۔

(۲۷۶) ابن المبارک نے بیان کیا کہ ایک شخص بطور دل چسپی کے تفریح کرتا ہوا ایک پل پر جا بیٹھا ایک عورت مقام رصافہ کی طرف سے آئی اور مغرب کی جانب جانے لگی سامنے سے ایک جوان آیا اور کہا اللہ رحم کرے علی بن جہم پر عورت نے فوراً کہا اللہ رحمت کرے ابو علاء معری پر اور دونوں الگ الگ مشرق مغرب چل پڑے وہ شخص عورت کے پیچھے ہو گیا اور کہا یا تو آپس کی گفتگو کا مطلب بتاؤ ورنہ میں تجھے رسوا کروں گا اور تجھ سے لپٹ جاؤں گا عورت نے کہا اس نے مجھ کو کہا اللہ رحم کرے علی بن جہم پر اس سے اس کا یہ شعر مراد ہے ترجمہ نیل گایوں کے آنکھوں نے محبت کو رصافہ اور جس مقام کے درمیان کھینچ لیا اس طرح کہ میں محسوس کر رہا ہوں لیکن جانتا نہیں۔

اور میں نے جو کہا تھا کہ اللہ رحمت بھیجے ابوعلاء معری پر اس سے اس کا یہ قول مراد ہے (ترجمہ) اے محبوب کے گھر محتاط رہ اس سے ملاقات قریب ہے مگر پیچھے خطرات بہت ہیں۔

(۲۷۷) ابن المبارک کے بارے میں منقول ہے کہ ابن حمید فرماتے ہیں کہ کوئی آدمی ابن المبارک کے پاس چھینکا لیکن الحمد للہ نہ کہا ابن المبارک نے پوچھا چھینکنے والا کیا کہا کرتا ہے جواب دیا الحمد للہ فرمایا یرحمك اللہ۔

(۲۷۸) ابن عون کے متعلق منقول ہے۔ ابوبکر قریشی فرماتے ہیں کہ ہمیں ابن مثنی نے بیان کیا کہ ابن عون لشکر میں تھے تو مشرکین میں سے کوئی نکل کر مقابلہ کے لئے پکارنے لگا تو ابن عون نقاب لگا کر نکلے قتل کر کے واپس آگئے والی نہ پہچان سکے کہ کون ہیں تو ان کے منادی نے پکارا کہ کون ہے جس نے مشرک کو قتل کر دیا وہ یہاں آجائے تو ابن عون آگئے اور فرمایا کہ آدمی کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ کہتا پھرے میں نے قتل کیا ہے۔

(۲۷۹) یحیٰ بن یزید سے منقول ہے کہ ایک سپاہی ابن عون کی مجلس میں سے کسی کو تلاش کرنے آیا اور پوچھا اے ابن عون آپ نے فلاں کو دیکھا ہے آپ نے فرمایا کہ وہ ہر روز ہمارے پاس نہیں آیا کرتا تو وہ چلا گیا لیکن آدمی مطلوب وہیں تھا۔

(۲۸۰) ہشام بن کلبی کے متعلق منقول ہے۔ محمد ابن ابی اسری کہتے ہیں کہ مجھے ہشام بن کلبی نے بیان فرمایا کہ ایسا میں نے حفظ کیا جو کسی نے نہ کیا ہوگا اور ایسا میں بھولا جیسا کوئی نہ بھولا ہوگا اس طرح کہ میرے چچا نے مجھے سرزنش کی کہ تو قرآن حفظ کیوں نہیں کرتا تو میں کمرے میں داخل ہوا اور قسم اٹھائی کہ جب تک قرآن حفظ نہ کر لوں باہر نہ نکلوں گا تو میں تین دن میں قرآن حفظ کرنے نکل گیا اور ایک مرتبہ میں نے آئینہ اٹھایا اور داڑھی کو مٹھی سے پکڑا تاکہ نیچے زیادہ حصہ کاٹ دوں لیکن میں نے ہاتھ کے اوپر سے داڑھی کاٹ دی۔

(۲۸۱) سہل بن سجستانی سے مروی کہ اہل کوفہ سے کوئی عامل ہم پر آیا اس جیسا میں نے نوجوان کوئی بصرہ کے گورنروں میں نہیں دیکھا میں اس پر سلام کر کے داخل ہوا تو اس نے کہا اے سجستانی بصرہ میں بڑا عالم کون ہے کہا الزیادی ہم میں اصمعی

کے علم کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں اور مازنی نحو کو ہلال رائی فقہ میں شاد کوفی حدیث میں اور بندہ علم قرآن میں اور ابن کلبی شروط میں سب سے زیادہ جاننے والے ہیں گورنر نے کہا جب کل آئے تو سب کو جمع کرنا یہ حکم اپنے کاتب کو کہہ دیا تو اس نے آئندہ روز سب کو جمع کر دیا پوچھا تم میں مازنی کون ہے۔ فرمایا ایک نے میں ہوں اللہ آپ پر رحم کرے پوچھا کہ کفارہ ظہار میں کانا غلام آزاد کر سکتے ہیں کہا میں فقیہ نہیں ہوں میں عربی دان ہوں پھر کہا اے زیادی کیسے مسئلہ ہوگا کہ عورت نے مرد سے تہائی مہر پر خلع کیا کہا یہ میرا علم نہیں ہے بلکہ ہلال رائی کا ہے پھر کہا اے ہلال کتنی سندیں کی ہیں ابن عون نے حسن سے کہا یہ شاد کوفی کا علم ہے۔ شاد کوفی کس نے قرآت کی انہم یثنون صدورھم کی فرمایا یہ ابوحاتم کا علم ہے پھر کہا اے ابوحاتم کیسے آپ خط لکھیں گے امیر المومنین کو جس میں اہل بصرہ کی خصوصیات ذکر کریں اور جو ان کو فائدے پہنچے ہیں ان کا ذکر کریں اور تو ان کو بصرہ دورے کے لئے بلوائے کہا میں خط لکھنے والا نہیں ہوں اللہ آپ پر رحم کرے میں صاحب قرآن ہوں۔

پھر کہا کتنی بری بات ہے آدمی پچاس سال علم حاصل کرے اسکی وعظ و نصیحت کرے مگر ایک ہی فن کو اب تک حاصل کرے جب کچھ اور سوال کیا جائے تو چل ہی نہ سکے لیکن کوفے میں ہمارے عالم کسائی ہیں جو ان سب باتوں کے جواب دیں گے۔

(۲۸۲) ابن لیث سے مروی ہے کہ کسی خراسانی نے ام جعفر کے وکیل مرزبان مجوسی کو اونٹ فروخت کئے تیس ہزار درہم میں لیکن وہ قیمت میں ٹال مٹول کرنے لگا تو زمانہ آدمی پر لمبا ہو گیا تو کسی حفص کے ساتھی کے پاس آیا اور قصہ سنایا تو اس نے کہا اس کے پاس جا اور کہہ تو ہزار درہم دے دے اور باقی مال کا میں دوسرے کو کفیل بنا دیتا ہوں جب تو چاہے اس کو دے دینا میں تو خراسان چلا جاؤں گا۔ پھر مجھ سے آکر مزید مشورہ کرنا اس نے ایسا ہی کیا مرزبان نے اس کو ہزار درہم دے دیئے پھر یہ آیا اور مشورہ دینے والے کو خبر دی تو اس نے کہا اب دوبارہ جا اور کہہ کہ کل جب آپ سوار ہوں تو قاضی کی طرف آجانا تاکہ میں کسی کو وکیل بنا دوں اور وہ بعد میں تم سے مال لے لے۔ پھر جب وہ قاضی کے پاس آئے تو فوراً بقیہ مال کا ابھی سے وصولی کرنے کا دعوی

کر دینا اس نے ایسا ہی کیا اور دوسرے دن قاضی نے اس کو قید کر لیا امام جعفر کو علم ہوا تو اس نے خلیفہ ہارون سے کہا کہ اپنے قاضی کو حکم کریں وہ میرے وکیل کو آزاد کرے اور فیصلے کو ملتوی کر دے ہارون نے حکم بھیج دیا لیکن قاضی حفص کو پہلے خبر ہو گئی تو انہوں نے اس خراسانی کو کہا جلد گواہ پیش کر دو تاکہ میں حکم آنے سے پہلے فیصلہ کر دوں ادھر وہ حاضر ہو گیا تو قاضی نے کہا ٹھہرو، فیصلہ لکھ دیا پھر خط لے کر پڑھا اور خادم سے کہا کہ امیر کو میر اسلام کہو اور بتاؤ کہ آپ کا حکم فیصلہ نافذ ہونے کے بعد پہنچا ہے۔ (لہذا معذوری ہے حکم ماننے سے)۔

(۲۸۳) ابن جوزی فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر پہنچی ایک واعظ نے امیر کو وعظ کہا تو اس نے واعظ کے پاس مال بھیجا جو اس نے قبول کر لیا پھر امیہ نے کہا جب قاصد لوٹ آیا کہ ہم تمام شکاری ہیں لیکن جال سب کے الگ الگ ہیں۔

(۲۸۴) کہا گیا ہے کہ سفاح نے خطبہ دیا تو عصا اس کے ہاتھ سے گر پڑا تو اس نے اس کو بڑا منحوس سمجھا تو کوئی آدمی کھڑا ہوا اور عصا صاف کر کے دے دیا اور شعر پڑھا (ترجمہ)

ڈال دیا عصاء کو تو وہ اپنے مقام پر ٹھہر گیا جیسے کہ لوٹنے والے مسافر کے ساتھ آنکھ ہو گئیں۔ سفاح اس سے بڑا خوش ہوا اور اس کا احترام کیا۔

(۲۸۵) عقبی سے مروی ہے کہ اولاد علی ﷺ میں سے ایک نے اپنی بیوی کو کہا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے (چاہے تو تجھ کو طلاق) پھر بڑا نادم ہوا لیکن بیوی نے کہا کہ خدا کی قسم جب بیس سال تک معاملہ تیرے ہاتھ میں تھا تو تو نے حفاظت کی اور اب مجھے سپرد کیا ہے تو میں ایک لمحے میں اس کو ضائع کرنا نہیں چاہتی لہذا میں اس کو آپ کے پاس واپس لوٹاتی ہوں آدمی اس کے اس قول سے بڑا خوش ہوا اور رکھ لیا۔

(۲۸۶) ایک شاعر چند عورتوں کے پاس سے گذرا تو اس کو ان کی حالت بڑی عجیب لگی تو کہنے لگا شعر (ترجمہ)۔

عورتیں شیطان ہیں جو ہمارے لئے پیدا کی گئی ہیں اور ہم اللہ کی پناہ پکڑتے ہیں شیطانوں کے شر سے ان میں سے ایک عورت نے جواب دیا۔

بے شک عورتیں پھول ہیں جو تمہارے لئے پیدا کی گئی ہیں اور تم میں سے ہر

ایک پھول کی خوشبو سونگھتا ہے۔

(۲۸۷) ایک دیہاتی سے پوچھا گیا کہ کیسے صبح کی کہا میں نے صبح کی کہ میں ہر چیز کو اپنے سے پیچھے دیکھ رہا تھا اور میرا پیچھا آگے تھا۔

(۲۸۸) مہدی بن سابق سے مروی ہے ایک دیہاتی ایک کے پاس آیا اور اسکے سامنے انجیر کا طباق تھا اعرابی کو دیکھا تو اپنی چادر سے اس کو چھپا لیا اور اعرابی اسکو دیکھ رہا تھا پھر بیٹھ گیا تو آدمی نے اسکو کہا کیا تو اچھا قرآن بڑھ سکتا ہے کیا بالکل پھر پڑھا والزیتون وطور سینین تو پوچھا والتین کہاں گیا کہا چادر کے نیچے (تین انجیر کو کہتے ہیں)۔

(۲۸۹) ابو بکر صولی کہتے ہیں کہ ہمیں ابو عیناء نے فرمایا کہ افشین، ابو دلف سے حسد کرتا تھا اور اس کی عقل مندی اور بہادری کی وجہ سے اس کا دشمن تھا افشین نے اس کو پھنسانے کے لئے کوئی حیلہ گھڑا۔ یہاں تک کہ ابو دلف کے خلاف جھوٹی گواہی خیانتیں اور قتل کے الزامات بنا لئے اور قتل کرنے والے کو بھی بلا لیا ابن ابی داؤد کو علم ہوا تو فوراً سوار ہو کر چل پڑے اور اپنے ساتھ افشین کے دشمنوں کو لے لیا اور پہنچ کر کہا اے افشین میں امیر المومنین کی طرف سے بھیجا گیا ہوں کہ تم ابو دلف کے ساتھ کوئی حرکت نہ کرنا اور اس کو سلامتی کے ساتھ ہمارے پاس بھیج دیا جائے پھر گواہوں کو کہا گواہ رہنا میں نے افشین کو امیر کا پیغام پہنچا دیا ہے اس طرح افشین کوئی تکلیف بھی نہ پہنچا سکا پھر ابی داؤد امیر المومنین معتصم باللہ کے پاس گیا اور کہا اے امیر میں آپ کی طرف سے ایک ایسا حکم دے آیا ہوں جو آپ نے نہیں دیا تھا لیکن اس سے بڑا نیک کام میں نہیں سمجھتا اور اسی کی بناء پر میں آپ کے لئے بھی جنت کا امیدوار ہوں پھر خلیفہ نے پوری بات سنی اور اس کو بہتر قرار دیا پھر ابو دلف کو افشین کی طرف سے امیر المومنین کے پاس بھیج دیا گیا تو امیر نے اس کو رہا کر دیا اور افشین کو اچھی طرح جھاڑا۔

(۲۹۰) تنوخی سے مروی ہے کہ قاضی القضاۃ ابو سائب نے فرمایا کہ ہمارے علاقے ہمدان میں ایک گمنام شخص تھا قاضی نے اس کو مقبول القول شہادت دینے والا بنانا چاہا اور اسے پوچھا تو اس کو اہل سمجھ لیا پھر اس سے مجلس میں آنے کیلئے خط و کتابت کی تا کہ اسکے اقوال کو قبول کرے اور اس کے دستخطوں کو بھی رجسٹر میں محفوظ کر لیا تا کہ بوقت ضرورت شہادت میں کام آئے پھر جب قاضی صاحب بیٹھے ہوئے تھے اور

یہ دوسرے شاہدوں کے ساتھ آیا تو اس نے دستخط کرنا چاہی تو قاضی نے قبول نہ کی۔ قاضی سے کسی نے وجہ پوچھی تو کہا کہ اس کا ریا کار ہونا مجھ پر ظاہر ہو گیا ہے پوچھا گیا کیسے معلوم ہوا فرمایا اس طرح کہ جب یہ مجلس سے باہر جاتا تو میں اسکے قدم شمار کرتا لیکن آج جب یہ اٹھا تو دو، تین قدم زیادہ تھے (جو بناوٹی وقار کے لئے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھائے تھے) تو پتہ چلا کہ بناوٹی ہے لہذا میں نے گواہی قبول نہ کی۔

(۲۹۱) کسی والی کے پاس دو چوری میں متہم افراد کو پیش کیا گیا والی نے پانی منگوایا جب آیا تو جان بوجھ کر پھینک دیا تو وہ گلاس ٹوٹ گیا تو ایک کپکپا گیا اور دوسرا صحیح رہا تو جو ڈر گیا اس کو کہا تو جا دوسرے کو کہا سامان حاضر کر پوچھا گیا کیسے پہچانا کہا چور مضبوط دل ہوتا ہے اور جو ڈر گیا اگر گھر میں چوہا بھی حرکت کرے تو وہ گھبرا جاتا ہے اور چوری سے رک جاتا ہے۔

(۲۹۲) مدائنی نے بیان کیا کہ مطلب بن محمد حنظبی مکہ کے قاضی تھے اس کے پاس بیوی تھی ایسی جسکے پہلے چار شوہر فوت ہو چکے تھے اور یہ بھی مرض الموت میں مبتلا ہو گیا تو وہ بیوی سرہانے بیٹھی رو رہی تھی پھر پوچھا آپ کیا وصیت کرتے ہیں مجھے کہا کسی چھٹے بدبخت کی وصیت کرتا ہوں۔

(۲۹۳) کسی لڑائی میں کوئی ہاتھی جیسا موٹا آدمی تھا دشمنوں پر حملہ کیا تو ایک آدمی نے دشمنوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا وہ آدمی خنزیر کو مار رہا ہے اور ساتھ لے کر آ رہا ہے موٹے نے جب یہ سنا تو بھاگ پڑا۔

(۲۹۴) ایک آدمی لڑائی میں بلی لے کر آیا اور دشمن کے ہاتھی کی طرف تلوار لے کر چلا جب قریب ہوا تو بلی کو ہاتھی کے چہرے پر تیزی سے مارا ہاتھی منہ پھیر کر بھاگ کھڑا ہوا اور اوپر سوار گر گئے مسلمانوں نے نعرہ تکبیر کہا اور یہی کافروں کی شکست کا سبب بن گیا۔

امام بخاری کی ذہانت اور ذکاوت اور حافظہ

(۲۹۵) حافظ ابو احمد بن عدی نے فرمایا جسے کتاب تاریخ کی ج ۲ صفحہ ۲۰۔۲۱ پر اور کتاب خبر وت المقتبس کے صفحہ ۱۲۸۔ ۱۲۹ پر اور وفیات ج ۱ صفحہ ۶۴۹ پر اور

طبقات ج ۲ صفحہ ۶ پر مقدمہ کی ج ۲ صفحہ ۲ پر ہے کہ میں نے بعض مشائخ سے سنا کہ امام بخاری بغداد تشریف لائے حدیث والوں نے سنا تو جمع ہو گئے اور امتحان کا ارادہ کیا تو سو احادیث لیں اور ان کے متن (حدیث) اور سندات (راویوں) کو الٹ پلٹ کر دیا اس کی اسناد اس حدیث کے ساتھ اس کی اس کے ساتھ اور دس آدمی یہ احادیث لے کر گئے ہر ایک کے پاس دس دس احادیث تھیں اور کہا کہ جب مجلس میں امام بخاری کے پاس پہنچو تو ان کو سناؤ لہٰذا مجلس مقرر ہو گئی اور مجلس میں تمام غرباء امراء اہل حدیث خراسان بغداد وغیرہ کے بھی حاضر ہو گئے جب مجلس میں اطمینان ہو گیا تو ان دس میں سے ایک نکلا اور ان حدیثوں کے متعلق سوال کیا امام بخاری نے فرمایا میں نہیں ان کو جانتا (غلط ہیں) پھر اس طرح دوسرے کے ساتھ یہی مکالمہ ہوا اسی طرح دس پورے ہو گئے اور امام بخاری ہر ایک کو کہتے رہے اس طرح میں نہیں جانتا مجلس میں جو عالم تھے وہ تو جان گئے بڑے سمجھ دار ہیں اور جاہل لوگ، عاجز سمجھنے لگے اور قلت فہم کی طرف منسوب کیا پھر ان دس میں سے ایک نے کھڑے ہو کر دوبارہ سب حدیثوں کے متعلق کہا تو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا پہلے تو پہلے شخص کو متوجہ ہوئے اور اس کو اس کی سنائی ہوئی سب احادیث سنائیں بالکل اس طرح پھر دوسرے کو اسی طرح سب کو بالکل اسی طرح غلط کی غلط سناڈالیں پھر ہر ایک کو الگ الگ متوجہ ہوئے اور کہا غلط اس طرح ہے صحیح اس طرح ہے اس طرح ایک ایک کر کے سب کو سب حدیثیں صحیح طرح سناڈالیں اور جس حدیث کے جو سندات تھیں ان کے ساتھ بیان کیں اور جو سندات جس متن کے ساتھ تھیں انہی کے ساتھ بیان کیں۔

لوگ سب کے سب آپ کے زبردست حافظے کے گواہ ہو گئے اور آپ کے علم و فضل کا یقین کر لیا اور یہ قصہ مختصر امفتاح السعادہ ج ۲ صفحہ نمبر ۶ میں بھی ہے۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں یہاں امام بخاری کی فضیلت تسلیم کرنی پڑتی ہے اور یہاں زیادہ تعجب غلط کو صحیح کرنے پر نہیں بلکہ غلط کو اسی طرح تمام حفظ کر لینے پر تعجب ہے (اور وہ بھی سو احادیث) اور اسی طرح ترتیب کے ساتھ۔

اور اس طرح کے بہت سے واقعات آپ کے سمرقند بصرہ کے سفروں میں بھی پیش آئے جو بہت سے فوائد پر مشتمل ہیں۔

(۲۹۶) عیسٰی بن عمر نے فرمایا کہ ایک دیہاتی کو بحرین کا گورنر بنادیا گیا اس نے وہاں کے سب یہودیوں کو جمع کیا اور پوچھا تم عیسٰی بن مریم کے متعلق کیا خیال رکھتے ہو یہودیوں نے کہا ہم نے ان کو قتل کر کے سولی چڑھادیا ہے دیہاتی نے کہا پھر تو ضرور تم نے دیت (خونبہا) ادا کیا ہوگا انہوں نے کہا نہیں دیہاتی نے کہا خدا کی قسم تم یہاں سے بغیر دیت ادا کیے جا نہیں سکتے لہٰذا ان سے جب تک دیت نہ لے لی جانے نہ دیا

(۲۹۷) ابن قتیبہ نے بیان فرمایا کہ ابو عاج حوالی بصرہ کا گورنر تھا اس کے سامنے ایک عیسائی لایا گیا ابو عاج نے اس سے نام پوچھا تو اس نے بندار شہر بندار نام بتایا عامل نے کہا پھر تو تم تین ہوئے حالانکہ جزیہ ایک دیتے ہو خدا کی قسم ایسا نہیں ہو سکتا لہٰذا اس سے تین جزیے وصول کیے۔

(۲۹۸) ابو عاج ہی سے مروی ہے کہ ان کو تبالہ کا حاکم بنایا گیا تو یہ منبر پر چڑھے اور بغیر حمد و ثناء بیان کیے کہا مجھے امیر المومنین نے تمہارے اس شہر کا حاکم بنا کر بھیجا ہے۔ خدا کی قسم میں حق اور ناحق کو نہیں جانوں گا۔ یہ میرا کوڑا ہے میرے پاس ظالم آئے یا مظلوم دونوں کو خوب سزا دوں گا۔ لہٰذا لوگ آپس کے جھگڑے خود ہی لے دے کے نمٹا لیتے تھے۔ مگر کوئی فیصلہ اس کے پاس نہ جاتا تھا۔

(۲۹۹) حاجب ابن زرارہ نے بارگاہ کسریٰ میں جانے کی اجازت طلب کی تو دربان نے پوچھا آپ کون ہیں۔ کہا میں قوم میں ایک معمولی آدمی ہوں لہٰذا اجازت مل گئی۔ جب کسریٰ کے سامنے گیا تو کسریٰ نے پوچھا تو کون ہے اس نے کہا میں عرب کا سردار ہوں۔ کسریٰ نے کہا تم نے دربان سے یہ نہیں کہا تھا کہ تم ایک معمولی آدمی ہو۔ اس نے کہا بے شک میں نے یہی کہا تھا لیکن میں اس وقت دروازے پر کھڑا تھا اور اس وقت عام آدمی تھا لیکن جب بادشاہ کے سامنے پہنچ گیا تو سردار بن گیا۔ کسریٰ نے کہا خوب اس کے منہ کو موتیوں سے بھر دو۔

(۳۰۰) جاحظ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے کسی دیہاتی کو کہا کیا تو اسرائیل کو ہمز کرتا ہے۔ کہا اگر میں ایسا کروں تو بڑا برا آدمی ہوؤں گا۔ پھر پوچھا کیا تو فلسطین کو جر دیتا ہے کہا تو پھر میں بڑا بہادر ہو جاؤں گا۔ علامہ جاحظ نے فرمایا کہ ابو صاعد شاعر نے غنوی کو ایک خط لکھا جس میں یہ اشعار تحریر کیے۔

(ترجمہ) میں نے خواب میں دیکھا کہ میں گھوڑے کا مالک ہوں اور میری ایک چادر ہے اور میرے ہاتھ میں اشرفیاں ہیں۔ تو صاحب علم و فضل قوم نے کہا کہ تیرا خواب اچھا ہے اور خوابوں کی تشریح تعبیر ہوتی ہے۔ تو اپنا خواب امیر کی بارگاہ میں بیان کر تو اس کی حقیقت کو پہنچ جائے گی اور فال سے اچھی بشارتیں مراد ہوتی ہیں۔ غنوی نے یہ پڑھ کر پشت پر یہ آیت تحریر کر دی جس کا ترجمہ۔ یہ ملے جلے خواب ہیں اور ہم لوگ خوابوں کی تعبیر نہیں جانتے۔

(۳۰۱) ابو عثمان مازنی کو ایک شخص نے اپنا شعر سنایا اور پوچھا کیسا ہے۔ فرمایا میں سمجھتا ہوں کہ تو نے اپنے پیٹ سے اس کو نکالنے کے لئے عمل کیا ہے اگر تو رہنے دیتا تو یہ تجھ کو شک میں ڈال دیتا۔

(۳۰۲) روایت ہے کہ ایک دیہاتی کشتی میں تھا تو اس کو قضاء حاجت کی ضرورت پیش آئی تو وہ پکارنے لگا نماز نماز تو کشتی کنارے کے قریب کر دی گئی وہ نکلا اور قضاء حاجت کی پھر لوٹ آیا کہنے لگا۔ چلو چلو تمہیں بھی نماز کا وقت پیش آسکتا ہے۔

(۳۰۳) ایک دیہاتی ایک قوم کے پاس کھڑا ان کے ناموں کے متعلق سوال کر رہا تھا۔ ایک نے کہا میرا نام وثیق ہے (جس کے معنی بھروسہ والا) دوسرے نے کہا میرا نام منیع (روکنے والا) ہے۔ ایک نے کہا میرا نام ثابت (جمے رہنے والا) ہے۔ ایک نے کہا میرا نام (شدید) سختی والا) ہے تو دیہاتی نے کہا اب میں سمجھا کہ تالے تمہارے ہی ناموں سے بنائے جاتے ہیں۔

(۳۰۴) ہشام بن عبدالملک نے اپنے ساتھیوں کو کہا کون ہے جو مجھے گالی دے لیکن گند الفظ نہ بولے تو یہ چادر اسکی ہوگی۔ ایک دیہاتی نے کہا او بھینگے چادر پھینک دے۔ ہشام نے کہا اللہ تجھ پر لعنت کرے لے لے۔

(۳۰۵) ابو العیناء، صاعد کے دروازے پر کھڑے تھے۔ ان کو کہا گیا کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں۔ یہ لوٹ گئے۔ پھر کچھ دیر بعد آئے تو پھر کہا گیا وہ نماز میں ہیں تو ابو عنیاء نے فرمایا ہر نئی چیز میں لذت ہوتی ہے (شاید یہ نماز بھی ان کی پہلی نئی ہے)

(۳۰۶) حسن سے پوچھا گیا کہ ہر مہینے کی چودہ پندرہ تاریخ کے روزے کیوں مستحب ہیں تو فرمایا میں نہیں جانتا۔ انہیں کے حلقہ درس میں سے ایک دیہاتی نے کہا میں جانتا ہوں۔ پوچھا وہ کیا۔ تو کہا کہ چاند انہیں دنوں میں گرہن ہوتا ہے۔ اور اللہ نے صحیح فرمایا ہے کہ جب آسمان پر کوئی نیا واقعہ پیش آئے تو زمین میں اس کی عبادت ہو۔

(۳۰۷) ایک دیہاتی سلیمان بن عبدالمالک کے دستر خوان پر حاضر ہوا تو اپنے ہاتھ کو آگے آگے بڑھانے لگا تو دربان نے اس کو کہا اپنے سامنے سے کھا۔ دیہاتی نے کہا جس نے عیب لگایا وہ خود مبتلا ہے۔ سلیمان کو یہ ناگوار گزرا اور آئندہ کے لئے دیہاتی کو آنے سے منع فرمادیا۔

(۳۰۸) اور ایک دوسرا اعرابی (دیہاتی) بھی انہی کے دستر خوان پر حاضر ہوا۔ اس نے بھی ہاتھ آگے بڑھانے شروع کئے تو دربان نے اس کو منع کیا تو کہا جو سرسبز باغ میں داخل کر دیا گیا اس کو اختیار دے دیا گیا۔ سلیمان نے اس کو پسند فرمایا اور اس کی ضرورتیں بھی پوری کردیں۔

(۳۰۹) ابن مدیر نے بیان کیا کہ ہارون رشید ، عیسیٰ بن جعفر بن منصور، فضل بن ربیع شکار کے راستے میں اپنی جماعت سے جدا ہو گئے تو یہ سب ایک دیہاتی سے ملے تو عیسیٰ اس کے ساتھ باتوں میں لڑنے جھگڑنے لگا۔ یہاں تک کہ اس کو کہہ دیا اے زانیہ کے بیٹے۔ دیہاتی نے کہا تو نے بہت برا کلام کہا یا تو اس کو لوٹا (معافی) مانگ یا عوض (مال) دے اور یہ تیرے دونوں ساتھی جو فیصلہ کریں اس پر راضی ہو جا۔ عیسیٰ نے کہا میں راضی ہوں تو دونوں نے دیہاتی کو کہا دو دانق لے لو گالی کے بدلے۔ دیہاتی نے کہا یہی فیصلہ ہے۔ کہا ہاں تو کہا یہ پورا درہم لے لو (درہم دانق سے بہت بڑا ہوتا ہے) اور تمہاری سب کی ماں زانیہ ہے اور جو حق ابھی بھی میرا تمہارے ذمے واجب ہے وہ بھی تم کو آیا۔ تو یہ تینوں خوب ہنسے اور ان کیلئے اس دن سب سے زیادہ مزہ اور سرور اسی دیہاتی کی بات میں تھا اور رشید نے پھر اس کو اپنے خواص میں شامل کر لیا۔

(۱۔۳۱۰) ایک دیہاتی نے عبداللہ بن عباس کی مروی حدیث سنی جس نے حج کی نیت کی اور لیکن کوئی رکاوٹ پیش آگئی تو حج کا ثواب اس کے لئے لکھ دیا جاتا ہے تو تو دیہاتی نے کہا اس سال اس سے زیادہ سستی اور نفع مند تجارت کوئی نہیں ہے۔

(۳۱۲)ایک دیہاتی نے ایک عامل کو بددعا دی اور کہا اللہ تجھ پر صادلت کو ڈال دے اور اس سے مراد صفع (طمانچہ) اور صرف (حوادث زمانہ) اور صلب (سولی) ہے

(۳۱۳)ایک اعرابی نے دعا کی اے اللہ جو مجھ پر ایک بار ظلم کرے تو اس کو اچھا بدلہ دے اور جو دو مرتبہ کرے تو اس کو اور مجھ دونوں کو اچھا بدلہ دے اور جو تین مرتبہ ظلم کرے تو مجھ کو اچھا بدلہ دے اس کو نہ دے۔

(۳۱۴)ایک اعرابی نے اپنی بیوی کو کہا تمہاری دیگچی کہاں تک پہنچ گئی (پک گئی یا نہیں)۔ بیوی نے کہا اس کا خطیب خطبہ دینے لگ گیا ہے (جوش مار رہی ہے)۔

(۳۱۵)مہدی عرب کی ایک بڑھیا کے پاس کھڑا تھا۔ مہدی نے اس سے پوچھا کس قبیلہ سے ہے۔ کہا طئی سے، مہدی نے کہا کیا چیز طئی کے اندر دوسرے حاتم ہونے کو روکتی ہے (دوسرا حاتم طائی اس قبیلے میں کیوں پیدا نہیں ہوتا) عورت نے فوراً جواب دیا وہ روکنے والی چیز وہی ہے جس نے بادشاہوں میں آپ جیسا بادشاہ ہونے سے روک دیا۔ مہدی اس کے فوراً اچھا جواب دینے سے خوش ہوا اور انعام کا حکم دیا۔

(۳۱۶)اصمعی کہتے ہیں کہ میں نے ایک اعرابیہ سے پوچھا کہ اس کا بیٹا کہاں ہے۔ اس کو میں پہچانتا تھا۔ عورت نے کہا انتقال کر گیا اور اللہ نے مجھے آفتوں سے بچالیا ہے اس کے چلے جانے سے پھر یہ شعر پڑھا۔

(ترجمہ)جب تک وہ زندہ رہا تو میں اس پر حوادث زمانہ سے ڈرتی رہی جب چلا گیا تو زمانے سے میرا خوف جاتا رہا۔

(۳۱۷)ابن الاعرابی نے ایک آدمی کو کہتے ہوئے سنا کہ میں تمہیں علی اور معاویہ کا وسیلہ دیتا ہوں تو ابن الاعرابی نے اس کو کہا تو نے دو ساکنوں کو جمع کر دیا ہے (اور یہ کلام عرب میں عیب ہے)

بچوں کی ذہانت اور ذکاوت

(۳۱۸)بشر بن حارث نے فرمایا کہ میں معافی بن عمر کے دروازے پر گیا۔

دروازہ کھٹکھٹایا تو مجھے کہا گیا کون ہے۔ میں نے کہا بشر حافی (ننگے پیر والا) تو اندر سے ایک چھوٹی بچی نے جواب دیا اگر آپ دو دانق کا جوتا خرید لیں تو حافی نام آپ سے ختم ہو جائے۔

(۳۱۹) ہمیں خبر پہنچی کہ معتصم باللہ خاقان کے پاس اس کی عیادت کو گئے اور فتح بن خاقان ابھی بچے تھے تو معتصم نے ان کو کہا امیر المؤمنین کا (میرا) گھر اچھا ہے یا تمہارے والد کا۔ بچے نے جواب دیا امیر المومنین ہمارے والد کے گھر ہوں تو والد کا گھر ہی اچھا ہے۔ پھر اپنے ہاتھ میں امیر نے نگینہ دکھایا اور پوچھا اس سے بہتر کوئی دیکھا ہے۔ بچے نے کہا ہاں وہ ہاتھ جس میں یہ نگینہ ہے۔

(۳۲۰) ہمیں یہ خبر پہنچی کہ لیاس بن معاویہ ابھی بچے تھے تو یہ ایک بوڑھے کے ساتھ دمشق کے قاضی کے پاس آئے اور کہا اللہ سلامت رکھے قاضی کو کہ اس بوڑھے نے مجھ پر ظلم کیا ہے اور میرا مال چھینا ہے تو قاضی نے کہا ان سے نرمی سے بات کرو۔ یہ آپ سے بڑے ہیں اس طرح ان کے ساتھ پیش نہ آؤ تو لیاس نے کہا اللہ قاضی کو سلامت رکھے حق کی بات مجھ سے اس سے اور آپ سے بھی بڑی ہے۔ کہا چپ ہو جا لیاس نے کہا اگر میں چپ ہو گیا تو میری بات کو حجت کے ساتھ کون پیش کرے گا۔ قاضی نے کہا واللہ تو خیر کے ساتھ نہیں بولے گا اور لیاس نے کہا لاالہ الا اللہ وحدہ لاشریك له [۱] تو کسی مخبر نے یہ خبر امیر المومنین کو پہنچا دی تو امیر نے قاضی کو معزول کر کے لیاس کو ہی قضاء سپرد کر دی۔

(۳۲۱) مامون الرشید نے اپنے ایک چھوٹے بچے کو دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں رجسٹر تھا۔ پوچھا تیرے ہاتھ میں کیا ہے۔ جواب دیا جس سے ذہن کو تیز کیا جاتا ہے اور غفلت سے متنبہ کیا جاتا ہے اور وحشت سے انس حاصل کیا جاتا ہے۔ مامون نے کہا تمام تعریفیں اس اللہ ہی کیلئے جس نے میرے بچے کو توفیق دی کہ وہ عقل کی آنکھ سے زیادہ دیکھتا ہے اپنے جسم کی آنکھ سے دیکھنے کے مقابلے میں اور اپنی عمر کے اعتبار سے۔

(۳۲۲) فرزدق نے ایک چھوٹے بچے کو کہا کہ کیا یہ بات تجھے پسند ہے کہ میں تیرا باپ بن جاؤں۔ بچے نے کہا نہیں لیکن یہ صحیح ہے کہ آپ امی بن جائیں تا کہ

---

[۱] یہ تو خیر ہے لہذا قاضی کا کلام جھوٹا ہو گیا

میرے والد آپ کی اچھی باتوں سے لطف اندوز ہوں (کیونکہ فرزدق شاعر تھے)۔

(۳۲۳) ایک بچہ کچھ لوگوں کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا رونے لگ گیا۔ انہوں نے پوچھا کیوں روتا ہے۔ کہا کھانا گرم ہے۔ کہا کہ پھر ٹھنڈا ہونے دے کہا پھر تم اس کو نہ چھوڑو گے۔

(۳۲۴) اصمعی کہتے ہیں کہ میں نے عرب کے ایک چھوٹے بچے کو کہا کیا تجھے پسند ہے کہ تو احمق بھی ہو اور تیرے پاس لاکھ درہم بھی ہوں کہا خدا کی قسم میں پسند نہیں کرتا۔ پوچھا کیوں۔ کہا مجھے خوف ہے کہ میں حماقت سے کوئی غلط کام کر بیٹھوں۔ جس سے لاکھ درہم تو چلے جائیں اور حماقت میرے ساتھ رہ جائے۔

(۳۲۵) ہمیں یہ خبر ملی کہ ایک عقل مند بچہ ایک آدمی سے ملا۔ بچے نے پوچھا کہاں جا رہے ہو۔ کہا مطبق کی طرف (مراد مطبخ ہے کھانا پکنے کی جگہ۔ لیکن بچے کی وجہ سے ایسا کہا اور مطبق کا معنی ہے بند کرنے کی جگہ) تو بچے نے کہا تو پھر اپنے قدموں کو کشادہ کریجئے۔

(۳۲۶) ہارون الرشید کے پاس ایک چار سال کا بچہ لایا گیا۔ ہارون نے پوچھا کیا چیز تم پسند کرتے ہو جو تمہیں دوں۔ بچے نے کہا آپ کی بہتر رائے۔

(۳۲۷) ایک امیر لشکر اور عقل مند آدمی کہیں نکلے کھانا کھا رہے تھے تو دوسرے نے امیر کو کہا سوار ہو جائیں دشمن آرہے ہیں۔ پوچھا کیسے کوئی دیکھا تو نہیں جارہا۔ کہا آپ جلدی کریں کیونکہ وہ آپ کے خیال سے بہت تیز آرہے ہیں۔ تو امیر بھی اور دوسرے تمام لوگ سوار ہو گئے تو واقعی گرد و غبار اڑنے لگا اور تیز رفتار شہسوار ان کے پاس پہنچ گئے۔ امیر کو بڑا تعجب ہوا اور پوچھا عقل مند تو نے کیسے پہچان لیا کہا میں نے دیکھا کہ وحشی جانور ہماری طرف متوجہ دوڑے آرہے ہیں۔ جب کہ وحشی جانور کی شان تو ہے ہم سے بھاگنا۔ تو میں نے جان لیا کہ کوئی ایسی چیز ان کو بھگا رہی ہے جس میں انہوں نے اپنی عادت کی خلاف ورزی کی۔ واللہ الموفق

خوابوں کی تعبیر دینے والوں کی ذہانت

(۳۲۸) روایت ہے کہ عمر بن خطاب ﷺ نے شام کی طرف ایک شخص کو قاضی بنا کر بھیجا تو اس نے ایک دن مکہ سے سفر کیا تو خواب میں دیکھا کہ سورج اور چاند آمنے سامنے ہیں اور ستارے بعض چاند کے ساتھ اور بعض سورج کے ساتھ اور وہ بھی ایک ستارہ بنا ہوا ہے تو وہ لوٹ پڑا تاکہ اپنا خواب عمر ﷺ کو بیان کرے۔ جب پہنچا تو حضرت عمر ﷺ نے پوچھا کیوں لوٹ گیا۔ کہا میں نے ایک خواب دیکھا ہے اس کو بیان کرنے آیا ہوں تو حضرت عمر نے پوچھا کیا ہے۔ تو اس نے جو دیکھا بیان کر دیا تو حضرت عمر ﷺ نے پوچھا کہ جب تو ستارہ بنا تو کس کے ساتھ تھا سورج کے ساتھ یا چاند کے ساتھ۔ کہا چاند کے ساتھ تو حضرت عمر ﷺ نے فرمایا پھر تو چلا جا اور کبھی میرا کوئی کام نہ کرنا۔ جب وہ چلا گیا تو حضرت عمر ﷺ نے اصحاب کو بیان فرمایا کہ اگر اسکا خواب سچ نکلا تو یہ دشمنوں کے ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جو ہم پر کامیاب اور غالب نہ آسکیں گے۔ لہٰذا جب جنگ صفین ہوئی تو وہی آدمی اہل شام کے ساتھ قتل ہو گیا۔

(۳۲۹) ایک شخص نے حضرت حسن بصریؒ کو خواب میں دیکھا کہ وہ اونی لباس پہنے ہوئے ہیں اور ان کی کمر میں رسی ہے اور پاؤں میں بیڑیاں ہیں اور جسم پر شہد رنگ کی چادر پڑی ہے اور کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر کھڑے ہیں اور ہاتھ میں سارنگی ہے جو بجا رہے ہیں اور کعبہ سے ٹیک لگا رکھی ہے۔

یہ خبر ابن سیرین کو پہنچی تو انہوں نے فرمایا کہ ان کا اونی لباس وہ ان کا زہد، دنیا سے بے پرواہی ہے اور رسی اللہ کے دین میں مضبوطی ہے اور شہد رنگ کی چادر وہ ان کی تعلیم قرآن ہے اور اسکی تفسیر بیان کرنا ہے اور پاؤں میں بیڑیاں پرہیزگاری میں ثابت قدمی ہے اور کوڑا کرکٹ پر کھڑا ہونا وہ اللہ نے دنیا کو ان کے قدموں تلے ڈال دیا ہے اور سارنگی بجانا ان کی حکمت بیان کرنا ہے اور کعبے سے ٹیک لگانا ان کا اور عزوجل کی طرف التجاء اور دعا کرنا ہے۔

(۳۳۰) مروی ہے کہ ایک عورت ابن سیرین کے پاس آئی اور کہا میں نے

خواب میں دیکھا کہ میری گود میں دو موتی ہیں۔ ایک بڑا دوسرا چھوٹا۔ میری بہن نے مجھ سے ایک موتی مانگا تو میں نے چھوٹا اس کو دے دیا۔

فرمایا اگر تیرا خواب سچا ہے تو تو نے دو سورتیں قرآن کی سیکھی ہیں اور ایک بڑی ہے ایک چھوٹی۔ اور چھوٹی سورت تو نے اپنی بہن کو بھی سکھائی ہے۔ عورت نے کہا بالکل سچ۔

(۳۳۱) جب آپ ﷺ وفات پا گئے اور کچھ عرب مرتد ہو گئے تو طفیل دوسی ؓ لشکر کے ساتھ نکلے۔ جب طلیحہ اور نجد کی زمین میں جنگ سے فارغ ہو گئے تو یمامہ کو پہنچے۔ وہاں حضرت طفیل نے خواب دیکھا کہ ان کا سر گنجا ہو گیا اور منہ سے ایک پرندہ نکلا اور ایک عورت نے اس پرندے کو اپنے عضو مخصوص شرم گاہ میں داخل کر لیا اور اس کا بیٹا یہ پرندہ بڑی شدت سے مانگ رہا ہے۔ لیکن اس عورت نے پرندہ اس عضو میں قید کر لیا۔ تو طفیل نے خواب اپنے ساتھیوں کو بیان کیا۔ ساتھیوں نے پوچھا خیر تو ہے۔ فرمایا میں اس کی تعبیر بتاتا ہوں۔ سر کا گنجا ہونا اس کا شہید ہونا ہے اور پرندے کا منہ سے نکلنا وہ میری روح ہے اور عورت جس نے اس کو اپنی فرج میں داخل کیا وہ زمین ہے اور جس میں زمین نے پرندے کو قید کیا وہ میری قبر ہے جس میں میں ٹھہروں گا اور میرا لڑکا جو اس پرندے کو مانگ رہا ہے وہ یہ جو شہادت مجھے پہنچے گی وہ اس کو بھی پہنچے گی۔ لہذا طفیل دوسی ؓ شہید ہو گئے اسی طرح ان کے صاحبزادے جنگ یرموک میں شہید ہو گئے۔

(۳۳۲) حکایت کی گئی ہے کہ وکیع قافلے کے ساتھ ری سے خراساں کو چلے تو وکیع نے خواب میں دیکھا اس کے شہر کی بزرگی ختم ہو گئی۔ تعبیر دینے والے سے پوچھا تو فرمایا کہ شہر کے بڑے لوگ اپنے مرتبے سے گرا دیئے گئے ہیں اور عیب لگائے گئے ہیں۔ تو ایسا ہی ہوا۔

(۳۳۳) حکایت کی گئی ہے کہ ایک عورت ابن سیرین کے پاس آئی اور کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ دروازے کی چوکھٹ کی اوپر والی پٹی نیچے والی پر گر گئی اور دونوں کواڑ بھی گر گئے۔ ایک گھر کے اندر اور ایک باہر تو آپ نے پوچھا کیا تیرے دو بیٹے اور شوہر غائب ہیں۔ کہا ہاں، تو فرمایا کہ اوپر کی پٹی کا گرنا وہ تیرے شوہر کا مر جانا ہے

اور ایک پٹ کا باہر گرنا تیرے لڑکے کا ایک اجنبی لڑکی سے شادی کرنا ہے۔ پھر واقعی کچھ عرصہ بعد شوہر انتقال کر گیا اور اس کا بیٹا اجنبی لڑکی کے ساتھ آگیا۔

(۳۳۴) حکایت ہے کہ ایک شخص حضرت ابن سیرین کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے کنویں میں ڈول ڈالا اور نکالا تو وہ دو تہائی بھرا ہوا تھا اور ایک تہائی خالی تھا تو ابن سیرین نے فرمایا کہ تیری بیوی وہ حاملہ ہے اور چھ مہینے سے غائب ہے اور عنقریب تجھ کو بچے کی پیدائش کی خوشخبری ملے گی۔ آدمی نے دلیل مانگی تو فرمایا کہ کنویں کو میں نے عورت قرار دیا ہے۔ یوسف کے کنویں میں جو خوشخبری تھی وہ یوسفؑ تھے۔ لہذا کنویں سے ڈول نکالنا وہ تیری بیوی سے بچے کا ہونا ہے اور ڈول جو دو تہائی بھرا ہوا ہے وہ حمل کی مدت نو مہینے میں سے چھ مہینے مراد ہے کہ چھ مہینے کی حاملہ ہے اور باقی تہائی ڈول خالی ہے یعنی تین مہینے پیدائش کے باقی ہیں۔ آدمی نے کہا واقعی آپ نے سچ فرمایا اور عورت کا بھی خط آیا ہوا ہے کہ وہ چھ مہینے کی حاملہ ہے۔

(۳۳۵) حکایت ہے کہ ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ اس نے مسجد کی محراب میں پیشاب کیا اس نے تعبیر دینے والے سے پوچھا تو اس نے کہا کہ تیرے ہاں لڑکا پیدا ہوگا جو امام بنے گا اور لوگ اس کی اقتداء کریں گے۔

(۳۳۶) حکایت ہے کہ ایک آدمی نے ابن سیرین کو خواب بیان کیا کہ اس نے اپنی ماں سے نکاح کیا پھر اس سے فارغ ہو کر اپنی بہن سے۔ اور اس کا ہاتھ بھی کٹا ہے تو ابن سیرین نے جواب خط میں لکھ کر دیا ہوا (آدمی سے ایسی باتوں کے کرنے میں شرم کی وجہ سے) تو اس میں لکھا کہ تو نافرمان اور قطع رحمی کرنے والا اور بخیل ہے اچھی چیزوں میں۔ اور ماں بہنوں کے ساتھ برائی کے ساتھ پیش آنے والا ہے۔

(۳۳۷) حکایت ہے کہ ایک آدمی ابن سیرین کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے دیکھا کہ ایک شخص بصرہ کی مسجد میں کھڑا ہے اور ننگی تلوار لے کر ایک پتھر پر مار رہا ہے اور اس کو پھاڑ دیتا ہے تو ابن سیرین نے ان کو فرمایا کہ مناسب یہ ہے کہ یہ شخص حسن بصری ہو۔ آدمی نے کہا اللہ کی قسم وہی ہے تو ابن سیرین نے فرمایا میں اس طرح سمجھ گیا کہ (آدمی اکیلا مسجد میں کھڑا ہے) تو حسن بصری ہی دنیا میں تنہا یکے ہیں اور تلوار ان کی زبان ہے جس سے حق کو بیان فرما رہے ہیں اور پتھر کو پھاڑتے ہیں دین میں

پختگی کے ساتھ۔

(۳۳۸)ابن سیرین سے ایک شخص کے خواب کے بارے میں پوچھا گیا کہ اس پر یمنی چادر ہے جو نئی ہے لیکن اس کے کنارے پھٹ گئے ہیں۔ فرمایا کہ اس آدمی نے کچھ قرآن یاد کیا ہے پھر اس کو بھلا دیا ہے۔

(۳۳۹)حکایت ہے کہ ابن سیرین کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا میں نے خواب میں پانی طلب کیا تو مجھے ایک پیالہ پانی دے دیا گیا تو پیالہ میں نے ہاتھ پر رکھا تو پیالہ ٹوٹ گیا لیکن پانی میرے ہاتھوں میں باقی رہا تو ابن سیرین نے فرمایا کیا تیری بیوی ہے۔ جواب دیا ہاں، کہا کیا وہ حاملہ ہے کہا ہاں ، فرمایا کہ وہ بچے جنے گی لیکن خود مر جائے گی اور بچہ تیرے ہاتھوں باقی رہے گا۔ حقیقت میں بھی ایسا ہی ہوا جیسے فرمایا تھا۔

(۳۴۰)حکایت ہے کہ ایک آدمی ابن سیرین کے پاس آیا اور کہا کہ خواب میں اپنی رانوں کو سرخ دیکھا اور اس پر بال اگے ہوئے ہیں۔ پھر میں نے ایک آدمی کو حکم دیا تو اس نے وہ بال کاٹے۔ ابن سیرین نے فرمایا کہ تو مقروض آدمی ہے اور تیرا قرض کوئی تیرا قریبی رشتہ دار ادا کرے گا۔

(۳۴۱)حکایت ہے کہ ہارون رشید نے ملک الموت کو کسی شکل میں دیکھا اور پوچھا اے ملک الموت میری عمر کتنی باقی ہے۔ ملک الموت نے اپنے ہاتھ کو پھیلا کر پانچ انگلیوں کے ساتھ اشارہ کیا تو ہارون بڑا خوفزدہ روتا ہوا بیدار ہو گیا اور ایک حجام جو تعبیر بتانے میں مشہور تھا اس کو قصہ بیان کیا۔ اس نے کہا امیر المومنین انہوں نے خبر دی ہے پانچ چیزوں کا علم اللہ ہی کو ہے (جن میں عمر بھی ہے) اور وہ آیت (سورہ لقمان کی چوبیسویں آیت ہے) ہارون رشید ہنس پڑے اور بڑے خوش ہوئے۔

(۳۴۲)حکایت کی گئی ہے کہ ابن سیرین کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا کہ میں نے خواب دیکھا کہ میں تنگ منہ والے گڑھے سے پانی پی رہا ہوں۔ فرمایا کہ تو ایک باندی کو پھسلائے گا (فعل شنیع کے لئے)

(۳۴۳)ابن سیرین سے ایک آدمی کے متعلق پوچھا گیا کہ اس نے خواب دیکھا کہ ایک مٹکا لیا اور رسی سے اس کو باندھا اور پانی میں اس کو چھوڑ دیا۔ جب مٹکا بھر گیا تو رسی کھل گئی اور گھڑا پانی میں رہ گیا تو ابن سیرین نے فرمایا رسی جو ہے وہ وعدہ ہے

اور گھڑا عورت ہے اور پانی فتنہ ہے اور کنواں مکر ہے اور عورت کو کسی نے پیغام نکاح بھیجا تھا لیکن اس نے اس کے ساتھ دھوکہ کیا اور عورت سے شادی کر لی۔

(۳۴۴) حکایت کی گئی ہے کہ ابن سیرین کے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ میں نے خواب دیکھا کہ میرے سر پر تاج ہے سونے کا۔ ابن سیرین نے فرمایا کہ آپ کے والد کسی کمرے میں ہیں اور ان کی نگاہ چلی گئی ہے لہٰذا اس آدمی کے پاس اس کے والد کی طرف سے اسی مضمون کا خط آیا۔

(۳۴۵) حکایت کی گئی ہے کہ ایک عورت ایک تعبیر بتانے والے کے پاس آئی اور کہا کہ میں نے خواب دیکھا کہ میرا ایک خالص سونے کا پیالہ ہے وہ ٹوٹ گیا اور زمین میں چلا گیا۔ میں نے اس کو تلاش کیا لیکن نہ پایا۔ معبر نے پوچھا کیا تیرا غلام یا باندی ہے اس نے کہا ہاں کہ وہ مر جائے گا۔ اور ایسا ہی ہوا

(۳۴۶) حکایت ہے کہ ابن سیرین کے پاس ایک آدمی آیا اور خواب بیان کیا کہ ایک سانپ دوڑ رہا ہے اور میں اس کے پیچھے بھاگ رہا ہوں اور وہ سانپ کسی بل میں داخل ہوتا ہے اور میرے ہاتھ میں ایک کدال ہے تو وہ کدال میں اس بل پر رکھ دیتا ہوں۔ ابن سیرین نے فرمایا کیا تو نے کسی عورت کو پیغام نکاح بھیجا ہے کہا جی ہاں۔ فرمایا کہ تو اس سے شادی کرے گا پھر وہ مر جائے گی اور اس کی میراث پائے گا۔ واقعی پھر آدمی نے اس عورت سے شادی کر لی اور وہ سات ہزار درہم چھوڑ کر مر گئی۔

(۳۴۷) حکایت کی گئی ہے کہ ابن سیرین کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا کہ میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں ہاتھی پر سوار ہوں۔ فرمایا کہ ہاتھی مسلمانوں کی سواریوں میں سے نہیں ہے۔ مجھے تیرے غیر مسلم ہو جانے کا خوف ہے۔

(۳۴۸) حکایت کی گئی ہے کہ علی بن عیسیٰ وزیر نے وزارت ملنے سے قبل خواب میں دیکھا کہ وہ سورج کے نیچے ہیں سردیوں کے زمانہ میں اور گھوڑے پر سوار ہیں اور اچھا لباس ہے اور دانت چمک رہے ہیں۔ یہ گھبرا کر بیدار ہوئے اور کسی تعبیر دینے والے کو قصہ بیان کیا۔ فرمایا کہ گھوڑا عزت کی نشانی ہے اور دولت پر اشارہ ہے اور اچھا لباس ولایت ہے اور سورج کے نیچے ہونا اشارہ ہے وزارت کے پانے یا دربان وغیرہ کی طرف اور اچھی زندگی گزارنے پر اور دانتوں کا چمکنا لمبی عمر کی طرف اشارہ ہے۔ اور

سب کچھ اسی طرح ہو اور یہ وزیر بھی بنے

(۳۴۹) حکایت ہے کہ ابن سیرین کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا میں خواب دیکھتا ہوں کہ میں ایسے گھوڑے پر ہوں جس کے چاروں پاؤں لوہے کے ہیں۔ فرمایا تو وفات پائے گا۔

(۳۵۰) حکایت ہے کہ ایک عورت ابن سیرین کے پاس آئی اور کہا کہ میں نے خواب دیکھا کہ کسی قوم کے ساتھ مل کر میں نے اپنے شوہر کو قتل کر دیا۔ فرمایا کہ تو نے اپنے شوہر کو گناہ کے کاموں پر ابھارا ہے لہذا تو اللہ عزوجل سے ڈر۔ عورت نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔

سریؒ کی ذہانت اور سمجھ

(۳۵۱) جعفر خلدی سے مروی ہے کہ میں نے جنید سے سنا اور انہوں نے سریؒ سے سنا کہ میں ایک مرتبہ گردے کی بیماری میں مبتلا ہو گیا تو میرے پاس کچھ قراء حضرات داخل ہوئے عیادت کرنے آئے تھے تو بیٹھ گئے اور بیٹھنا بھی خوب لمبا کر دیا تو مجھے ان کے بیٹھنے نے تکلیف میں ڈال دیا۔ پھر وہ کہنے لگے کہ آپ ہمارے لئے دعا فرمائیں۔ میں نے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی کہ اے اللہ ہمیں عیادت کرنے کا ادب سکھا۔

حضرت ذوالنون مصریؒ کی ذہانت

(۳۵۲) ابوالحسین محمد بن عبداللہ بن جعفر رازی، یوسف بن حسین سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے معلوم ہوا ذوالنون اللہ کا اسم اعظم جانتے ہیں تو میں مصر گیا اور حضرت ذوالنون کی سال بھر خدمت کی۔ پھر کہا اے استاذ، میں نے آپ کی خدمت کی ہے اور میرا حق آپ پر واجب ہو چکا ہے اور مجھے علم ہوا ہے کہ آپ اسم اعظم جانتے ہیں اور آپ مجھ کو بھی خوب جانتے ہیں اور میرے جیسا کوئی دوسرا اس کیلئے آپ نہیں پائیں گے۔ لہذا میں پسند کرتا ہوں کہ وہ آپ مجھے سکھا دیں تو ذوالنون مجھ سے خاموش

ہو گئے اور کوئی جواب نہ دیا اور گویا کہ اشارہ کر دیا کہ مجھے پھر اس کی خبر دیں گے۔ پھر اس کے بعد چھ مہینے کی مدت گذر گئی۔ پھر ایک مرتبہ میرے لئے گھر سے ایک طباق نکالا اور اس میں ایک اوندھا کیا ہوا برتن رکھا تھا اور رومال سے بندھا ہوا تھا اور خود ذوالنون گوشہ نشین آدمی تھے تو فرمایا۔ مجھے کہا تو ہمارے فلاں دوست کو جانتا ہے جو فسطاط میں رہتا ہے۔ میں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا یہ ہدیہ اس کو دے آ تو میں نے طباق لیا اور وہ بندھا ہوا تھا اور لمبے راستے پر چل پڑا اور میں سوچ میں پڑا ہوا تھا کہ کیا چیز ہدیہ دے رہے ہیں۔ آخر کار مجھ سے صبر نہ ہو سکا۔ جب میں پل کے پاس پہنچا تو میں نے رومال کھول دیا اور اوندھا برتن اٹھایا دیکھا تو وہ چوہا تھا طباق سے اچھلا اور بھاگ گیا تو میں سخت غضبناک ہو گیا اور کہا ذوالنون مجھ سے مذاق کرتے ہیں اور میرے جیسے شخص کو چوہا دے کر بھیجتے ہیں تو سخت غصہ میں واپس لوٹا۔ جب انہوں نے مجھ کو دیکھا تو میرے چہرے سے میری حالت کو پہچان لیا اور کہا اے احمق ہم نے تیرا امتحان لیا تھا اور تجھے ایک چوہے پر امانت دار بنایا لیکن تو نے اسی میں خیانت کی تو کیا میں تجھ کو اللہ عزوجل کے اسم اعظم پر امانت دار بنا سکتا ہوں جو بے انتہاء بڑی امانت ہے۔ میرے پاس سے چلا جا۔ آئندہ تجھے کبھی نہ دیکھوں۔

ابن جریر طبری کی ذہانت

(۳۵۳) ابو جعفر محمد بن جریر طبری کے متعلق منقول ہے۔ ابن مزروق بغدادی کے غلام نے ہمیں بیان کیا۔ کہا میرا ایک آقا تھا جو مجھ پر بڑا سخی تھا۔ اس نے ایک باندی خریدی اور میری اس کے ساتھ شادی کر دی اور مجھے اس کے ساتھ سخت محبت پیدا ہو گئی۔ لیکن اس بیوی کو میرے ساتھ بغض تھا اور مجھ سے سخت نفرت کرتی تھی۔ ایک مرتبہ بہت ہی سخت کلامی کی تو میں نے اس کو کہہ دیا تجھ کو تین طلاق ہیں اگر تو مجھ سے کوئی سخت بات کرے۔ مگر یہ کہ میں بھی تیرے ساتھ اس طرح کلام کروں (یعنی میں بھی سختی نہ کروں تو تجھ کو طلاق اور اسی طرح بات نہ کروں تو بھی طلاق) میری نرمی نے تجھے خراب کیا ہے لیکن اس نے فوراً کہا تجھ کو تین طلاق جدائی کے ہوں۔ تو میں سخت پریشان ہو گیا (ابھی تو اس کی طرح مجھے اپنی قسم پوری کرنی

ہو گی) اور مجھے نہیں پتا کہ کیا جواب دوں اس بات کے جواب سے کہ اسی طرح اس کو جواب دوں گا جس طرح اس نے مجھے کہا لیکن اس طرح تو میں طلاق دے بیٹھوں گا۔ تو میں ابو جعفر طبری سے رہنمائی حاصل کرنے گیا تو میں نے اس کو صورت حال کی خبر دی۔ انہوں نے فرمایا کہ اس کو کہو لیکن تجھ کو تین طلاق اگر میں تجھ کو طلاق دوں لہذا آپ اسی کے خطاب کی طرح خطاب بھی کر لیں گے اور قسم پوری ہو جائے گی۔ لیکن طلاق نہ ہو گی اور آئندہ ایسا نہ کرنا۔

ابو الوفاء بن عقیل کی ذہانت

(۳۵۴) ابو الوفاء بن عقیل کے متعلق منقول ہے، مجھے ازھر بن عبد الوہاب نے بیان کیا فرمایا ایک شخص ابو الوفاء کے پاس آیا اور کہا کہ جب بھی میں پانی میں داخل ہوتا ہوں نہر میں دو مرتبہ یا تین مرتبہ تو مجھے یقین نہیں ہوتا کہ پانی نے اچھی طرح مجھے ڈوبو لیا ہے یا نہیں اور نہ مجھے اپنے پاک ہونے کا یقین ہوتا تو میں کیا کروں تو ابو وفا نے فرمایا نماز ہی نہ پڑھ۔ آپ سے پوچھا گیا آپ نے یہ کیسے کہہ دیا۔ فرمایا اس لئے کہ نبی علیہ ﷺ نے فرمایا (ترجمہ) قلم (احکام) اٹھالیا گیا ہے تین افراد سے بچہ جب تک وہ بڑا ہو۔ سونے والے سے جب تک کہ وہ بیدار ہو مجنوں سے جب تک کہ اس کو افاقہ نہ ہو اور جو شخص دو یا تین مرتبہ بھی غوطہ لگائے اور گمان کرلے کہ اس کا بھی غسل نہ ہوا تو وہ مجنون ہی ہو گا۔

(۳۵۵) فرمایا کہ ابو حکیم ابراہیم بن دینار نے مجھے بیان کہا کہ ابن عقیل ہی سے مروی ہے کہ مجھے (ابن عقیل) کو اطلاع ملی کہ سلطان محمد بن علی بغداد کی طرف آرہے ہیں تو میں چادر اوڑھ کر نکلا اور اس کے راستے میں کسی جگہ پر بیٹھ گیا۔ جب وہ پہنچا تو اس نے میرے بارے میں سوال کیا تو اسے بتایا گیا کہ یہ ابن عقیل ہیں تو وہ لوٹا اور اتر کر میرے پاس آبیٹھا اور کہا بہت چاہتا تھا کہ آپ سے ملاقات کروں۔ پھر اس نے طہارت کے کئی مسائل دریافت کیے۔ پھر اپنے خادم کو کہا کچھ ہے تیرے پاس۔ اس نے پچاس دینار نکالے اور ابن عقیل سے کہا یہ قبول فرمالیجئے تو میں نے کہا کہ مجھے ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ امیر المومنین مجھے کسی کی طرف محتاج نہیں چھوڑتے

لہذا میں ان کو قبول نہیں کر سکتا۔ پھر جب میں گھر لوٹا تو ایک خادم خلیفہ کی طرف سے مال لے کر پہنچا اور میرے طرز عمل کا شکریہ ادا کیا اور میں جانتا تھا کہ وہاں خلیفہ کا ضروری کوئی جاسوس ہوتا ہے جو ہونے والے واقعات کی خبر دیتا رہتا ہے۔

(۳۵۶) اور ابن عقیل ہی سے مروی ہے کہ کسی دن جمعہ کی نماز سے ان کو کوئی رکاوٹ پیش آگئی۔ لوگ آئے اور آپ کے نہ ہونے کی وجہ سے وحشت کا اظہار کرنے لگے تو آپ نے فرمایا کہ میں نے صندوقوں ہی کے پاس تو نماز پڑھی تھی۔

پھر اسی طرح کسی اور دن بھی مسجد سے رہ گئے تو لوگ پھر نامانوسیت کی شکایت لے کر خدمت میں آئے تو پھر فرمایا کہ میں نے منارہ ہی کے پاس تو نماز پڑھی تھی (اور آپ نے صندوق اور مینارے گھر والے مراد لئے اور ان کو وہم مسجد والوں کا ہوا)

(۳۵۷) بعض فقہاء سے منقول ہے کہ ابن عقیل سے پوچھا گیا کسی کی طرف سے کہ جب وہ اپنے کپڑے نکالتا اور نہر میں داخل ہو جاتا ہے تو پھر کس طرف متوجہ ہو کر غسل کرے قبلے کی طرف یا کسی اور طرف تو ابن عقیل نے فرمایا کہ تم اپنے کپڑوں ہی کی طرف متوجہ رہو۔ (کہیں کوئی اٹھا کر نہ لے جائے۔)

شیخ عبدالکریم بن عبید کی ذہانت

فرمایا شیخ محمد بن سلیم جو بریدہ میں مشہور خاندان آل سلیم کے فرد ہیں اور مشہور علماء میں سے ہیں اور ریاض شہر میں ممتاز شخصیت ہیں وہ آنے والا قصہ بیان فرماتے ہیں۔

(۳۵۸) بریدہ میں ایک شخص تھا جو عبدالکریم بن عبید کے نام سے پکارا جاتا تھا اور بڑی مدت سے نگہبانی کرتا تھا اور نیک کاموں کی طرف بلانے والا تھا اور علامتوں سے جانچنے میں بڑی شناسائی تھی اور اس کے بڑے عظیم کاموں میں سے یہ تھا کہ وہ کسی بھی دن شہر کے باہر صبح کی نماز کے بعد نکل جاتا اور ان لوگوں کے نشانات قدم تلاش کرتا جو بریدہ شہر کی طرف آتے اور برے کاموں چوری، بداخلاقی، لہو و

لعب وغیرہ میں مصروف ہیں۔جب کسی ایک کو کسی گناہ میں محسوس کر لیتے تو اس کے نشانات قدم پر چلتے چلتے اس کو جا لیتے اور بذات خود اس کو سرزنش اور ڈانٹ ڈپٹ کرتے اور لوگوں کے سامنے کبھی رسوانہ کرتے اور اس کی باتیں قطعاً نہ پھیلاتے۔ (الحمد اللہ) اسی وجہ سے بڑے بڑے اچکے اور لہو لعب میں مشغول اچھی باتوں امن اخلاق وغیرہ کے ساتھ باکمال ہو گئے۔

لیکن اس سے یہ وعدہ لے لیتے کہ اگر وہ شہر کی طرف اسی برائی کے ساتھ لوٹا تو وہ معاملہ اوپر قاضیوں اور حاکموں کی طرف پہنچادے گا۔ اور اسکے (عبدالکریم) تمام اعمال میں اور تمام اچھی ذہانتوں میں سب سے بڑی بات تھی کہ وہ جرائم پیشہ افراد کا ستر اور پردہ ظاہر نہ کرتا۔

کسی دن اس کو پتہ چلا کہ فلاں شخص جو برے کاموں میں لگنے والا ہے اس کا کسی عورت کی ساتھ اتفاقاً میل جول ہوا۔ عورت بھی بری تھی ان دونوں نے شہر کے باہر کسی صحعاء نامی جگہ میں وقت ملاقات مقرر کیا اور عبدالکریم کو انہی کی طرف خیال ہو گیا۔ تو کسی دن عبدالکریم مسجد میں تھا۔ مسجد سے نکلا اور اسی مذکورہ جگہ کی طرف چل پڑا تو وہاں ایک آدمی کو پایا تو اس پر کوڑا لٹکا لیا اور اس سے حقیقت حال طلب کرنے لگا کہ کیوں ایسے وقت میں یہاں خراب جگہ آیا ہے تو آدمی کی طرف سے کوئی راستہ نہ تھا کہ وہ نہ بتائے (تو اس نے کہا کہ) اس نے ایک عورت سے یہاں ملنے کا وعدہ کیا ہے اور وہ آنے ہی والی ہے اور وہ آ بھی گئی۔ پھر تو عبدالکریم نے دونوں کو کوڑے لگائے اور ان سے وعدہ لیا توبہ کرنے کا اور اس بات کا کہ آئندہ وہ ایسے کام کی طرف نہ آئیں گے جو حد اور سزا کو واجب کر دیں۔ لہذا عبدالکریم نے ان کو اس طرح برے فعل میں مبتلا ہونے سے پہلے ہی جانچ لیا۔ انہوں نے ابھی ارادہ ہی کیا تھا نہ کہ مبتلا ہوئے تھے پھر عبدالکریم نے ان پر پردہ پوشی کی چادر ڈال دی اور آدمی کو لے کر مسجد کی طرف آ گئے۔ واقعی یہ آپ کی بڑی ذہانت کی بات تھی کہ اشخاص کو اور مکانات کو جانچ لیتے تھے اور پھر لوگ بھی اعتراف کر لیتے تھے۔

دوسرا قصہ

(۳۵۹) شیخ محمد بن سلیم فرماتے ہیں کہ مجھے عبدالکریم بن عبید نے خود بیان کیا کہ وہ شہر کی چہار دیواری کے باہر چکر لگا رہے تھے جیسے کہ ان کا کام تھا اور وہاں گھنے جاموکے درخت ایسے لگے ہوئے تھے جیسا گھنا جنگل اور اس جگہ پر کوئی آدمی نہ تھا۔ عام طور پر یہ جگہ گزرنے والوں سے بھی اکثر اوقات خالی رہتی تھی۔

عبدالکریم نے خوب غور سے ان جگہوں کو مشاہدہ کیا تو ایک گھنے درخت کے نیچے ایک عورت کو بیٹھے دیکھا، وہ اپنے آپ کو درخت کے نیچے لگی شاخوں سے چھپانے کی کوشش کر رہی تھی پھر جیسے ہی اس نے کسی مرد کو محسوس کیا تو نماز میں مشغول ہو گئی اور سنن و نوافل ادا کرنے لگ گئی اور اسی درمیان عبدالکریم بھی آکر اس کے سر پر کھڑا ہو گیا اور وقت ضحیٰ کا تھا اور عورت ان کو وہم دلا رہی تھی کہ وہ اشراق کے نوافل پڑھ رہی ہے تو عبدالکریم نے ایک کوڑا مارا اور کہا کہ تو فلاں عورت نہیں ہے۔ بغیر کسی ڈر اور توقف کے عبدالکریم نے اس کو یہ مار لگائی تھی۔ عورت دیر کے بعد بولی جی ہاں میں فلاں ہی ہوں۔ پھر عبدالکریم نے دوسرا کوڑا، پھر تیسرا کوڑا مارا اور کہا مجھے صحیح صحیح صورت حال کی خبر دے۔ کس غلط کام کے ارادے سے آئی ہے۔ ورنہ تیری اطلاع حکومت اور اہل قضاء کو سپرد کردوں گا تاکہ تجھے صحیح سزا مل سکے تو عورت کہنے لگی کہ میرے ساتھ ایک مرد کا وعدہ ہے اس جگہ میں آنے کا۔ ایسے کام کے لئے جو نہ ہو سکا اور جس کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے۔ ابھی اس کا کلام بھی پورا نہ ہوا تھا کہ ایک شخص بھیس بدلے ہوئے آیا اور اس کے دل میں یہ خطرہ بھی نہ تھا کہ وہاں کوئی دوسرا عورت کے علاوہ ہوگا۔ بس عبدالکریم تو فوراً اس پر کودا اور زمین پر گرا لیا اور ایسا سخت کوڑا مارا کہ (کراہ میں مبتلا کر دیا) پھر اس نے برے کام کا اقرار کر لیا (اور جب کوئی کسی برے کام کا ارادہ کرتا لیکن ابھی مبتلا نہ ہوتا تو عبدالکریم اس سے توبہ کرواتا اور اس سے عہد لیتا کہ وہ آئندہ کسی برے کام کی طرف نہ لوٹیں گے مرد ہو یا عورت اور سیدھے راستے پر گامزن ہوں گے اور معاصی سے دور رہے گا اور کسی گناہ کا ارتکاب نہ کرے گا۔ پھر ان سے عہد لیتا) (اور اسی طرح ان کے ساتھ معاملہ کیا) اور ہر ایک کو لے کر شہر

کی طرف چل پڑا اور دونوں اپنے اپنے گھر چلے گئے اور صاحب تقوی اور پرہیزگار ہو گئے۔ سچی توبہ کرلی۔ ابن عقیل فرماتے ہیں کہ یہ دونوں کسی اور شہر کے تھے توان کی معرفت باہر والوں کے متعلق اس قدر تھی تو شہر والوں کی تو کیا ہی بات ہے۔

تیسرا واقعہ

(۳۶۰) ہمارے شیخ محمد بن سلیم جو انصاف بورڈ کے رکن ہیں کہ مجھے عبدالکریم بن عبید نے بیان کیا کہ مشہور چوروں میں سے ایک چور نے چوری کی جس کا نام عبدالعزیز صعب تویجری ہے۔ اپنے گھر سے نکلا لیکن (جائے واردات پر) چور کو نہ دیکھا گیا اور چوری بھی ہو گئی اور ایسی کوئی علامتیں بھی نہ تھیں جن سے بدمعاش چور پر دلیل پکڑی جائے تو مالک بجائے اہل حکومت کے عبدالکریم بن عبید کے پاس گیا (اور جاکر اطلاع دی) تو عبدالکریم اسی وقت چور تویجری کے گھر آئے کچھ آثار دیکھے اور خوب غور و خوض کیا پھر مالک کو کہا اپنے دل کو غمگین نہ کر انشاءاللہ سونا تیرے پاس پہنچ جائے گا اور اس سے کچھ کم بھی نہ ہوگا اور جو میں کہوں وہی کر۔ وہ یہ کہ تو کل کو فجر کے بعد اپنے گھر کے سامنے بیٹھ جا۔ وہاں تیرے پاس ایک عورت آئے گی اور حقیقت میں وہ مرد ہوگا۔ لیکن عورتوں کے کپڑے پہنے گا اور کسی کپڑے میں لپٹا ہوا تیرا سونا تجھ پر پھینک دے گا۔ لیکن تو نے نہ ہی بات کرنی اور نہ ہی مسکرانا اور ہونٹ کو حرکت دینا ہے۔

آدمی بڑا شش و پنج میں تھا کہ یہ کیسے ہوگا لیکن نماز کے فوراً بعد یہ دروازے کے سامنے بیٹھ گیا اور عورت کا انتظار کرنے لگا۔ چند ہی لمحے گذرے تھے کہ جلدی جلدی چلتے ہوئے ایک عورت گذری اور سونا اس آدمی پر پھینک کر تیزی سے گذر گئی اور یہ اپنے گھر داخل ہوا اور سونے کو دیکھا تو بالکل پورا پورا پایا تو اس طرح پردہ پوشی بھی رہی اور مال بھی مل گیا۔ لیکن عبدالکریم نے کیا کیا یہ ایسا راز ہے جس کو کوئی نہیں جانتا کیونکہ عبدالکریم نے کسی کو نہ بتایا اور نہ کسی کو موقع دیا کہ وہ (چور) کو چور کہہ سکے۔

چوتھا قصہ

(۳۶۱) فضیلۃ الشیخ محمد بن سلیم نے فرمایا کہ مجھے عبدالکریم بن عبید نے

بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں اپنی دکان پر بیٹھا تھا میرے پاس سے ایک کالا شخص گذرا۔ میں نے شر کو اس کے چہرے اور خباثت کو اس کی نظروں اور تجسس کو اس کے کام میں پہچان لیا۔ میں کھڑا ہوا اور دکان بند کی اور دور دور سے اس کا پیچھا کرتا رہا اور وہ چل رہا تھا۔ میں بھی اس کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا اور آدمی کی نظریں اور توجہ ادھر ادھر مشکوک تھیں۔ یہاں تک کہ وہ شریف لوگ کے گھروں میں سے ایک گھر کے سامنے آیا اور دیوار پھلانگی اور چڑھ گیا اور عبدالکریم بھی پیچھے سے دیوار پھلانگ کر چڑھ گیا۔ جب اس حبشی غلام نے کسی برے کام کا ارادہ ہی کیا کہ یہ اجنبی شخص اسکے سامنے پہنچ گیا۔ لیکن یہ حبشی چونکہ عبدالکریم سے قوی تھا تو اس نے عبدالکریم کو گریبان سے پکڑا اور کپڑے سے کھینچ لیا اور حلق سے پکڑ کر ایسی سختی سے بھینچا کہ عبدالکریم کی تیز چیخ نکل گئی۔ آس پاس پڑوسی پریشان ہوئے اور چیخنے والے کی طرف بھاگ آئے اور گھر میں داخل ہوئے۔ دیوار کے اوپر سے بھی چڑھ آئے۔ دیکھا تو ایک غلام عبدالکریم پر چڑھا ہوا ہے اور اس پر مکوں کی بارش برسا رکھی ہے۔ قریب تھا کہ عبدالکریم چل بستا لوگوں نے کالے غلام کو پکڑا اور اس کو مضبوط باندھ دیا اور شہر بریدہ کے امیر کے پاس لے گئے۔ اس زمانے میں امیر عبداللہ بن جلوی امیر تھے۔ بڑے محتاط، بہادر، جرات مند انسان تھے۔ ان چالیس آدمیوں میں سے ایک تھے جنہوں نے ریاض شہر پر غلبہ پایا اور ان کو (عبداللہ) یہ سعادت عبدالعزیز بن ابی مسعود نے بخشی اور عبداللہ نے غلام کے معاملے کی تحقیق کی اور اس کا جرم واضح کر لیا۔ پھر اس کو ملک عبدالعزیز کے پاس بھیج دیا اور انہوں نے اس کو قتل کر دیا اور یہ ۱۳۲۹ھ کا واقع ہے۔

جنگجو لوگوں کی ذہانت

(۳۶۲) ہشام بن محمد کلبی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جذیمہ بن مالک جو حیرہ کا بادشاہ تھا اور آس پاس کے علاقوں کا بھی تھا اس نے ساٹھ سال بادشاہی کی۔ اس پر برصی بیماری کے داغ دھبے تھے۔ بڑی طاقت والا تھا۔ آس پاس کے دور نزدیک کے اس سے ڈرتے تھے۔ عرب پر اتنا رعب تھا کہ وہ بجائے ابرص کے ابرش کہتے تھے۔ اس نے ملیح بن براء سے جنگ کا ارادہ کیا اور یہ ملیح حضر کا بادشاہ تھا اور یہ حضر روم اور فارس کے درمیان ہے۔ یہ وہی جگہ ہے جس کا ذکر شاعر عدی بن زید اپنے قصیدے میں کرتا ہے۔ جس کا ایک شعر یہ ہے۔

(ترجمہ) حضر والوں نے جب اس کو بنایا اور دجلہ نہر اور خابور نہر کا پانی اس طرف موڑ دیا گیا۔

تو جذیمہ نے ملیح بادشاہ کو قتل کر دیا اور زباء بادشاہ کی بیٹی کو شام کی طرف بھگا دیا اور وہ روم چلی گئی اور یہ لڑکی عربی زبان دلکش بیان بڑے رعب والی تھی۔ ابن کلبی فرماتے ہیں کہ اس کے زمانے میں اس سے زیادہ کوئی عورت خوبصورت نہ تھی۔ اس کا نام فارعہ تھا اور بال اتنے لمبے تھے کہ وہ چلتی تو بال پیچھے لگتے تھے اور جب انکو کھولتی تو ان میں چھپ جاتی۔ اس لیے اس کا نام زباء بہت بالوں والی مشہور ہو گیا۔ ابن کلبی کا کہنا ہے کہ حضرت عیسیٰ اس کے باپ کے قتل کے بعد بھیجے گئے۔ اس لڑکی کی بلند ہمتی تھی کہ لوگ دوبارہ اس کی طرف متوجہ ہونا شروع ہوئے۔ اس نے بھی اموال کھول دیئے اور باپ کے ملک واپس آ گئی اور بادشاہ بن گئی اور جذیمہ کی حکومت کو پسپا کر دیا اور دریائے فرات کے مغربی مشرقی دونوں کناروں پر ایک دوسرے کے سامنے شہر آباد کئے اور دونوں شہروں کے سامنے بیچ میں نہر کے نیچے سے ایک طویل سرنگ نکلوائی اور جب کبھی کوئی دشمن حملہ کرتا تو یہ اس میں پناہ گزین ہو جاتی اور یہ مردوں کے قریب کبھی نہ گئی اس لئے کنواری ہی رہی۔ جذیمہ سے بھی جنگ کے بعد صلح ہو چکی تھی پھر جذیمہ کو اس لڑکی سے نکاح کی خواہش ہوئی۔ اس بارے میں اپنے خاص آدمیوں سے

مشورہ کیا۔ اس کا ایک غلام تھا جس کا نام قیصر بن سعد تھا۔ یہ بڑا عقل مند محتاط آدمی تھا اور خزانچی بھی تھا اور امور سلطنت میں بڑا کار کن تھا۔ بادشاہ کا بھی معتمد تھا۔ خیر سب نے بادشاہ کی بات سنی اور چپ ہو گئے مگر قیصر نے آداب کے ساتھ عرض کی کہ زباء ایک ایسی عورت ہے جس نے مردوں سے ملنا (صحبت) اپنے پر حرام کر رکھی ہے۔ اس لئے وہ اب تک کنواری ہے نہ اس کو مال کی ضرورت نہ حسن جمال کی۔ مزید یہ کہ ہمارے ذمے اس کے باپ کا خون بھی ہے اور یہ کبھی نہیں بھلایا جا سکتا آپ کو خوف سے کچھ نہیں کہتی (ورنہ بدلہ پر اتر آئے) کینہ اس کے دل کی گہرائی میں مدفون ہے وہ اس طرح چھپی ہوئی ہے جس طرح آگ پتھر کے اندر ہوتی ہے۔ اگر چوٹ لگے تو پتھر سے شعلہ نکلتا ہے اور چھوڑ دی جائے تو چھپی رہتی ہے اور اس سے اچھے بادشاہوں کی بیٹیاں بادشاہ کے لئے حاضر ہیں اور وہ بھی آپ کو بڑا پسند کریں گی اور آپ کا مرتبہ اس لڑکی سے بلند ہے۔

بادشاہ نے کہا کہ اے قیصر بہتر رائے تو تمہاری ہی ہے لیکن مجھ پر اس کی محبت غالب آگئی ہے اور مقدر میں جو ہو وہ تو ہو کر ہی رہے گا۔ اس سے فرار ممکن نہیں اور بادشاہ نے آخر کار ایک سفیر کو پیغام نکاح دے کر روانہ کر دیا اور کہا کہ کسی بھی طرح اس کو شادی پر آمادہ ضرور کرنا اور اس کے دل کو ہماری طرف مائل کرنا۔ جب لڑکی کے پاس یہ پیغام پہنچا تو پڑھا اور سمجھا اور کہا کہ مجھے بہت خوشی کے ساتھ یہ پیغام قبول ہے پھر اس سفیر کو اونچی جگہ بٹھایا اور بڑی عزت کی اور پھر کہنے لگی کہ میں تو ابھی تک شادی وغیرہ سے اس لئے رکی ہوئی تھی تاکہ کوئی برابر کا رشتہ آجائے اور ابھی تو بادشاہ کا مقام بلند ہے میں کم ہوں لہذا میں بخوشی اس کو قبول کرتی ہوں۔ اگر مردوں کا آنا ہی بہتر ہوتا ہے یہ والی بات نہ ہوتی تو میں خود چل کر جاتی پھر اس سفیر کو قیمتی ہدایا تحائف دیئے جو جانوروں، غلاموں، باندیوں نے اٹھائے ہوئے تھے۔ اسکے علاوہ مویشی جانور، اونٹ، بکریاں، سونا، چاندی، قیمتی کپڑے، ہتھیار وغیرہ بہت سے اموال دیئے۔ جب یہ سفیر اس طرح جذیمہ کو پہنچا تو اس کی خوشی کی کوئی انتہاء نہ رہی اور اس نے سمجھ لیا کہ اس کو سچی محبت اور رغبت ہے اور اس کے دل میں اتنا داعیہ پیدا ہوا کہ وہ فوراً حکومت کے بڑے اراکین، امراء جن میں قیصر بھی تھا سب کو لے کر چل پڑا اور اپنے بھانجے عمرو

بن عدی لخمی کو نائب بنادیا اور عمرو بن عدی قبیلہ لخم کا ایسا بادشاہ ہے جس نے ایک سو بیس سال تک حکومت کی اور اس کو بچپن میں جن اٹھا کر لے گئے تھے جب واپس کیا تو جوان ہو چکا تھا اور دراز قد والا تھا اس کی والدہ نے اس کے گلے میں سونے کا ہار ڈالا اور اس کے ماموں جذیمہ کے پاس بھیج دیا۔ جذیمہ نے اس کو دیکھ کر کہا کہ عمرو ہار سمیت جوان ہو گیا ہے۔ پھر یہ جملہ بھی ضرب المثل بن گیا۔[1]

الغرض یہ کہ جذیمہ نے اس کو قائم مقام بنایا اور خود زباء کی طرف چل پڑا اور دریائے فرات کے پاس اس کے شہر نیفہ میں پہنچ گیا۔ شکار کیا اور کھانے پینے سے فارغ ہو کر پھر اپنے ساتھیوں سے مشورہ طلب کیا۔ سب خاموش رہے لیکن قیصر ہی نے آغاز کیا اور عرض کیا اے بادشاہ سلامت جس عزم کے ساتھ حزم (احتیاط) نہ ہو تو اس کا انجام بہت برا ہوتا ہے اور محض دلچسپ باتوں پر جن میں کوئی بھروسہ نہ ہو اعتماد نہ کرنا چاہیے۔ میری رائے بادشاہ کے لئے یہ ہے انجام پر نظر رکھیں۔ ثابت قدمی اختیار کریں اور عقل کے ساتھ حزم احتیاط سے کام لیں۔ اگر تقدیر پر بھروسہ نہ ہوتا تو میں بالکل بادشاہ کے سامنے اڑ جاتا کہ وہ ایسا کام نہ کریں۔ جذیمہ نے دوسروں سے مشورہ طلب کیا تو انہوں نے بادشاہ کا ساتھ دیا جذیمہ نے کہا کہ زیادہ اچھا مشورہ جماعت ہی کا ہے اور اس کی ہی طرف عمل ہوگا۔ پھر قیصر نے کہا میں دیکھ رہا ہوں کہ تقدیر احتیاط پر آگے ہو رہی ہے اور قیصر کی اطاعت نہیں ہو رہی ہے۔ یہ بات بھی عرب میں ضرب المثل ہو گئی۔ پھر جذیمہ چل پڑا۔ جب زباء کے شہروں کی طرف پہنچا تو اپنا قاصد روانہ کر دیا کہ ہماری آمد کی اطلاع دی جائے۔ لڑکی نے بڑی خوشی کا اظہار کیا اور حکم کیا کہ بادشاہ کی خدمت میں مہمانی کا سامان اور جانوروں کا چارہ وغیرہ روانہ کیا۔ پھر مملکت کے بڑے حضرات ، امراء ، رعایا سب کو حکم کیا کہ وہ بادشاہ کا استقبال کریں تو قاصد نے پوری صورت حال کی خبر جذیمہ کو دی۔ جذیمہ نے روانگی کا ارادہ کیا تو پھر قیصر کو بلا کر پوچھا کیا اب بھی وہی رائے ہے۔ کہا اب تو بات زیادہ واضح ہو گئی (کہ نہ جانا مناسب ہے) لیکن آپ مشورے پر قائم ہیں۔ لیکن میری خواہش زیادہ بڑھ گئی ہے۔ قیصر نے کہا (زمانہ اس کا ساتھ نہیں دیتا جو انجام پر نظر نہ کرے) اور یہ بات بھی ضرب المثل بن گئی۔ اور ضائع

---

[1] قدیم عربوں میں اسی طرح آنے والی ضرب الامثال بھی قدیم عربوں میں ضرب المثل بن گئی تھیں

ہونے سے پہلے درستی ہو سکتی ہے اور بادشاہ اب بھی بھلائی کی طرف آسکتے ہیں۔ اگر آپ کو بھروسہ ہے کہ آپ صاحب ملک ہیں اور آپ کے ساتھی کثیر تعداد میں ہیں لیکن اس وقت تو آپ ان چیزوں سے خالی ہیں اور اپنے ٹھکانے اور قبیلے سے دور ہو چکے ہیں اور ایسی لڑکی کے حوالے آپ ہو رہے ہیں جس کے مکر اور دھوکے سے میں آپ کو محفوظ نہیں سمجھتا۔

پھر اگر آپ اپنی رائے ہی پر قائم رہیں گے اور خواہش پر عمل کریں گے تو سنیں اگر کل یہ قوم آپ سے چھوٹی چھوٹی جماعتوں کی صورت میں ملاقات کرتی رہے اور جاتی رہے پھر تو آپ کی بات درست ہے اور اگر اس طرح کہ دو صفوں میں صف بندی کے ساتھ ملیں یہاں تک کہ آپ بیچ میں ہوں تو گھیر لیں گے پھر معاملہ آپ کے خلاف ہو جائے گا اور وہ آپکے نفس پر قابو پالیں گے اور آپ اگر ان کے قبضہ میں جانے لگیں تو اس عصاء گھوڑی کا خیال رکھنا جس کے گرد کو بھی کوئی نہیں پا سکتا۔ آپ اس کی پشت پر جم جانا یہ آپ کو ہلاکت سے نکال لے گی۔ اگر آپ اس پر مضبوط رہے۔ یہ گھوڑی جذیمہ کی ایسی تھی کہ پرندوں سے نکل جاتی تھی۔ تیز ہواؤں کا مقابلہ کرتی تھی۔ اسی کا نام عصاء تھا۔

بالآخر جذیمہ نے قیصر کی گفتگو سنی اور جواب دیئے بغیر چل پڑا۔

اور یہاں زباء نے جب سفیر کو روانہ کر دیا تو اپنے لشکر کو ہدایت کر دی تھی کہ کل جب جذیمہ آئے تو تم سب جمع ہو کر اس کے دائیں اور بائیں کھڑے ہو کر اس کو گھیر لینا۔ جب بیچ میں آجائے تو گھیر کر زبردست حملہ کر دو اور موقع ہاتھ سے نہ جانے دو۔ جذیمہ روانہ ہوا تو قیصر دائیں طرف تھا اور جب قوم صف بندی کر کے دونوں طرف کھڑی ہو گئی اور یہ بالکل وسط میں پہنچ گیا تو قوم اس طرح جھپٹ پڑی جس طرح باز اپنے شکار پر جھپٹتا ہے اور اچھی طرح گھیرے میں لے لیا اور اب جذیمہ کو سمجھ آیا کہ دشمنوں نے قابو پالیا اور قیصر بھی ساتھ تھا پھر جذیمہ نے کہا تو نے صحیح کہا تھا تو قیصر نے کہا اے بادشاہ آپ نے جواب میں دیر لگا دی۔ یہاں تک کہ موقع چلا گیا اور یہ بات بھی عرب میں ضرب المثل ہو گئی۔ جذیمہ نے پوچھا اب کیا رائے ہے تو کہا کہ عصاء گھوڑی آپ کے پاس موجود ہے سوار ہو کر نکل جائیں۔ امید ہے کہ آپ کو بچا لے۔

لیکن جذیمہ نے اس کو پسند نہ کیا اور اپنے آپ کو لشکر کے حوالہ کر دیا اور لشکر اس کو لے چلا۔ جب قیصر نے دیکھا کہ اب جذیمہ کا قتل یقینی ہے تو بڑی چستی سے تیار ہو کر عصاء پر سوار ہوا اور باگ ڈور سنبھال کر ایڑ لگا دی وہ اس کو لے کر ہوا کی رفتار سے بھاگ پڑی اور جذیمہ نے بھی دیکھ لیا کہ وہ اس کو لے کر بالکل نکل گئی۔

اور ادھر زباء نے جذیمہ کو محل کے اوپر سے دیکھ کر کہا کیسا اچھا دولہا ہے میرے ساتھ شب زفاف سہاگ رات منانے آرہا ہے اور لوگوں نے اس کو زباء کے پاس پہنچا دیا اور زباء کے ساتھ اس کے محل میں اس کی طرح کنواری لڑکی ساتھ ہوتی تھی اور وہ اپنے تخت پر اس شان کے ساتھ ہوتی تھی کہ ایک ہزار کنواری باندیاں ایسے لباسوں کے ساتھ جن کی رونق اور شان ہی عجیب ہوتی تھی اس کے ارد گرد ہوتی تھیں اور زباء ان کے درمیان ایسے لگتی تھی جیسے چاند کو ستاروں نے گھیر لیا ہو۔

پھر زباء نے ان کو حکم دیا کہ وہ اپنی سردار اور اپنی آقاء کے دولہا کے ہاتھ کو پکڑ لیں اور انہوں نے پکڑ کر چمڑے کے اوپر رکھ دیا۔ اس طرح کہ وہ جذیمہ زباء کو اور زباء جذیمہ کو دیکھ رہے تھے۔ پھر دوبارہ حکم دیا کہ اس کے ہاتھوں کی رگوں کو کاٹ دیں (کاٹ دی گئیں) تو باندیوں نے نیچے طشت رکھا اور خون اس میں جمع ہونا شروع ہو گیا۔ پھر چند قطرات نیچے گر پڑے تو زباء نے باندیوں کو کہا کہ بادشاہ کا خون ضائع مت کرو۔ جذیمہ نے سنا تو کہا تجھے ایسے آدمی پر افسوس نہ ہونا چاہئے جس نے خود اپنے خون کو بہایا ہو۔ جب جذیمہ کو قتل کر دیا گیا تو زباء نے کہا خدا کی قسم تیرے خون سے ہمارا حق ابھی پورا نہیں ہوا اور نہ تسلی ہوئی لیکن لکنه غیض من فیض کے غصہ کے بدلے چھوٹی چیز ہے اور یہ بات بھی ضرب المثل بن گئی۔

ادھر جذیمہ نے عمرو بن عدی کو اپنا قائم مقام بنایا تھا وہ روزانہ حیرہ کے جنگلوں میں جذیمہ کے حالات کی آنے جانے والے سے خبر دریافت کرتا پھرتا اور اپنے ماموں کے حالات معلوم کرنے کی فکر میں رہتا۔ ایک دن اس فکر میں اس طرف نکلا تو ایک گھڑ سوار ہوا کی طرح اڑا چلا آرہا ہے اس نے کہا گھوڑی تو جذیمہ ہی کی معلوم ہوتی ہے۔ لیکن سوار کوئی جانور کی طرح خوفزدہ دکھ رہا ہے۔ کسی خاص وجہ سے ہی عصاء اس طرح تیز آرہی ہے۔ جب قیصر قریب ہوا تو عمر بن عدی اور دوسرے

حاضرین نے حال دریافت کیا تو کہا کہ تقدیر ہم کو اور بادشاہ سلامت کو موت کی طرف کھینچ کر لے گئی اور آپ زباء سے خون کا بدلہ لیجئے۔ عمرو نے کہا اس سے خون کا بدلا کیسے لیں۔ وہ چونکہ باز سے زیادہ چست ہے، آپ کو معلوم ہوگا کہ میں نے اپنے ماموں کو کتنی نصیحتیں کیں لیکن موت ان کو یاد کر رہی تھی۔

لیکن خدا کی قسم جب تک سورج طلوع ہوتا رہے اور ستارے چمکتے رہیں میں بادشاہ کے خون کے بدلے سے غافل نہ رہوں گا۔ یا خون کا بدلہ لوں گا یا میری جان ختم ہو جائے گی اور بھر میں معذور ہوں۔ پھر قیصر نے اپنی ناک کاٹ ڈالی اور زباء کے پاس اس حالت میں پہنچا گویا وہ عمرو بن عدی سے بھاگ کر آیا ہے۔

جو زباء کو اطلاع دی گئی کہ یہ قیصر بن سعد ہے جو جذیمہ کا چچازاد ہے اور اس کا خزانچی اور اہم کاموں میں رائے رکھنے والا رہا ہے۔ یہ آپ کے پاس آیا ہے۔ زباء نے کہا تو کیسے آیا ہے۔ جب کہ ہمارے تمہارے در٠ ان خونریزی ہے۔ اس نے کہا اے عظیم بادشاہ کی دختر میں آپ کے پاس اس لئے آیا ہوں کہ مصائب کے وقت آپ ہی جیسی بلند شخصیتوں سے مدد لی جاتی ہے اور حق یہ کہ بادشاہ کا خون ہی اس کو بلا رہا تھا۔ جس نے اپنا انتقام لے لیا اور میں آپ کے پاس عمرو بن عدی سے پناہ لینے آیا ہوں۔ اس نے اپنے ماموں کے قتل میں مجھے تہمت لگائی ہے کہ تیرے ہی مشورے پر وہ گئے تھے لہذا اس نے میری ناک کاٹ دی اور مال چھین لیا اور اپنے اہل و عیال تک بھی مجھے نہ جانے دیا جب مجھے قتل کی دھمکی دی تو میں جان بچا کر آپ کے پاس پناہ لینے آیا ہوں۔ آپ کی بدولت زندگی بسر کرنا چاہتا ہوں۔ اس لئے لڑکی نے خوش آمدید کہا اور کہا ہم تمہاری حفاظت کریں گے اور تمہیں امن دیتے ہیں۔ اس کو ٹھہرالیا اور جائے قیام کا انتظام اور دوسرا مال جوڑے خادم عطا کر دیئے گئے اور خوب اکرام کیا۔ قیصر اسی طرح بڑے عرصے وہاں رہا لیکن ایسا موقعہ نہ ملا کہ زباء اس سے گفتگو کر لے اور یہ موقع کی تلاش میں تھا۔ حیلے بناتا رہا اور زباء ایک مضبوط قلعہ میں جو سرنگ کے شروع میں تھا اس میں رہتی تھی۔ وہاں اس پر کوئی قادر نہیں ہو سکتا تھا۔ اس سے ایک دن قیصر نے خود کہا کہ عراق میں میری کثیر دولت اور عمدہ ذخائر ہیں جو بادشاہوں کے استعمال کے قابل ہیں اگر آپ مجھے اجازت دیں اور اتنا مال دے دیں کہ میں تھوڑا تجارتی سامان فراہم کر کے

آنے جانے کا ذریعہ بنالوں تو میں اموال تجارت تک پہنچ سکتا ہوں تو جس قدر ممکن ہو گا آپ کی خدمت میں لے آؤں گا۔ زباء نے اجازت اور مال دے دیا وہ عراق گیا اور کسریٰ کے ملک فارس میں گھوم پھر کر وہاں سے عمدہ نفیس چیزیں خریدیں اور جس قدر زباء نے مال دیا تھا اس سے بہت زیادہ قیمتی چیزیں لے کر واپس پہنچ گیا۔ زباء بہت خوش ہوئی اور اس کا مرتبہ اس کے نزدیک بڑھ گیا اور زباء کا میلان بھی اس کی طرف بڑھ گیا اور قیصر بھی اس کو پھسلاتا رہا یہاں تک اس نے سرنگ کا پورا راز معلوم کر لیا اور چور دروازہ بھی پہنچان لیا (اور اس سے پہلے قیصر نے ایک اور عراق کا سفر کیا تھا جس کی وجہ سے بہت مال لایا تھا اور پھر اس کا مرتبہ بڑھ گیا اور یہ راز اس کو معلوم ہوئے) اس کے بعد قیصر نے تیسری مرتبہ سفر کیا اور پہلی دو مرتبہ سے زیادہ نفیس مال اور زیادہ مقدار میں پیش کیا۔ اب تو اس کا مرتبہ زباء کے نزدیک اتنا بلند ہوا کہ ملکی کاموں میں اور اپنے خاص کاموں میں بھی اس سے مدد لینے لگی اور قیصر بھی ایسا ہی عقل مند آدمی تھا۔ زباء نے ایک دن اس سے کہا کہ میں ملک شام کے فلاں علاقے پر حملہ کرنا چاہتی ہوں تم عراق جا کر ہم کو اتنا مال، ہتھیار، گھوڑے، خچر دوسرا جنگی سامان لا دو۔ قیصر نے کہا عمرو بن عدی کے شہروں میں ایک ہزار اونٹ اور ہتھیاروں کا خزانہ، گھوڑے، خچر، غلام، کپڑے اور ایسے ایسے مال موجود ہیں لیکن عمرو کو ان کا علم نہیں لیکن اگر عمرو کو ان کا علم ہو گیا تو وہ ان سے آپ کے خلاف جنگ میں مدد لے گا۔ جب کہ میں اس کی تباہی چاہتا ہوں۔ اب میں بھیس بدل کر اس کے پاس جاتا ہوں اس طرح کہ اس کو علم نہ ہو اور سارا سامان لے آتا ہوں اور اس سے آپ کی سب ضرورت مکمل ہو جائے گی۔

تو زباء نے اس کو اجازت دے دی اور جس قدر مال کی اس کو ضرورت تھی زباء نے اس کو دے دیا اور کہا اے قیصر تیرے ہی جیسے انسان سے حکومتیں آراستہ ہوتی ہیں اور مجھے یہ بھی علم ہو چکا ہے کہ جذیمہ کے ملک کے انتظامات سب تیرے ہی ہاتھوں میں تھے اور اب جیسے میں کسی کام پر ہاتھ ڈالنا چاہتی ہوں تیرا ہاتھ میری مدد میں کمی نہیں کرتا۔ اگر مجھ پر کوئی مصیبت پیش آئے تو مدد کرتا ہے۔ یہ باتیں ایک شخص نے سنی جو اس کے رشتے داروں میں سے تھا تو اس نے کہا کہ یہ جنگل کا شیر ہے اور جوش سے بھرا ہوا ہے۔ حملے کی تیاری کر رہا ہے۔ لیکن قیصر نے اپنی طرف زباء کا اتنا میلان دیکھا

(کہ سکہ جم گیا ہے) تو اس کا صبر کا پیمانہ بھی لبریز ہو گیا اور رخصت لے کر عمرو بن عدی سے جا ملا اور کہا کہ تدبیریں مکمل ہو گئی ہیں اور چلنے کی تیاری کرو اور حملے میں جلدی سے کام لو۔

لیکن عمرو نے اس کو کہا میرا کام ہے کہ جو آپ حکم کریں میں اس کی تعمیل کروں اس زخم کے آپ ہی حکیم ہیں۔ اس نے کہا کہ آپ لشکر اور اموال کا انتظام کیجئے تو اس نے کہا آپ کی تعمیل واجب ہے اور قوم کے نوجوانوں اور مملکت کے سرداروں پر مشتمل دو ہزار اشخاص کے قافلے کو تیار کر لیا اور ہزار اونٹوں پر اس طرح سوار کیا کہ وہ بڑے بڑے تھیلوں میں بند ہو گئے اور ان کو مسلح کر دیا اور تلواروں ، ڈھالوں کے ساتھ ہی اندر تھے اور تھیلوں کو اندر سے بند کر لیا گیا اور عمرو بن عدی بھی ان میں ہی تھا۔ اب گھوڑوں، خچروں کو اونٹوں کے ساتھ لے کر قیصر روانہ ہوا جب زباء کے ملک میں داخل ہو گیا تو زباء کو اطلاع دی گئی۔ جب بالکل شہر کے قریب آ گئے تو قیصر نے تیار رہنے کا حکم دیا اور کہا جب اونٹ شہر کے درمیان پہنچ جائیں تو اس کی نشانی یہ ہو گی پھر اندر سے گرہیں کاٹ کر فوراً نکل آنا۔ جب قافلہ شہر کے بالکل قریب پہنچ گیا تو زباء نے اونٹوں کو دیکھا لدے ہوئے آ رہے ہیں۔ اس کو کچھ شک پیدا ہوا اور پہلے قیصر کی برائی بھی کی گئی تھی (جیسا گذرا) لیکن زباء نے اس کو ٹال دیا تھا۔ اب اس کے دل میں کھٹکا پیدا ہوا کہ اونٹوں کی تعداد کثیر ہے اور ان پر بڑے وزن دار تھیلے دیکھے تو یہ شعر کہے

> (ترجمہ) اونٹوں کے لئے رفتار سست کیوں ہے۔ کیا لوہے کو اٹھا رکھا ہے یا لشکر کو۔ کیا یہ ٹھنڈی اور سخت موت تو نہیں۔ کیا معلوم ان میں سیاہ رنگ کے لشکر والے بیٹھے ہوں۔ پھر اپنی لونڈیوں کو کہا کہ میں سرخ موت کو سیاہ تھیلوں میں دیکھ رہی ہوں۔) قیصر کے اونٹوں کے قافلے جب شہر کے بیچ میں پہنچ گئے تو علامت لگائی گئی اور فوراً سب نے تھیلوں کی گرہیں کاٹ کر تیزی سے حملہ کر دیا۔ دو ہزار آدمی تلواروں کو لے کر مقتول کے خون کا بدلہ طلب کرنے لگے جس کو بہانے سے قتل کیا گیا۔ زباء گھبرا کر محل سے نکلی اور سرنگ کی طرف بھاگنے لگی۔ لیکن قیصر

اور عمرو نے پہلے ہی بھاگ کر سرنگ کا راستہ روک لیا تھا۔ جب زباء نے دیکھا کہ وہ پکڑی گئی تو فوراً انگوٹھی نکال کر نگل گئی اور اس میں زہر فوراً ہلاک کرنے والا تھا اور کہا اے عمرو میں خود اپنے ہاتھوں مروں گی نہ کے تیرے ہاتھوں۔ لیکن ساتھ ہی عمرو اور قیصر کی تلواریں اس پر پڑیں اور وہ ہلاک ہو گئی اور یہ دونوں اس کی مملکت پر قابض ہو گئے اور سامان قبضہ میں کر لیا اور قیصر نے جذیمہ کے مدفن پر یہ اشعار تحریر کروا دیئے۔

بادشاہ جس نے بڑے لشکروں ،نیزوں اور تلواروں سے نفع اٹھایا اور جو اوصاف بیان کیے جاتے ہیں اس میں یہ یکتا ہے لیکن اس کی موت اس کو دشمنوں کی طرف لے چلی جب کہ وہ تاج والا اور بڑی قاطع تلوار والا تھا۔

ماخذ

قرآن کریم

تفسیر ابن کثیر

تاریخ الامم والملوک — ابن جریر طبری

البدایہ والنہایہ — صاحب ابن کثیر

لسان العرب — صاحب ابن منصور

مختار الصحاح — امام رازی

الاذکیاء — ابن جوزی

تاریخ ابن جوزی مسمی المنتظم

الفرج بعد الشدۃ والضیقہ — ابراہیم حازمی

سیاسۃ الشرعیہ مسمی بالطریق الحکیمۃ — ابن قیم جوزیہ

الطبقات الکبری — السبکی

کتب التراجم — عموماً

الفراسۃ عند العرب — فخر رازی

نشوار المحاضرہ — قاضی تنوخی
الاجوبۃ المسکتہ — ابراہیم حازمی
فتح الباری — شرح صحیح البخاری
صحیح مسلم تحقیق محمد فواد باقی — توزیع دار الافتاء
مدارج السالکین — ابن قیم جوزی
فتاوی ابن تیمیہ
روض المربع

خاتمہ

اللہ تبارک وتعالیٰ ہی نے اس کی کتابت کو آسان فرمایا لہذا تمام تعریفیں اسی ذات کے لئے ہیں۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور بے شک پاک ہے آپ کی ذات ہر قسم کے عیوب سے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کہ اے اللہ آپ ہی سے ہم معافی مانگتے ہیں اور آپ ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

ابراہیم بن عبد اللہ حازمی عفا اللہ عنہ
المترجم بالتوضیح محمد اصغر عفی عنہ ولوالدیہ ولاساتذتہ (خیرپور میرس)